عمران سیریز

گریٹ فائٹ

مظہر کلیم ایم اے

گریٹ جائنٹ

چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون !

علی عمران اور میجر پرمود جاسوسی ادب کے دو نمایاں کردار ہیں دونوں کرداروں کا انداز کارکردگی اور ورکنگ فیلڈز جُدا جُدا ہیں۔ علی عمران کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے جبکہ میجر پرمود ملٹری انٹیلی جنس کا ڈی ایجنٹ ہے۔ اس لئے دونوں کا کسی ایک ٹریک پر اکٹھے ہو جانا خاصا مشکل تھا لیکن بعض اوقات حالات و واقعات ایسے ہو جاتے ہیں کہ دونوں کا ورکنگ فیلڈ مشترکہ ہو جاتا ہے چنانچہ موجودہ ناول بھی اس مشترکہ ورکنگ فیلڈ پر مبنی ہے جس میں یہ دونوں نمایاں کردار اپنے اپنے ملک کے مفادات کا تحفظ کرنے کی غرض سے نہ صرف اکٹھے ہوتے ہیں، بلکہ ایک دوسرے کے مقابل آ گئے ہیں اور ایک کی فتح دوسرے کی شکست بن جاتی ہے۔

میجر پرمود جس کی ذہانت، برق رفتاری اور کام کرنے کے منفرد انداز نے اُسے پوری دنیا کے ڈی ایجنٹوں میں انتہائی ممتاز و منفرد مقام پر پہنچا دیا ہے۔ اور میجر پرمود کا نام فتح و کامیابی کے ہم معنی بن چکا ہے اور دوسری طرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کا علی عمران —— ناقابل شکست اور ناقابل تسخیر عمران —— جس کے مقابل آ کر بڑے بڑے فاتح لفظ فتح کا معنی بھول جایا کرتے تھے۔ اور جب ان دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ایسا زبردست اور بھرپور

مقابلے میں عمران اور میجر پرمود دونوں پر لفظ مقابلے کا اصل مطلب پہلی دفعہ معلوم ہوا ـــــ ایسا ٹکراؤ ـــــ ایسا مقابلہ کہ جس کا ہر لمحہ جیتے جاگتے خون اور موت کے اندھے سمندر میں ڈوبتا چلا گیا ہو تو اس خوفناک مقابلے کا نام بنتا ہے "گریٹ فائٹ"۔

مجھے یقین ہے کہ اس منفرد انداز میں لکھے گئے ناول کا ہر لفظ آپ سے بھرپور خراج تحسین حاصل کرے گا۔

آپ کی آرا کا منتظر رہوں گا۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔اے

چھوٹا مگر انتہائی تیز رفتار ہیلی کاپٹر فضا کی بلندیوں میں پرواز کرتا ہوا تیزی سے شمال کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ پائلٹ کی سیٹ کے ساتھ ایک درمیانے قد کا نوجوان فوجی یونیفارم پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں سے دوربین چمٹی ہوئی تھی اور وہ ہیلی کاپٹر کی چھوٹی کھڑکی سے مسلسل نیچے دیکھے چلا جا رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ پائلٹ کو مختلف سمتوں میں مڑنے کے بارے میں ہدایات بھی دیتا جا رہا تھا۔

"اب بارڈر قریب آگیا ہے ـــــ اس لئے رفتار آہستہ کر لو" ـــــ کھڑکی میں جھانکنے والے نوجوان نے بغیر مڑے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا اور پائلٹ نے یکلخت رفتار کم کر دی۔ ہیلی کاپٹر کو زوردار جھٹکا لگا۔

"کیا کر رہے ہو احمق نانسنس! ـــــ ابھی دوربین گر جاتی تو" ـــــ نیچے دیکھنے والے نوجوان نے انتہائی غصیلے انداز میں مڑ کر پائلٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ یکدم غضب ناک ہو گیا تھا۔

"سوری کیپٹن طارق" ـــــ پائلٹ نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور کیپٹن طارق ایک بار پھر نیچے دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔

"اوہ! ـ کار بارڈر پر رک گئی ہے ـــ رفتار اور آہستہ کر لو" ـــ کیپٹن طارق نے کہا اور اس بار پائلٹ نے بغیر جھٹکا دیئے ہیلی کاپٹر کی رفتار آہستہ کر دی۔

"روک لو۔ یہیں فضا میں روک لو ـ معاملہ خراب لگتا ہے" ـ کیپٹن طارق نے چیختے ہوئے کہا اور ہیلی کاپٹر فضا میں ہی معلق ہو گیا۔

"اوہ! ـ طاہرہ کو بارک میں لے جایا جا رہا ہے" ـــ کیپٹن طارق نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"سر! ـ لیڈی طاہرہ بے حد ہوشیار ایجنٹ ہیں ـــ وہ ان سے ضرور نمٹ لیں گے" ـــ پائلٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم اپنی چونچ بند نہیں رکھ سکتے احمق" ـــ کیپٹن طارق نے ایک بار پھر انتہائی زہریلے لہجے میں کہا۔ وہ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی مشتعل مزاج واقع ہوا تھا۔

"سوری سر" ـــ پائلٹ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ البتہ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کا جی چاہ رہا ہے کہ لات مار کر کیپٹن طارق کو نیچے پھینک دے۔ لیکن ظاہر ہے وہ سوائے منہ بنانے کے اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے خاموش ہو رہا۔

"اوہ! ـ لیڈی طاہرہ کو گرفتار کر لیا گیا ہے" ـــ کیپٹن طارق نے یکلخت اچھلتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر گود میں رکھے ہوئے ایک چھوٹے سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ـ کیپٹن طارق کالنگ ۔ اوور" ـــ کیپٹن طارق نے تیز اور پرجوش لہجے میں کہا۔

"یس ـ کرنل ڈی اٹنڈنگ ۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"لیڈی طاہرہ کو بارڈر پر گرفتار کر لیا گیا ہے ـــ اسے ایک سفید رنگ کی کار میں بٹھا کر لے جایا جا رہا ہے، جب کہ اس کی کار ایک فوجی چلا رہا ہے ـــ مسلح فوجیوں نے اسے گھیرے میں لیا ہوا ہے ـــ میں نیچے اتر کر ان سے ٹکرا جاؤں سر۔ اوور" ـــ کیپٹن طارق نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"نیچے اتر کر نہیں ـــ وہیں ہیلی کاپٹر سے ہی چھلانگ لگا دو احمق آدمی! ـــ تمہیں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تم ان سے لڑنا شروع کر دو۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے انتہائی سخت اور کھردرے لہجے میں کہا گیا اور اس بار کیپٹن طارق کا منہ بن گیا، جبکہ پائلٹ کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"سر! ـ نگرانی کے لئے کہا گیا تھا ـــ لیکن سر! ـــ اب جب کہ وہ لیڈی طاہرہ کو لے جا رہے ہیں تو سر ـــ اوور" ـــ کیپٹن طارق فقرہ مکمل نہ کر سکا۔

"سنو کیپٹن! ـــ اب اگر تم نے احمقانہ باتیں کیں تو میں پائلٹ کو حکم دوں گا کہ وہ تمہیں گولی مار کر وہیں سے نیچے پھینک دے ـــ تم اس قابل نہیں ہو کہ ایجنٹ بن سکو ـ نانسنس! ـ لیڈی طاہرہ کی گرفتاری عین منصوبے کے مطابق ہے ـــ وہ لازماً اسے اپنے کسی خفیہ اڈے پر لے جائیں گے ـــ تم نے اس اڈے کی نگرانی کرنی ہے۔

اور پھر نیچے اُتر کر اس اڈے کے کسی آدمی کا میک اَپ کر کے وہیں رہنا ہے تاکہ بعد میں تم مشن کے لئے کام کر سکو ـــــ تمہیں بریف نہیں کیا گیا تھا۔ اوور" ـــــ کرنل ڈی نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"سوری سر! ـــــ مجھے تو نگرانی کے لئے کہا گیا تھا سر! ـــــ انچارج نے کہا تھا کہ باقی ہدایات موقع پر دی جائیں گی۔ اوور" ـــــ کیپٹن طارق نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوکے! ـــــ اب سمجھ گئے ہو ـــــ لیڈی طاہرہ تمہاری مدد کرے گی۔ وہ انتہائی ہوشیار ایجنٹ ہے۔ جب تم وہاں سیٹ ہو جاؤ گے تو پھر وہ وہاں سے فرار ہو جائے گی ـــــ لیڈی طاہرہ اور تمہارے درمیان کوڈ الیف ایکس ہو گا ـــــ انتہائی ہوشیاری سے کام کرنا۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کرنل ڈی نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ـــــ آپ بے فکر رہیں سر! اوور" ـــــ کیپٹن طارق نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں اندرونی جوش سے چمکنے لگی تھیں وہ ابھی حال ہی میں ٹریننگ مکمل کر کے ملٹری ڈی سروس میں آیا تھا اور یہ ٹریننگ کے بعد اس کا پہلا مشن تھا۔ اس لئے وہ ضرورت سے زیادہ ہی پُر جوش دکھائی دے رہا تھا۔

"اب مزہ آئے گا ـــــ میں ان پاکیشیا والوں کو ایسا سبق سکھاؤں گا کہ آئندہ قیامت تک وہ کیپٹن طارق کے نام سے دہشت کھاتے رہیں گے"۔ کیپٹن طارق نے ٹرانسمیٹر بند کرتے ہوئے کہا۔

"سر! یہیں رکنا ہے یا آگے جانا ہے" ـــــ؟ پائلٹ نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اوہ! ـــــ تم نہیں کھڑے ہو احمق آدمی! ـــــ اوہ! کاریں تو اب تک نکل گئی ہوں گی ـــــ تیز چلاؤ ـــــ جلدی کرو ـــــ نانسنس" ـــــ کیپٹن طارق نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پائلٹ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔ کیپٹن طارق اب دُوربین آنکھوں سے لگائے نیچے دیکھنے لگا۔

"ہاں ٹھیک ہے ـــــ ذرا آہستہ کر لو ـــــ میں نے انہیں چیک کر لیا ہے۔ شکر ہے بارڈر سے آبادی بہت دُور ہے۔ ورنہ تو مسئلہ خراب ہو جاتا۔ یہ سب تمہارا قصور تھا" ـــــ کیپٹن طارق نے مسلسل بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پائلٹ کا چہرہ غصے اور جھنجھلاہٹ سے سرخ پڑا ہوا تھا۔ ایک بار تو اس کا جی چاہا کہ وہ لات مار کر اس کیپٹن کے بچے کو نیچے پھینک دے۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ کرنل ڈی نے اس کا جسم گولیوں سے چھلنی کر دینا ہے اس لئے وہ اپنا غصہ پی گیا۔

ہیلی کاپٹر انتہائی بلندی پر تھا کہ اُسے نیچے سے بغیر خاص دُوربین کے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ جب کہ کیپٹن طارق کے ہاتھ میں مخصوص ساخت کی دُوربین تھی۔ اس لئے وہ اتنی بلندی سے بھی نیچے ہر چیز کو انتہائی واضح طور پر دیکھ رہا تھا۔

"اوہ! ـــــ کاریں مڑ گئی ہیں ـــــ جنوب کی طرف مڑ جاؤ" ـــــ کیپٹن طارق نے نیچے دیکھتے ہوئے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کا رُخ جنوب کی طرف موڑ دیا۔

"اوہ! ـــــ اوہ! ـــــ وہ رُک گئی ہیں ـــــ پہاڑی کے سامنے ـــــ ارے پہاڑی کے اندر جا رہی ہیں ـــــ اوہ خفیہ اڈہ! ـــــ ایک چٹان ڈھکن کی

طرح اٹھی ہے اور کاریں اندر چلی گئی ہیں ـــــ روک ہیلی کاپٹر ـــــ روک دو۔ میں باس سے بات کر لوں" ـــــ کیپٹن طارق نے جلدی سے کہا۔ اور پھر اس نے دُور بین سامنے ہک سے لٹکا لی۔ اور ٹرانسمیٹر کا بٹن دوبارہ آن کر دیا۔

"کیپٹن طارق کالنگ۔ اوور" ـــــ کیپٹن طارق نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس کرنل ڈی۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے وہی بھاری آواز پھر سُنائی دی۔

"سر! ـــــ بارڈر سے اندر قریباً بیس میل کے فاصلے پر جنوب مشرق کی طرف چھوٹی پہاڑیوں کا ایک طویل سلسلہ ہے ـــــ دونوں کاریں وہیں پہنچی ہیں ـــــ ایک چٹان ڈھکن کی طرح اٹھی ہے اور وہ دونوں کاریں اندر چلی گئی ہیں سر ـــــ اوور" ـــــ کیپٹن طارق نے تیز تیز لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ! ـــــ یہ یقیناً ان کا اہم خفیہ اڈہ ہو گا ـــــ اب باقی کام تم نے کرنا ہے ـــــ تم نے میک اپ کر رکھا ہے ناں ـــــ اور یونیفارم بھی پہن رکھی ہے۔ اوور ـــــ؟" کرنل ڈی نے پوچھا۔

"یس سر! ـــــ ویسے میک اپ باکس بھی ہے اور کاغذات بھی ہیں تاکہ فوری طور پر کام آ سکیں۔ اوور" ـــــ کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

"سنو! ـــــ پہاڑی کی سائیڈ میں اُتر جاؤ ـــــ اور پھر کوشش کرو کہ تمہیں مشکوک سمجھ کر گرفتار کر کے اڈے کے اندر لے جایا جائے۔ اس طرح تم لیڈی طاہرہ کے پاس پہنچ جاؤ گے ـــــ اب آگے تمہارا کام ہو گا

کہ تم کس طرح اپنے آپ کو وہاں ایڈجسٹ کرتے ہو ـــــ اب مشن کا یہ حصہ تمہاری کارکردگی پر منحصر ہے ـــــ جب لیڈی طاہرہ وہاں سے نکلے گی تو پھر مشن کو آگے بڑھایا جائے گا ـــــ کیا تم پوری طرح تیار ہو۔ اوور ـــــ؟" کرنل ڈی نے پوچھا۔

"یس سر! ـــــ آپ بے فکر رہیں سر۔ اوور" ـــــ کیپٹن طارق نے انتہائی پُرجوش لہجے میں کہا۔

"اوکے! ـــــ گو آن وِش یُو گڈ لک ـــــ اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کیپٹن طارق نے ٹرانسمیٹر بند کر کے ایک طرف رکھ دیا۔

"اب تم مجھے پہاڑیوں سے کچھ دُور اتار دو۔ تاکہ نیچے سے کسی کی نظر نہ پڑے ـــــ اور پھر تم واپس چلے جانا" ـــــ کیپٹن طارق نے پائلٹ کی طرف مڑ کر کہا اور پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ کیپٹن طارق اس طرح تن کر بیٹھ گیا۔ جیسے نیچے اس کے استقبال کے لیے ملک کا صدر ہار اٹھائے کھڑا ہو۔ اس کا چہرہ ابھی سے اپنی کامیابی پر چمک رہا تھا اور وہ خیالوں ہی خیالوں میں مستقل ڈی۔ ایجنٹ بننے کے خواب دیکھنے لگ گیا تھا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی بیڈ پر لیٹی ہوئی جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ چونکہ آجکل کوئی کیس نہ تھا اس لئے جولیا ناشتے کے بعد ہی بیڈ پر لیٹ کر مطالعے میں مصروف تھی۔

"یس جولیا سپیکنگ" ــــ جولیا نے رسیور اٹھاتے ہوئے بڑے ڈھیلے لہجے میں کہا۔ اس کا خیال تھا کہ کسی ساتھی ممبر کا فون ہو گا۔

"ایکسٹو" ــــ دوسری طرف سے غراتی ہوئی آواز سنائی دی اور جولیا ایکسٹو کی آواز سنتے ہی یوں اچھلی جیسے اس کے جسم میں ہڈیوں کی بجائے سپرنگ فٹ ہوں۔

"یس۔ سر۔ سر۔ حکم سر" ــــ جولیا نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران تمہارے پاس پہنچ رہا ہے ــ تم اس کے آنے تک تیار ہو جاؤ۔ تم دونوں نے ملٹری سپیشل ایجنسی کے چیف کرنل اسلم کے پاس جانا ہے ــ تم

وہاں میری نمائندگی کرو گی۔ جب کہ عمران تمہیں اسسٹ کرے گا۔ وہاں ایک دوست ملک کی ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کسی خاص مقصد کے لئے آ رہا ہے ــــ اس کے ساتھ اس ملک کی سیکرٹ سروس کا چیف اور دیگر اعلیٰ حکام بھی ہیں ــــ تم نے یہ میٹنگ اٹنڈ کرنی ہے" ــــ ایکسٹو کا لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔

"یس سر! ــــ مگر سر! ــــ مسئلہ کیا ہے اور مجھے کیا کرنا ہو گا" ــــ جولیا نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"وہ کسی خاص ٹاپک پر مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں ــــ لیکن ظاہر ہے میں ان سے نہیں مل سکتا ــــ اس لئے تم میری نمائندگی کرو ــــ پھر جو بھی صورت حال ہو۔ تم اس کے مطابق اپنے آپ کو میری جگہ رکھ کر ڈیل کرو گی" ایکسٹو کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

"اوہ بہتر سر! ــــ میں کوشش کرونگی کہ آپ کے اعتماد پر پوری اتروں" ــــ جولیا نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے ایکسٹو نے اپنی جگہ اُسے فیصلے کا اختیار دے کر اس پر انتہائی اعتماد کا مظاہرہ کیا تھا۔

"کوشش نہیں! ــــ تمہیں اعتماد پر پورا اترنا ہو گا ــــ کوشش کا لفظ آئندہ میرے سامنے دوبارہ مت لینا" ــــ ایکسٹو کا لہجہ ایک بار پھر غراہٹ آمیز ہو گیا۔

"اوہ سوری سر! ــــ بس ویسے ہی منہ سے نکل گیا سر ــــ سوری سر!" جولیا ایک بار پھر بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئی۔

"عمران وہاں تمہارا سیکرٹری ہو گا ــــ اس سے زیادہ اس کی اہمیت

نہیں ہوگی ___ سمجھیں" ___ دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ___ لیکن سر ___ ٹھیک ہے سر" ___ جولیا شاید بات کرتے کرتے رُک گئی تھی۔

"یہی کہنا چاہتی ہو کہ عمران وہاں احمقانہ حرکتیں کرے گا ___ میں اسے سمجھا دوں گا ___ یہ معاملہ انتہائی سیریس ہے اور اگر وہ پھر بھی کوئی غلط حرکت کرے تو میری طرف سے اجازت ہے کہ اُسے شوٹ کر دینا۔ جس جگہ جانا ہے اس کا عمران کو علم ہے۔ وہ تمہیں لے جائے گا ___ واپسی پر مجھے تفصیلی رپورٹ دینا" ___ ایکسٹو نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

جولیا نے طویل سانس لیتے ہوئے رسیور واپس کریڈل پر رکھا اور پھر جلدی سے اٹھ کر وہ باتھ روم کی طرف بڑھ گئی تاکہ عمران کے آنے سے پہلے تیار ہو جائے۔ اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ یہ شاید پہلا موقع تھا کہ وہ کسی اعلیٰ سطحی اجلاس میں نہ صرف ایکسٹو کی نمائندگی کر رہی تھی بلکہ ایکسٹو نے اُسے ہر قسم کا فیصلہ کرنے کا بھی اختیار دے دیا تھا۔ بس اُسے کھٹکا تھا تو عمران کی طرف سے تھا کیونکہ عمران ایسے موقعوں پر اپنی حرکتوں سے باز نہ آتا تھا۔ لیکن اب جولیا نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر عمران نے کوئی حرکت کی تو وہ عمران کا حشر کر دے گی۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ تیار ہو کر باہر آئی اور برش سے اپنے بالوں کو آخری ٹچ دینے ہی لگی تھی کہ کال بیل بج اٹھی۔

"یس ___ کم ان" ___ جولیا نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔ اُسے یقین تھا کہ آنے والا عمران ہی ہو گا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور دروازے

پر عمران کی شکل نظر آئی۔

عمران نے اپنا مخصوص ٹیکنی کلر لباس پہنا ہوا تھا اور چہرے پر حماقتوں کا آبشار پورے زور شور سے بہہ رہا تھا۔

"مس جولیانا فٹز واٹر ___ السّلام وعلیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ ___ اُمید ہے کہ آپ کا مزاج گرمی ___ اوہ سوری! ___ مزاج گرامی ___ بلکہ گرامی قدر ___ شب قدر ___ صبح بدر ___ اوہ سوری ___ بلکہ ویری سوری! بلکہ بالکل ہی سوری ___ کیونکہ اس سے زیادہ الفاظ مجھے یاد نہیں آ رہے" عمران نے انتہائی احمقانہ انداز میں دروازے میں ہی کھڑے کھڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

"شٹ اپ! ___ کیا بکواس لگا رکھی ہے ___ تمہیں چیف نے بتایا نہیں کہ معاملہ بے حد سیریس ہے" ___ جولیا نے جان بوجھ کر سخت لہجہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا! ___ اتنا سیریس تو نہیں بتایا ___ پھر ہسپتال فون کروں ___ یا تمہیں کسی لیڈی ڈاکٹر کو ___" عمران نے بڑے معصومانہ لہجے میں آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ نانسنس! ___ تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے ___ جولیا نے اس کا مطلب سمجھ کر سرخ پڑتے ہوئے کہا۔

"مم ___ میری ___ میری حرکتوں سے ___ نہیں مس جولیا ___ یہ تو سراسر الزام ہے ___ توبہ توبہ ___" عمران نے جلدی جلدی اپنے گالوں پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ تم خاموش نہیں ہو سکتے" ___ جولیا اس بار واقعی

بھر گئی۔

"واہ!۔۔۔ کیوں خاموش رہوں۔۔۔ کمال ہے۔۔۔ مجھ پہ اتنا بڑا الزام لگایا جا رہا ہے اور میں خاموش ہو جاؤں۔۔۔ نہ مس جولیا!۔۔۔ ایسے معاملات میں۔۔۔" عمران نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں یہیں گولی مار دوں گی۔۔۔ دفع ہو جاؤ۔۔۔ نکل جاؤ یہاں سے"۔۔۔ جولیا نے بُری طرح پیر پٹختے ہوئے کہا۔ عمران نے آتے ہی اس کا سارا موڈ چوپٹ کر دیا تھا۔

"لیکن وہ سیریس کیس کا کیا ہوگا"۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

جولیا دانت بھینچے چند لمحے خاموش کھڑی عمران کو گھورتی رہی۔ پھر اس کا غصے سے سرخ پڑتا چہرہ نارمل ہوتا گیا۔ وہ شاید معاملات کی نزاکت کی وجہ سے اپنے غصے پر کنٹرول کر رہی تھی۔

"دیکھو عمران!۔۔۔ چیف نے کہا ہے کہ کوئی اعلیٰ سطحی اجلاس ہو رہا ہے۔۔۔ جس میں میں نے چیف کی نمائندگی کرنی ہے اور تم وہاں میرے سیکرٹری ہوگے۔۔۔ پلیز۔۔۔ یہ چیف کی عزت کا سوال ہے۔ اس لئے کوئی احمقانہ حرکت برداشت نہیں ہو گی"۔۔۔ جولیا نے غصے کو کنٹرول کرتے ہوئے اسے سمجھانا شروع کر دیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مرد کی نمائندگی کوئی عورت کرے۔۔۔ ارے ہاں!۔۔۔ یہ ممکن ہے۔ بالکل ممکن ہے۔۔۔ اچھا تو اسی لئے وہ پردے میں ہے۔۔۔ کمال ہے میں تو اسے آج تک مرد ہی سمجھتا رہا۔ حیرت ہے"۔۔۔ عمران نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب!۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو"۔۔۔؟ جولیا نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ چیف لازماً کوئی مردنما عورت ہے۔۔۔ آواز مردانہ ہو گی۔۔۔ بس بس ایسا ہی ہوگا۔۔۔ ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے عورت کی نمائندگی عورت ہی بہتر کر سکتی ہے۔۔۔ اب مجھے کوئی اعتراض نہیں"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اندر آکر اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہیں جو بھی سوجھتی ہے۔۔۔ اُلٹی ہی سوجھتی ہے۔۔۔ بہرحال میں تمہیں اس احمقانہ لباس میں ساتھ نہیں لے جا سکتی۔ اس لئے پہلے تم جا کر لباس بدلو"۔۔۔ جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"احمقانہ لباس۔۔۔ تو اب لباس بھی احمقانہ اور عقلمندانہ ہو گئے ہیں یہ عقلمندانہ لباس کونسا ہوتا ہے"۔۔۔؟ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔

"میرا مطلب ہے کہ کوئی اچھا سا سوٹ پہن لو"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"سوٹ!۔۔۔ اچھا تو سوٹ عقلمندانہ لباس ہے۔ اوہ! اسی لئے سلیمان ہر وقت اپنے آپ کو عقلمند کہتا رہتا ہے۔۔۔ ویری سوری جولیا! اتنا عقلمند بننے میں تو کافی وقت لگے گا۔۔۔ پہلے مجھے سلیمان کی شاگردی کرنا پڑے گی۔۔۔ اور تمہیں تو معلوم ہے کہ سلیمان جیسا عقلمند مجھے صرف مونگ کی دال پکانا کم از کم دس سال میں سکھائے گا۔ پھر شاید میں عقلمندانہ لباس کی ٹائی باندھ سکوں گا۔۔۔ اگر اتنا وقت دے سکتی ہو تو ٹھیک ہے۔ میں چلا جاتا ہوں"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے

میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر چیف تمہاری بجائے کسی اور کو بھیج دیتا تو کتنا اچھا ہوتا۔۔۔ اُسے بھی وہاں بھیجنے کے لئے تم جیسا احمق ہی ملا تھا"۔۔۔ جولیا نے بے بسی سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"چیف سے بات کر لو۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔ میں نے تو اس سے بڑا احتجاج کیا تھا کہ آج میں نے بَر دکھانے کے لئے جانا ہے۔ مگر وہ مانا ہی نہیں۔۔۔ اب تم خود بتاؤ کہ تمہارے ساتھ جانے سے میرا کتنا نقصان ہوگا۔۔۔ اگر میں مسماۃ اللہ رکھی کو آج پسند آجاتا تو ہمیشہ کے لئے جوتیاں چٹخنانے سے نجات مل جاتی۔۔۔ دس ملیں ہیں مسماۃ اللہ رکھی کے ڈیڈی مسٹر اللہ دتہ ہوشیار کی۔ اور مس اللہ رکھی اس کی اکلوتی بیٹی ہے۔۔۔ چ چ۔۔۔ چ چ۔۔۔ قسمت ہی خراب ہے اپنی"۔۔۔ عمران کا لہجہ آخر میں رو دینے والا ہوگیا اور جولیا بے اختیار ہنس دی۔

"شکر کرو۔۔۔ بچ گئے ہو۔۔۔ ورنہ یہ تمہاری مسماۃ اللہ رکھی گن گن کر تمہارے سر پہ دس جوتیاں مارتی"۔۔۔ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ عمران کی بات نے نجانے اس کی کونسی رگ دبا دی تھی کہ اس کا موڈ یکلخت خوشگوار ہوگیا تھا۔

"دس جوتیاں کھا کر اگر دس ملیں مل جائیں تو سودا مہنگا نہیں مس جولیا"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری قسمت میں جوتیاں کھانی ہی ہیں عمران صاحب!۔۔۔ اس لئے افسوس کی ضرورت نہیں۔۔۔ چلو اٹھو چلیں"۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہیں مار لو جوتیاں۔۔۔ ضروری تو نہیں کہ باہر سڑک پر ہی چل کر مار لی جائیں۔۔۔ لیکن پہلے وہ ملیں"۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"چلو۔۔۔ بس اب بہت بکواس ہوگئی ہے۔۔۔ چلو"۔۔۔ جولیا نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر خود ہی تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کے بغیر عمران کا اٹھنا ہی مسئلہ بن جائے گا۔

"اچھا۔۔۔ اگر قسمت میں سڑک پر ہی جوتیاں کھانا ہے تو ٹھیک ہے۔ پتہ نہیں اللہ میاں جب میری قسمت بنانے لگا تھا تو فرشتوں نے اچھا میٹرل کیوں نہیں مہیا کیا۔۔۔ یہ ضرور تنویر کی سازش ہوگی۔ وہ فرشتوں سے مل گیا ہوگا"۔۔۔ عمران نے جولیا کے پیچھے باہر آتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور جولیا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

فلیٹ کی سیڑھیاں نیچے اترنے پر جولیا نے دیکھا کہ سفید رنگ کی ایک لمبی سی کار کھڑی تھی۔ جس پر ملٹری کی مخصوص پلیٹ لگی ہوئی تھی اور ایک باوردی فوجی ڈرائیور کار کے ساتھ اٹین شن کھڑا تھا۔ جولیا اور عمران کو نیچے اترتے دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور پھر جلدی سے کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا جولیا بڑے باوقار انداز میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ عمران آگے بڑھ کر بیٹھنے لگا تو ڈرائیور نے جلدی سے دروازہ بند کر دیا۔

"آپ آگے بیٹھیں"۔۔۔ ڈرائیور نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"وہ کیوں۔۔۔؟ کمال ہے۔ تم نے لیڈیز فرسٹ یعنی لیڈیز فرسٹ سیٹ کا محاورہ نہیں سن رکھا"۔۔۔ عمران نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

لیکن ڈرائیور نے سنی ان سنی کی اور جلدی سے مڑ کر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ اس نے عمران کے لئے دروازہ کھولنے کا تکلف بھی نہ کیا۔

"بیٹھ جاؤ عمران! — وقت مت ضائع کرو" — جولیا نے انتہائی باوقار لہجے میں ہونقوں کی طرح باہر کھڑے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ ظاہر ہے وہ اس وقت ایکسٹو کی نمائندگی کر رہی تھی۔ رہ گیا عمران تو وہ سیکرٹری ہی تھا۔ بے چارہ سیکرٹری۔

"یس میڈم" — عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ دھپ سے وہیں سڑک پر ہی آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔

"اوہ نانسنس — الو — احمق! — یہ کیا کر رہے ہو — ؟ فرنٹ سیٹ پر بیٹھو" — جولیا نے بری طرح بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فرنٹ سیٹ پر — اوہ اچھا میڈم" — عمران نے بڑی بے نیازی سے اٹھ کر پتلون جھاڑتے ہوئے کہا۔ ساتھ سے گزرنے والے افراد عمران کو اس طرح بیٹھتے اور اٹھتے دیکھ کر بے اختیار ہنس پڑے تھے۔

"ہنس لو — ہنس لو! — تمہیں میڈم کا سیکرٹری بننا پڑے تو پتہ چلے" — عمران نے انہیں غصیلے انداز میں مکہ دکھاتے ہوئے کہا، اور پھر کار کا دروازہ کھول کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ گزرنے والے عمران کی بات سن کر اور زیادہ کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

"چلو ڈرائیور" — جولیا نے دانت پیستے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

"یار! — میڈم نے تمہیں چلنے کا حکم دیا تھا — تم نے کار چلا دی۔ تمہیں معلوم ہے کہ میڈم اپنے حکم کی حرف بحرف تعمیل مانگتی ہیں۔ اس لئے کار روکو — اور خود چل پڑو" — عمران نے ڈرائیور سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش نہیں بیٹھ سکتے" — جولیا نے تقریباً دھاڑتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی عمران پر بے حد غصہ آ رہا تھا کہ ڈرائیور تو اسے فوجی سیلوٹ مار رہا تھا اور یہ عمران خوامخواہ بکواس کر کے سارا بھرم کھو رہا تھا۔

"اچھا تو اس کا نام تم ہے — واہ اچھا نام ہے — مختصر سا — سادہ سا نام — لیکن مسٹر تم تو پہلے ہی خاموش بیٹھا ہے میڈم" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس بار ڈرائیور کے سنجیدہ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔ وہ شاید بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کئے بیٹھا تھا۔ جولیا دانت بھینچے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ غصہ ضبط کرنے کی وجہ سے سرخ پڑا ہوا تھا۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے شہر کے درمیان سڑکوں سے گذر کر اب شمالی سمت ملٹری ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ ادھر عمران نے پشت کے ساتھ سر ٹکا کر اب باقاعدہ خراٹے لینے شروع کر دیئے تھے۔ ڈرائیور نے ایک دو بار اس کی طرف دیکھا لیکن پھر خاموش ہو رہا۔ جبکہ جولیا جان بوجھ کر خاموش بیٹھی تھی۔ عمران کے خراٹے اس کی احمقانہ باتوں سے بہرحال قابل برداشت تھے۔

تھوڑی دیر بعد کار ملٹری ہیڈ کوارٹر کی پہلی چیک پوسٹ پر پہنچ گئی۔ لیکن یہاں اسے ایک لمحے کے لئے بھی نہ روکا گیا اور اسے دور سے

ہی آتا دیکھ کر چیکنگ راڈ اٹھا لی گئی۔ شاید پہلے سے ہی ہدایات پہنچ چکی تھیں۔ اس طرح تین چیک پوسٹوں سے گذر کر کار ملٹری ہیڈ کوارٹر کے اندر سے گذر کر ایک سائیڈ پر بنی ہوئی خاکی رنگ کی چھوٹی سی عمارت کے پورچ میں رک گئی۔ وہاں ہر طرف مسلح فوجی انتہائی ہوشیاری سے پہرہ دے رہے تھے۔

کار رکتے ہی برآمدے میں موجود ایک کیپٹن تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جلدی سے آ کر کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔

"تشریف لائیے میڈم! — میرا نام کیپٹن ارشد ہے" — کیپٹن نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور جولیا بڑے باوقار انداز میں باہر آگئی۔ عمران کے خراٹے بدستور جاری تھے۔

کیپٹن ارشد اب عمران کی طرف مڑا تو اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"اس احمق کو اٹھاؤ — یہ ہر جگہ سو جاتا ہے" — جولیا نے تلخ لہجے میں کیپٹن ارشد سے کہا۔ اب اسے عمران کے خراٹوں پر غصہ آ رہا تھا۔

کیپٹن ارشد نے جیسے ہی دروازہ کھولا، عمران لڑھک کر اس کے اوپر آ گرا۔

"ارے — ارے" — کیپٹن ارشد نے اسے جلدی سے سنبھالتے ہوئے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"عمران! — ہوش میں آؤ" — جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور عمران یکلخت اچھل کر یوں سیدھا کھڑا ہو گیا جیسے اس سے زیادہ

چاق و چوبند آدمی دنیا میں موجود ہی نہ ہو۔

"یس میڈم! — ہوش میں آگیا میڈم — حکم میڈم" — عمران نے بڑے مؤدبانہ بلکہ فدویانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کے چہرے پر بالکل اس قسم کی بے چارگی سی ٹپکنے لگی تھی جیسے کہ عام طور پر خیراتی یتیم خانوں کے منیجروں کے چہروں پر برستی رہتی ہے۔

کیپٹن ارشد بڑے حیرت بھرے انداز میں عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں شدید تشویش کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"میڈم! — یہ آپ کے سیکرٹری ہیں یا ——" کیپٹن ارشد نے بڑے مؤدبانہ انداز میں جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اسے شاید بتا دیا گیا تھا کہ جولیا پاکیشیا کے سب سے طاقتور عہدے دار ایکسٹو کی نمائندہ ہے۔ اس لئے کیپٹن ارشد کا لہجہ حد سے زیادہ مؤدبانہ تھا۔ لیکن عمران کے متعلق اس کا ردعمل دیکھنے کے لائق تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ فیصلہ کر چکا ہو کہ اس احمق اور ہونق آدمی کو کسی صورت بھی میٹنگ روم تک نہ جانے دے گا۔

"یا شوہر ہیں — یہی کہنا چاہتے ہیں آپ کپتان صاحب! یہ بات نہیں — میں نہ میڈم کا سیکرٹری ہوں نہ شوہر — بلکہ میرا نام علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس سی (آکسن) ہے۔ اور میڈم میری باس ہیں" — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں تعارف کرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سنجیدگی میں بھی حماقت کی جھلکیاں موجود تھیں۔

"خاموش رہو عمران! — اور کیپٹن! — کیا ہم یہیں کھڑے رہیں

گے ـــــ میرا وقت بے حد قیمتی ہے" ـــــ جولیا نے انتہائی سنجیدہ اور کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ سوری میڈم! ـــــ تشریف لائیے! ـــــ باس اور دیگر شرکا آپ کا انتظار کر رہے ہیں ـــــ لیکن آپ کے سیکرٹری کے بارے میں مجھے ہدایات لینی ہوں گی" ـــــ کیپٹن ارشد نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور تیزی سے اندرونی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

"تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے تو میں سب کے سامنے گولی مار دوں گی" ـــــ جولیا نے آگے بڑھتے ہوئے دانت نکیچا کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اور میں شہید محبت کہلاؤں گا ـــــ اور پھر میرے مزار پر قوالیاں ہوں گی ـــــ عرس پڑھے جائیں گے ـــــ محبت کرنے والے جوڑے منتیں مانگیں گے" ـــــ عمران نے یوں خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے جولیا کا اُسے گولی مار دینا اس کے لئے بہت بڑا اعزاز ہو۔ عمران کی آواز اتنی اونچی تھی کہ آگے جاتا ہوا کیپٹن ارشد چونک پڑا۔ لیکن پھر بغیر بولے سیدھا ہو کر چلنے لگا۔

راہداری سے گذر کر وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں ایک بڑی سی میز اور اس کے گرد کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

"صرف ایک منٹ میڈم" ـــــ کیپٹن ارشد نے معذرت بھرے انداز میں کہا اور پھر میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک بٹن دبا دیا۔

"کیپٹن ارشد بول رہا ہوں باس! ـــــ میڈم مع سیکرٹری تشریف

لائی ہیں ـــــ مگر سر! ـــــ ان کا سیکرٹری مشکوک حرکتیں کر رہا ہے۔ اگر آپ باہر آ کر اس سے مل لیں تو زیادہ بہتر ہے" ـــــ کیپٹن ارشد نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میڈم کو اندر بھیج دیں اور سیکرٹری کو وہیں روک لیں ـــــ میں میڈم سے تفصیلی بات کر کے پھر تمہیں اس کے متعلق احکامات دوں گا۔" دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"کرنل اسلم! ـــــ میں تمہارے اس کیپٹن کے ساتھ باہر نہیں رہوں گا ـــــ یہ مجھے بدمعاش قسم کا آدمی لگ رہا ہے" ـــــ عمران نے اچانک چیختے ہوئے کہا

"اوہ ـــــ اوہ! ـــــ یہ تو عمران کی آواز ہے" ـــــ دوسری طرف سے کرنل اسلم کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس سر! ـــــ ان کے سیکرٹری کا نام عمران ہی ہے" ـــــ کیپٹن ارشد نے حیرت بھرے انداز میں جواب دیا۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ کرنل اسلم آواز سے اس ہونق سیکرٹری کو کیسے پہچان گئے۔ اور پھر وہ اسے بے تکلفی سے پکار رہے تھے۔ حالانکہ کرنل اسلم جو کہ سپیشل ملٹری ایجنسی کے چیف تھے انتہائی رعب دار اور دبدبے کے مالک تھے اور فوج کے کمانڈر انچیف تک کو گھاس نہ ڈالتے تھے۔

"اوہ یو فول ـــــ نانسنس! ـــــ انہیں فوراً اندر بھیجو ـــــ جلدی" ـــــ دوسری طرف سے کرنل اسلم نے بُری طرح چنگھاڑتے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــــ یس سر" ـــــ کیپٹن ارشد نے بُری طرح بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور جلدی سے رسیور رکھ کر مڑا۔

"آپ تشریف لے جایئے" ——— کیپٹن ارشد نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں عمران اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری! ——— نہ میں اندر جاؤں گا ——— اور نہ میری باس میڈم جولیا ——— اب تو کرنل اسلم ہی ہمیں منا کر لے جا سکتے ہیں ——— تشریف رکھیں میڈم ——— بڑی اچھی جگہ ہے یہ ——— ٹھنڈی اور کھلی جگہ ——— اب بھلا دیکھیں! ——— آپ میڈم بھی بن گئیں اور باس بھی ——— لیکن آپ کا فلیٹ کتنا گرم اور حبس زدہ ہے" ——— عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو ——— چلو اندر" ——— جولیا عمران کے ریمارکس پر بری طرح بھڑک گئی۔

"آپ جا سکتی ہیں تو جائیں ——— میں تو نہیں جاتا ——— آخر آدمی کو روٹھنے کا بھی تو حق ہونا چاہئے ——— یہ کیا جب کہو ٹھہر جاؤ۔ تو ٹھہر جائے ——— اور جب کہے چل پڑو تو چل پڑے ——— آدمی نہ ہوا، کوئی مشین ہو گئی ——— اور میں کم از کم ایسی مشین نہیں بن سکتا۔ جس کا آپریٹنگ سوئچ کیپٹن ارشد جیسے ——— کپتان کے ہاتھوں میں ہو" ——— عمران کی زبان چل پڑی۔

"جناب! ——— میں شرمندہ ہوں ——— آئی۔ ایم ویری سوری ——— آپ مجھے معاف کر دیں" ——— کیپٹن ارشد نے لجاتے ہوئے انداز میں کہا اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کرنل اسلم کو جب پتہ چلا کہ عمران اس کی وجہ سے روٹھا ہوا ہے تو اس کی شامت آ جائے گی۔

"ٹھیک ہے ——— ہوتے رہو شرمندہ ——— میں منع کرنے والا کون

ہوں ——— بہر حال جب تک کرنل اسلم مجھے منا کر نہ لے جائے گا۔ کم از کم میں تو نہیں جاؤں گا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ادھر جولیا علیحدہ کھڑی دانت پیس رہی تھی۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس کی ساری آن بان عمران کی وجہ سے خراب ہوتی جا رہی تھی۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا یکلخت ایک سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر کا فوجی باہر آ گیا۔ یہ کرنل اسلم تھا۔ سپیشل ملٹری ایجنسی کا چیف۔

"کیا بات ہے ——— ؟ میں نے کہا تھا کہ انہیں اندر بھجوا دو لیکن ———" کرنل اسلم نے بری طرح دھاڑتے ہوئے کیپٹن ارشد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ب ——— باس! ——— میں تو کہہ رہا ہوں باس! ——— مگر عمران صاحب روٹھے بیٹھے ہیں" ——— کیپٹن ارشد نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"روٹھے بیٹھے ہیں ——— کیا مطلب ——— ؟" کرنل اسلم حیرت بھرے انداز میں ایک طرف صوفے پر بیٹھے ہوئے عمران کی طرف مڑا۔

"ہاں بالکل! ——— میں روٹھا بیٹھا ہوں ——— یہ کوئی طریقہ ہے کہ تم چیف کے نمائندوں کے استقبال کے لئے دشمنوں کو بھیج دیتے ہو" ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دشمنوں کو ——— کیا مطلب ——— ؟ کیپٹن ارشد میرا خاص آدمی ہے"۔ کرنل اسلم نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"اچھا! ——— تو پھر آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا ——— کمال ہے ——— میں

سمجھا دشمنوں کا آدمی ہے ـــــ تبھی مجھے سیکرٹری شپ سے روک رہا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر اب احمقانہ انداز کی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

"آیئے میڈم آیئے! ـــ بہت دیر ہو گئی ہے" ـــ کرنل اسلم نے ایک طرف خاموش کھڑی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش کھڑی اب دانت پیسے جا رہی تھی۔ ایکسٹو کے فون ملنے کے بعد وہ اس لئے مسرت سے کھلی جا رہی تھی کہ ایکسٹو کے خصوصی مانندے کی حیثیت سے وہ سب سے اہم ہو گی۔ لیکن یہاں سب عمران کے ہی چکر میں تھے اُسے کوئی پوچھ ہی نہ رہا تھا۔ بہرحال کرنل اسلم کے کہنے پر وہ دروازے کی طرف مڑ گئی۔ کیپٹن ارشد ایک طرف خاموش کھڑا تھا۔ کرنل اسلم اور جولیا اس کے قریب سے ہو کر آگے بڑھ گئے اور عمران اُسے دیکھ کر استہزائیہ انداز میں مسکراتا ہوا یوں آگے بڑھ رہا تھا جیسے کوئی بہت بڑا فاتح کسی سلطنت کو فتح کرنے کے بعد دشمنوں کے جھکے ہوئے سروں پر پیر رکھتا ہوا آگے بڑھ رہا ہو۔

اور پھر جیسے ہی وہ کیپٹن ارشد کے پاس پہنچا، اچانک اس کے جسم نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور کیپٹن ارشد کی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ کیپٹن ارشد عمران کے ہاتھوں میں جکڑا اس کے سر کے اوپر سے بلند ہو کر ایک زوردار دھماکے سے نیچے فرش پر گرا تھا۔

"کیا ہوا ـــ؟ کیا مطلب" ـــ؟ کرنل اسلم نے بری طرح چیختے ہوئے مڑ کر کہا۔

"خبردار! ـــ اگر حرکت کرنے کی کوشش کی تو گردن توڑ دوں گا۔"

عمران نے یکلخت غراتے ہوئے کہا۔ نیچے گرے ہوئے کیپٹن ارشد کی گردن پر اس کا ایک پیر جما ہوا تھا جبکہ دوسرا پیر اس نے کیپٹن ارشد کی ٹانگ پر رکھا ہوا تھا۔ عمران کا پیر کیپٹن ارشد کی گردن پر اس انداز میں جما ہوا تھا کہ واقعی اگر کیپٹن ارشد حرکت کرتا تو اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ جاتی۔

"عمران کیا کر رہے ہو" ـــــ؟ جولیا نے حیرت بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"کرنل اسلم! ـــ کیپٹن کے دائیں بازو پر لگا ہوا سٹار اتار دو۔ جلدی۔" عمران نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ جولیا تو ایک طرف، کرنل اسلم جیسے شخص کے جسم میں سردی کی لہر سی دوڑ گئی۔ سٹار کی بات سنتے ہی کیپٹن ارشد نے یکلخت اچھلنے کی کوشش کی۔ مگر دوسرے لمحے کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس کے حلق سے چیخ نکلی اور پھر اس کا جسم ایک لمحے کے لئے پھڑک کر ساکت ہو گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون کی لکیریں بہہ نکلی تھیں۔ کیپٹن ارشد کے حرکت کرتے ہی عمران نے مخصوص انداز میں پیر کو موڑ دیا تھا جس کے نتیجہ میں اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔

"اب اطمینان سے سٹار اتار لو" ـــــ عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تم نے اسے مار ڈالا" ـــــ کرنل اسلم نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تو اور اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیتا ـــ تاکہ یہ اطمینان سے ہمیں گولیاں مار کر اپنے شاندار نشانے کی داد وصول کر کے باہر چلا جاتا۔ سوری کرنل!

میں دشمنوں کو ایسا موقع نہیں دیا کرتا" ـــــــ عمران کا لہجہ بےحد سرد تھا۔

دشمن !ـــ اوہ ـــــــ" کرنل اسلم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر جھک کر اس نے کیپٹن ارشد کے دائیں کندھے پر لگا ہوا سٹار نوچ لیا۔

یہ تو عام سٹار ہے ـــ کیا ہے اس میں" ـــــ ؟ کرنل اسلم کا لہجہ کاٹ کھانے والا تھا۔

اگر آپ کو اس کا اتنی آسانی سے پتہ چل سکتا تو میڈم مجھے سیکرٹری کی تنخواہ کیوں دیتیں" ـــــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر کرنل کے ہاتھ سے اسٹار لے کر اس نے اس کی ایک سائیڈ کو مخصوص انداز میں دبایا تو اسٹار کا اوپر والا حصہ کسی ڈھکن کی طرح کھل گیا۔ اور اندر انتہائی پیچیدہ مگر مختصر سی مشینری نظر آنے لگ گئی۔

یہ جدید قسم کا اور وسیع حیطہ عمل کا ڈکٹا ٹیپ فون ہے جناب کرنل اسلم صاحب !ـــــ اور آپ کی خصوصی میٹنگ کی تمام کارروائی اس میں ٹیپ ہو کر جاتی تھی ـــــ یہ لیجئے اور اسے اپنی سپیشل ایجنسی کے عجائب گھر میں رکھ لیجئے۔ تاکہ آنے والی نسلوں کو پتہ چل سکے کہ پاکیشیا کی سپیشل ملٹری ایجنسی کیسی کیسی مشینری کو ٹریس کر لیتی ہے" ـــــ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا اور کرنل اسلم کی تو یہ حالت تھی کہ جیسے اس کے جسم میں خون کا ایک قطرہ تک باقی نہ رہا ہو۔ جولیا کا منہ بھی حیرت کے مارے آدھے سے زیادہ کھلا ہوا تھا۔

" آ ـــ آپ کو اس کا کیسے علم ہوا" ـــــ ؟ کرنل اسلم نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ اب وہ عمران کو تم کی بجائے آپ

کہہ رہا تھا۔

" میں میڈم کا سیکرٹری ہوں ـــــ اور آپ جانتے کہ سیکرٹری ٹائپ کی مخلوق ایسی ہوتی ہے جسے ہر چیز کا پہلے سے ہی علم ہو جاتا ہے ویسے اگر آپ اسے غور سے دیکھیں تو آپ کو اس کے سرے پر ہلکی سی چمک نظر آئے گی ـــــ ایسی چمک جیسے رات کے وقت کوئی پھلجھڑی چھوٹنے سے پیدا ہوتی ہے ـــــ اور یہی اس کی خاص نشانی ہے ـــــ لیے گذشتہ دس بارہ سالوں سے الیون تھرٹی ڈکٹا ٹیپ فون کے نام سے فیلڈ میں استعمال کیا جا رہا ہے ـــــ یہ کوئی نئی ایجاد تو نہیں ہے" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور کرنل اسلم اور جولیا دونوں کے منہ اور زیادہ کھل گئے۔

" اوہ !ـــ آپ کمال کے آدمی ہیں ـــ حیرت ہے ـــــ میں بےحد شرمندہ ہوں عمران صاحب !ـــ سخت شرمندہ" ـــــ کرنل اسلم نے انتہائی معذرت بھرے انداز میں کہا۔ وہ اب عمران کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی اور سیارے کی مخلوق ہو۔

" آپ نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا کہ میں ایک آدمی ہوں ـــــ ورنہ میں تو اب تک اپنے آپ کو ایک سیکرٹری ہی سمجھ رہا تھا ـــ بہرحال اسے چیکنگ روم میں بھجوا دیجئے ـــــ اندر آپ کے مہمان بیٹھے بور ہو رہے ہوں گے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا

اوہ اچھا !ـــ ٹھیک ہے" ـــــ کرنل اسلم نے یوں کہا جیسے وہ سپیشل ملٹری ایجنسی کا چیف نہ ہو بلکہ عمران کا ذاتی ملازم ہو۔

کرنل اسلم نے میز کے کنارے پر لگی ہوئی گھنٹی بجائی تو دوسرے لمحے

دروازے سے ایک فوجی اندر داخل ہوا۔

"میجر صولت کو بلاؤ ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ کرنل اسلم نے دھاڑتے ہوئے کہا اور فوجی تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"آیئے مس جولیا ۔۔۔ ہم تو اندر چلیں ۔۔۔ کم از کم مہمانوں سے تعارف تو ہو جائے گا" ۔۔۔ عمران نے مسکرا کر دروازے کی طرف مڑتے ہوئے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے ۔۔۔ آپ تشریف لے جائیں ۔۔۔ میں کیپٹن ارشد کی لاش بھی بھجواتا ہوں اور اس بارے میں تفصیلی انکوائری کا حکم دے کر ابھی آتا ہوں" ۔۔۔ کرنل اسلم نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور عمران اور جولیا اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

دروازہ کھلا تو کمرے میں بیٹھا میجر پرمود یکلخت اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو میجر بیٹھو" ۔۔۔ آنے والے نے بڑے مشفقانہ لہجے میں کہا اور پھر گھوم کر میز کے پیچھے پڑی ہوئی اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ میجر پرمود بھی میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ یہ بلگارنیہ کی ملٹری ڈی ایجنسی کا چیف کرنل ڈی تھا۔

"آپ نے مجھے یاد کیا تھا کرنل" ۔۔۔ میجر پرمود نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔۔۔ میں اہم میٹنگ میں مصروف تھا ۔۔۔ وہاں مجھے چند لمحے دیر ہو گئی۔ اس لئے تمہیں انتظار کرنا پڑا" ۔۔۔ کرنل ڈی نے قدرے معذرت بھرے انداز میں کہا۔

"اوہ سر ۔۔۔ کوئی بات نہیں" ۔۔۔ میجر پرمود نے متشکرانہ لہجے میں کہا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں قدرے حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

کیونکہ کرنل ڈی کا رویہ کچھ بدلا ہوا تھا۔ کرنل ڈی اور اس طرح کی باتیں!

"تم شاید میرے رویے کی وجہ سے حیران ہو رہے ہو۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں میجر! ۔۔۔ میرے دل میں تمہارے لئے بے حد قدر ہے ۔۔۔ تم بلگارنیہ کی ناک ہو ۔۔۔ تم جیسے سپوتوں پر قومیں صدیوں فخر کرتی رہتی ہیں"۔ کرنل ڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر! ۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔۔۔ کیسا سپوت اور کیسا فخر میں تو صرف اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتا ہوں" ۔۔۔ میجر پرمود نے کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ اس بار میں جس مشن پر تمہیں بھیجنا چاہتا ہوں ۔۔۔ یہ مشن ایسا ہے کہ جس میں تمہاری کامیابی کے چانس ففٹی ففٹی ہیں ۔۔۔ اور اگر تم ناکام رہے تو پھر نہ تم میجر رہو گے ۔۔۔ اور نہ میں کرنل ڈی رہوں گا" ۔۔۔ کرنل نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ففٹی ففٹی چانس کا مطلب تو کامیابی ہوتا ہے سر! ۔۔۔ میرے لئے اگر ننانوے فیصد ناکامی کے چانس ہوں ۔۔۔ تب بھی میں باقی ایک فیصد کامیابی کو سو فیصد بنا لیتا ہوں" ۔۔۔ میجر پرمود نے حیرت سے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔ وہ حیران ہو رہا تھا کہ کرنل ڈی کو آج کیا ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے تو اس نے کبھی ایسی باتیں نہ کی تھیں۔

"پاکیشیا کے علی عمران اور سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو جانتے ہو" ۔۔۔؟ کرنل ڈی نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پُراسرار سے انداز میں پوچھا۔

"علی عمران ۔۔۔ نام تو سنا ہوا ہے ۔۔۔ اور یہ بھی سنا ہوا ہے کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے فری لانسر انداز میں کام کرتا ہے ۔۔۔ بظاہر احمق

لیکن دراصل انتہائی چالاک اور عیار آدمی ہے ۔۔۔ اور جہاں تک ایکسٹو کا تعلق ہے۔ صرف اس قدر معلوم ہے کہ وہ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کا چیف ہے ۔۔۔ اور کبھی کسی کے سامنے نہیں آتا ۔۔۔ اس سے زیادہ کا مجھے علم نہیں۔ کیونکہ میرا فیلڈ ان لوگوں سے مختلف ہے" ۔۔۔ میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس بار شاید تمہارا مقابلہ ان سے ہو جاتے۔ اس لئے میں ففٹی ففٹی چانس کی بات کر رہا ہوں ۔۔۔ یہ فائل دیکھو! ۔۔۔ اس میں عمران کے بارے میں کچھ تفصیلات موجود ہیں۔ پہلے اسے پڑھ لو" ۔۔۔ کرنل ڈی نے میز کی دراز کھول کر ایک فائل نکال کر میجر پرمود کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ میجر پرمود نے فائل لے کر اسے کھولا اور پھر بغور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

یہ فائل پانچ چھ اوراق پر مشتمل تھی۔ میجر پرمود جیسے جیسے فائل پڑھتا جا رہا تھا اس کی فراخ پیشانی پر سلوٹیں اُبھرتی جا رہی تھیں۔ فائل کے اختتام پر تین چار فوٹو بھی موجود تھے۔

میجر پرمود کچھ دیر تک ان تصویروں کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر فائل بند کر دی۔

"یس سر! ۔۔۔ میں نے پڑھ لی ہے ۔۔۔ مجھے تو یہ فائل مبالغے پر مبنی معلوم ہو رہی ہے ۔۔۔ یوں لگتا ہے جیسے عمران کے کسی پرستار نے اسے ہیرو بنانے کے چکر میں من گھڑت واقعات لکھ دیئے ہیں" ۔۔۔ میجر پرمود نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور کرنل ڈی کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ اُبھر آئی۔

"تم اسے خود کام کرتے ہوئے دیکھو گے۔ تب تمہیں پتہ چلے گا کہ جو کچھ اس فائل میں لکھا گیا ہے وہ اصل سے کتنا کم ہے" ـــــ کرنل ڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کناروں پر لگے ہوئے مختلف بٹن دبا دیئے۔

بٹن دبتے ہی کمرے میں یکلخت اندھیرا چھا گیا اور اس کے ساتھ ہی سامنے دیواروں پر ایک سکرین روشن ہو گئی۔ یہ سکرین ایسے رخ پر تھی کہ میجر پرمود اور کرنل ڈی دونوں کو آسانی سے نظر آ رہی تھی۔

"دیکھو اس عمران کو" ـــــ اندھیرے میں کرنل ڈی کی آواز سنائی دی۔ دوسرے لمحے سکرین پر جھماکا ہوا اور پھر اس پر ایک گارڈن پارٹی کا منظر ابھر آیا۔

"یہ جو چوتھی میز پر ٹیکنی کلر لباس پہنے احمق سا آدمی بیٹھا نظر آ رہا ہے یہ علی عمران ہے" ـــــ کرنل ڈی کی آواز سنائی دی۔

"میں نے اسے پہچان لیا ہے سر ـــ فوٹو میں نے دیکھ لئے ہیں۔" میجر پرمود نے جواب دیا۔

پارٹی میں خاصی گہما گہمی نظر آ رہی تھی۔ پھر اچانک عمران کی سائیڈ میز پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکالا اور عمران پر فائر کر دیا۔ اس نوجوان کے انداز میں اس قدر مہارت اور پھرتی تھی کہ میجر پرمود جیسا شخص بھی اس کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عمران اس سے بھی زیادہ تیزی سے اپنے آپ کو ہٹا کر گولی کی زد سے بچ نکلا۔ بلکہ پلک جھپکنے میں وہ اچھلا اور اس کی لات نے نوجوان کے ہاتھ سے ریوالور فضا میں اچھال دیا۔

اسی لمحے اردگرد موجود تقریباً دس کے قریب افراد نے ریوالور نکال کر عمران پر فائر کھول دیا۔ لیکن عمران کے جسم میں تو واقعی بجلیاں بھری ہوئی تھیں۔ وہ صرف چھلانگ لگا کر ان کے سروں کے اوپر سے نکل گیا۔ اس طرح دس میں سے چار افراد تو اپنے ساتھیوں کی گولیوں کا شکار ہو گئے۔ اور پھر باقی چھ افراد کو عمران نے اس تیزی، پھرتی اور حیرت انگیز مہارت سے زمین بوس کر دیا کہ میجر پرمود جیسا ایجنٹ بھی پلکیں جھپکانا بھول گیا۔ اس کے ساتھ ہی سکرین ایک جھماکے سے صاف ہو گئی اور کمرہ چٹک کی آواز سے روشن ہو گیا۔

"یہ اس شخص کے صرف ایک انداز کی ہلکی سی جھلک ہے" ـــــ کرنل ڈی کی آواز سنائی دی اور میجر پرمود جو حیرت سے بت کی طرح بیٹھا تھا بے اختیار چونک پڑا۔

"واقعی باس! ـــــ یہ شخص لڑائی بھڑائی کے فن میں حیرت انگیز صلاحیتیں رکھتا ہے۔ اس نے اپنے اس انداز سے مجھے بھی حیرت زدہ کر دیا ہے" ـــــ میجر پرمود نے پہلی بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اب شاید تمہیں اس فائل کے مندرجات پر کچھ یقین آ گیا ہو گا۔" کرنل ڈی نے یوں کہا جیسے وہ ہر قیمت پر عمران کی برتری ثابت کرنے پر تلا ہوا ہو۔

"ہاں! ـــ بہرحال اس شخص سے میرا ٹکراؤ کس انداز میں ہوتا ہے" میجر پرمود نے سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا مقصد تمہیں خوفزدہ یا مرعوب کرنا نہیں ـــــ میں جانتا ہوں کہ صلاحیتوں کے لحاظ سے تم عمران سے کسی طور بھی کم نہیں ہو۔ میں

نے یہ فائل اور فلم تمہیں صرف اس لئے دکھائی ہے کہ تمہیں اندازہ ہو جائے کہ عمران کیسا آدمی ہے"۔۔۔۔ کرنل ڈی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"میں سمجھ گیا سر"۔۔۔۔ میجر پرمود نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب اصل بات سن لو!۔۔۔ بلگارنیہ کی ڈیفنس لیبارٹری میں ایک اہم جنگی فارمولے پر کام ہو رہا تھا۔ جب فارمولا کامیابی کے قریب پہنچا تو اچانک ایک اہم سائنسدان پروفیسر بارکی لیبارٹری سے غائب ہو گیا۔ اس کے اس طرح اچانک غائب ہونے پر جب پڑتال کی گئی تو پتہ چلا کہ اصل فارمولا بھی غائب ہے۔۔۔۔ اس پر ملٹری انٹیلی جنس نے انتہائی تیزی سے کام کیا تو یہ اطلاع ملی کہ پروفیسر بارکی کو پاکیشیا میں دیکھا گیا ہے۔ جس پر ہم نے پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت واپس لانے کے لئے گروپ بھیجا تو پتہ چلا کہ پروفیسر بارکی فارمولا سمیت وہاں سے بھی کہیں جا چکا ہے۔ یا اسے چھپا دیا گیا ہے۔۔۔۔ بہرحال اس سلسلے میں یہ رپورٹ بھی ملی ہے کہ آخری بار پروفیسر بارکی نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو سے ملاقات کی تھی۔ اس کے بعد اس کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔۔۔۔ یہ فارمولا اس قدر اہم ہے کہ اگر پاکیشیا کے ہاتھ لگ گیا اور اس نے اس پر ہتھیار تیار کر لیا تو اس پورے علاقے میں جنگی لحاظ سے اس کی پوزیشن انتہائی بہتر ہو جائے گی۔۔۔۔ اور بلگارنیہ کا دفاع خطرے میں پڑ جائے گا۔ یہ درست ہے کہ بلگارنیہ اور پاکیشیا دونوں کے تعلقات بظاہر دوستانہ اور اچھے ہیں۔۔۔۔ لیکن درپردہ دونوں کے درمیان جدید ترین جنگی ہتھیاروں

کی دوڑ جاری ہے اور دونوں ملکوں کے مفادات اپنے اپنے اور در اصل ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔۔۔۔ یہ کیس ملٹری انٹیلی جنس سے سیکشن ڈی کو ریفر کر دیا گیا۔۔۔۔ میں نے اپنے طور پر تحقیقات شروع کر دی۔ لیڈی طاہرہ اور کیپٹن طارق کے ذریعے کام آگے بڑھایا گیا۔۔۔۔ لیڈی طاہرہ کو گرفتار کرا کر پاکیشیا کے ایک اہم فوجی اڈے پر بھجوایا گیا اور کیپٹن طارق کو بھی وہاں بھیجا گیا۔۔۔۔ وہاں پہنچ کر کیپٹن طارق نے اس اڈے کے ایک اہم فرد میجر صولت کی جگہ لے لی اور لیڈی طاہرہ فرار ہو کر واپس آ گئی۔ میجر صولت انتہائی کام کا آدمی نکلا۔۔۔۔ وہ پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس کا اہم مہرہ تھا۔ اور کسی خاص مشن پر اس سرحدی اڈے پر آیا تھا۔ اس طرح کیپٹن طارق میجر صولت کے روپ میں واپس ہیڈ کوارٹر چلا گیا۔۔۔۔ وہاں پہنچ کر اس نے میری ہدایات پر اپنا جال پھیلایا تو انکشاف ہوا کہ پروفیسر بارکی کو پاکیشیا کی کسی انتہائی خفیہ لیبارٹری میں منتقل کر دیا گیا ہے اور اس فارمولے کی تیاری کے لئے اس لیبارٹری میں پاکیشیا کے انتہائی قریبی دوست ملک شوگران کے سائنسدان بھی کام کر رہے ہیں۔ اور یہ بھی پتہ چلا ہے کہ اس لیبارٹری کی حفاظت کا کام پاکیشیا کے حکام نے خصوصی طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے ذمہ لگا دیا ہے۔ چنانچہ میں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ یہ مشن تمہارے سپرد کر دیا جائے تم نے پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت اس لیبارٹری سے اس طرح اغوا کر کے لے آنا ہے کہ پاکیشیا والے سر پیٹتے رہ جائیں"۔۔۔۔ کرنل ڈی نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر بارکی کو ضروری ساتھ لانا ہے۔۔۔۔ یا صرف فارمولے سے

گذارہ ہو جائے گا" ——— ؟ میجر پرمود نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"پروفیسر بار کی اس فارمولے کا اصل موجد ہے ——— اور جہاں تک فارمولے کا تعلق ہے۔ یہ صرف اشارات پر مبنی ہے۔ باقی پروفیسر بار کی کے ذہن میں ہے ——— لیکن اگر کسی بھی صورت میں پروفیسر بار کی نہ آسکے تو پھر اس کا ہلاک کر دیا جانا ضروری ہے ——— فارمولے کے اشارات پر ہمارے سائنسدان نئے سرے سے محنت کر کے اسے سنبھال لیں گے بہرحال فارمولے کی واپسی ہر صورت میں ضروری ہے" ——— کرنل ڈی نے جواب دیا۔

"لیکن اب تک یہ اشارات پاکیشیا اور شوگران کے سائنسدانوں کو بھی معلوم ہو گئے ہوں گے" ——— میجر پرمود نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد کہا

"نہیں ! ——— اس کا امکان نہیں ہے۔ کیونکہ پروفیسر بار کی دراصل نسلاً یہودی ہے۔ اس نے لازماً اپنی اہمیت قائم رکھنے کے لئے اصل اشارات خفیہ رکھے ہوں گے ——— اور جہاں تک میں نے تحقیقات کی ہے۔ پروفیسر بار کی یہاں سے فرار بھی لالچ کی وجہ سے ہوا ہے۔ یہاں اس نے حکومت کو اصل فارمولا دینے کے لئے ایک بھاری رقم وصول کر لی تھی۔ چونکہ فارمولا بے حد اہم تھا اور پروفیسر بار کی کافی عرصے سے بلگارنیہ کے لئے کام کر رہا تھا اس لئے حکومت نے اس پر اعتماد کر لیا ——— لیکن رقم وصول کرتے ہی وہ فرار ہو گیا ——— اور ظاہر ہے اس نے اب اس کا سودا پاکیشیا اور شوگران سے کیا ہو گا۔ شوگران والے چونکہ اپنی خفیہ لیبارٹریوں میں کسی صورت میں بھی کسی غیر ملکی کو داخل نہیں ہونے دیتے ——— اس لئے یہ فارمولا پاکیشیا میں ہی تیار کیا جا رہا ہو گا

اور مجھے یقین ہے کہ پروفیسر بار کی کچھ روز وہاں کام کرنے کے بعد جب حکومت پاکیشیا اور شوگران کو یہ باور کرا دے گا کہ فارمولا واقعی قابل عمل ہے اور اس سے پاکیشیا یا شوگران کی جنگی صلاحیتوں میں بے پناہ اضافہ ہو سکتا ہے تو پھر وہ ان سے سودا کرے گا اور بھاری معاوضہ وصول کر کے وہاں سے بھی فرار ہونے کی کوشش کرے گا۔ تاکہ اس فارمولے کو کسی اور ملک کو فروخت کر سکے ——— اور شاید اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے پاکیشیا والوں نے اس لیبارٹری کی حفاظت کا کام ملٹری سیکشن کی بجائے سیکرٹ سروس کے ذمہ لگایا ہے ——— آج صبح مجھے اطلاع ملی کہ پاکیشیا کی ملٹری سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں شوگران حکام اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے نمائندوں کے درمیان کوئی اہم میٹنگ ہونے والی ہے اس پر کیپٹن طارق کی معرفت اس میٹنگ کی تفصیلات حاصل کرنے کا پلان بنایا گیا اور کیپٹن طارق نے ملٹری سپیشل ایجنسی کے چیف کرنل اسلم کے اسسٹنٹ کیپٹن ارشد کے ذریعے اس میٹنگ کی کارروائی الیون تھرٹی ڈکٹا ٹیپ فون پر ٹیپ کرنے کی پلاننگ مکمل کر لی اور الیون تھرٹی ڈکٹا ٹیپ فون کیپٹن ارشد کے بازو پر موجود سٹار کی شکل میں لگا دیا اور اس کا علم کیپٹن ارشد کو بھی نہ ہو سکا ——— لیکن بعد میں رپورٹ ملی کہ میٹنگ سے پہلے یہ ڈکٹا ٹیپ فون ٹریس ہو گیا اور کیپٹن ارشد مارا گیا ——— اس طرح اس میٹنگ کی کارروائی کا ہمیں علم تو نہ ہو سکا ——— بہرحال اتنا پتہ چل گیا ہے کہ اس میٹنگ میں شوگران کے اعلیٰ حکام اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ شامل ہوتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ میٹنگ پروفیسر بار کی کے سلسلے میں ہی ہوئی ہو گی" ——— کرنل ڈی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس لیبارٹری کے محلِ وقوع کا کوئی اتہ پتہ ـــ جہاں پروفیسر بارکی اپنے فارمولے سمیت موجود ہے" ـــ میجر پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"فی الحال تو اتنا ٹریس ہو سکا ہے کہ یہ لیبارٹری پاکیشیا کے دارالحکومت کے کہیں آس پاس ہی موجود ہے ـــ البتہ کیپٹن طارق کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح اس لیبارٹری کا پتہ چلا سکے" ـــ کرنل ڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے سر! ـــ میں اس مشن کے لئے پوری طرح تیار ہوں ـــ میں اس عمران کے ذریعے اس خفیہ لیبارٹری کو ٹریس کر لوں گا ـــ کم از کم اس کا کلیو تو میرے پاس ہے" ـــ میجر پرمود نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ہاں! ـــ لیکن جس طرح کا یہ شخص ہے ـــ اس کے متعلق تمہیں پتہ چل گیا ہے ـــ اس لئے تم اپنا منصوبہ انتہائی احتیاط سے بناؤ گے ـــ عمران بے حد چالاک اور عیار آدمی ہے" ـــ کرنل ڈی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس ـــ عمران ٹائپ آدمیوں کو میں ڈیل کرنا اچھی طرح جانتا ہوں ـــ بہرحال آپ مطمئن رہیں۔ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے بعد پروفیسر بارکی اپنے فارمولے سمیت آپ کے سامنے موجود ہوگا" ـــ میجر پرمود نے انتہائی بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن طارق سے اگر ملنا چاہو تو مل لینا ـــ وہ ویسے بھی تمہارا

بہت بڑا فین ہے ـــ انتہائی ذہین، پرجوش اور کام کا آدمی ثابت ہو رہا ہے۔ یہ اس کا پہلا مشن ہے۔ لیکن اس میں اس نے خاصی اچھی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے ـــ میں اسے کاشن دے دوں گا۔ تم سپیشل زیرو فریکوئنسی پر اس سے بات کر سکتے ہو۔ کوڈ زیرو زیرو نائن بتا دینا ـــ وہ تمہارے احکامات کی پوری طرح پیروی کرے گا" ـــ کرنل ڈی نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں دیکھ لوں گا ـــ پروفیسر بارکی کا کوئی فوٹو وغیرہ مل جائے گا" ـــ میجر پرمود نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ یہ لو اس مشن کی فائل۔ اس میں سب کچھ موجود ہے" ـــ کرنل ڈی نے میز کی دراز سے ایک سرخ رنگ کی فائل نکال کر میجر پرمود کو دیتے ہوئے کہا۔ اور پرمود نے فائل لے کر اسے تہہ کر کے جیب میں رکھا اور پھر کرنل ڈی کو گڈ بائی کہتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

بلگارنیہ کا کیپٹن طارق پاکیشیا سپیشل ملٹری ایجنسی کے میجر صولت

کے روپ میں اپنے مخصوص کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ لیڈی طاھرہ کے پیچھے جب اسے پاکیشیا کے سرحدی خفیہ اڈے کے گرد مشکوک انداز میں پھرتے ہوئے جب ۔۔۔ پکڑ کر اڈے کے اندر لے جایا گیا تو وہاں اس سے پوچھ گچھ میجر صولت نے کی تھی اور کیپٹن طارق کو جیسے ہی علم ہوا کہ میجر صولت کا تعلق پاکیشیا کی سپیشل ملٹری ایجنسی سے ہے اور وہ کسی خاص کام سے اتفاقاً اس اڈے پر آیا ہوا ہے تو اس نے فوراً ہی فیصلہ کر لیا کہ وہ میجر صولت کا ہی روپ دھارے گا کیونکہ میجر صولت کا قد و قامت اور تقریباً چہرے اور بالوں کی ساخت کیپٹن طارق سے بہت ملتی جلتی تھی۔ شروع میں اس پر اور لیڈی طاھرہ پر خاصا تشدد کیا گیا۔ لیکن پھر میجر صولت کی عیاشانہ فطرت نے جلوہ دکھایا اور خصوصی پوچھ گچھ کے لئے وہ لیڈی طاھرہ کو جو انتہائی پُرشباب لڑکی تھی ایک علیحدہ سیل میں

لے گیا۔ کیپٹن طارق اشاروں کے مخصوص کوڈ میں لیڈی طاھرہ کو نہ صرف اپنے متعلق بتا چکا تھا بلکہ اس نے اُسے یہ اشارہ بھی دے دیا تھا کہ وہ میجر صولت کا روپ دھارنا چاہتا ہے۔ اور لیڈی طاھرہ کا تو مشن ہی یہی تھا کہ وہ کیپٹن طارق کو وہاں ایڈجسٹ کر کے وہاں سے نکل جائے چنانچہ جیسے ہی میجر صولت نے لیڈی طاھرہ پر اپنی عیاش فطرت ظاہر کی، لیڈی طاھرہ نے فوراً ہی اُسے اپنے شیشے میں اتار لیا اور اس طرح میجر صولت نے کیپٹن طارق کو وہیں علیحدہ سیل میں طلب کر لیا۔ اس کے بعد مسئلہ بالکل ہی آسان ہو گیا۔

لیڈی طاہرہ اور کیپٹن طارق نے مل کر میجر صولت کو شکار کر لیا۔ اور پھر اس پر بے پناہ تشدد کر کے انہوں نے اس سے سپیشل ملٹری ایجنسی اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے متعلق تمام تفصیلات حاصل کرنے کے بعد اس کی گردن توڑ ڈالی۔ اس کے بعد کیپٹن طارق کو میجر صولت کا روپ بدلنے میں کوئی پریشانی نہ ہوئی۔ خفیہ میک اپ باکس کی مدد سے سارا کام آسان ہو گیا۔ مُردہ میجر صولت کے چہرے پر کیپٹن طارق کا میک اپ کر دیا گیا۔ اس کے بعد کیپٹن طارق نے میجر صولت بن کر کیپٹن طارق کی لاش اور لیڈی طاھرہ کو سپیشل ملٹری ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر ہمراہ لے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس طرح وہ انہیں جیپ میں ڈال کر وہاں سے چل پڑا۔ راستے میں جیپ کا ایکسیڈنٹ ظاہر کیا گیا۔ اس طرح لیڈی طاہرہ کو آزاد کر دیا گیا اور کیپٹن طارق کے مُردے جسم کے ٹکڑے اڑا دیئے گئے اور میجر صولت معمولی سا زخمی ہو کر واپس ھیڈ کوارٹر پہنچ گیا۔ جہاں سرسری سی تحقیقات کے بعد یہ کیس ختم کر دیا گیا۔ اس طرح کیپٹن طارق سپیشل ملٹری

ایجنسی کے ہیڈکوارٹر میں بڑے اہم عہدے پر آزادی سے کام کرنے لگا۔ اور اس نے انتہائی اہم معلومات حاصل کرکے سپیشل زیرو فریکوئنسی پر کرنل ڈی تک پہنچانے شروع کر دیئے۔ اس نے میجر صولت کا بھروپ اس کامیابی سے بھرا تھا کہ کسی کو بھی اس پر شک نہ ہو سکا۔

پھر کرنل ڈی کی خصوصی ہدایات پر ہی اس نے کرنل اسلم کے پرسنل سیکرٹری کیپٹن ارشد کا اصل سٹار بدل کر اس کی جگہ الیون تھرٹی ڈکٹا ٹیپ فون لگا دیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ میٹنگ شروع ہونے والی ہے صرف پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے نمائندے کا انتظار ہے۔ اور وہ اس میں اہم ترین میٹنگ کی کارروائی کے سلسلے میں ہی بےچین تھا کہ جلد از جلد یہ میٹنگ ختم ہو تو وہ ڈکٹا ٹیپ فون واپس حاصل کرکے رپورٹ کرنل ڈی تک پہنچا دے۔ اُسے صرف کیپٹن ارشد سے خطرہ تھا کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ کیپٹن ارشد بے حد ذہین نوجوان تھا یہی وجہ تھی کہ اس نے کیپٹن ارشد کے علم میں لائے بغیر اسٹار بدل دیا تھا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور کیپٹن طارق نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے پر ایک فوجی سپاہی موجود تھا۔

"آپ کو باس یاد کر رہے ہیں ——— فوراً پہنچیں" ——— سپاہی نے فوجی انداز میں سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا" ——— کیپٹن طارق نے کہا اور پھر وہ ہونٹ بھینچے تیزی سے کمرے سے نکلا اور تیزی سے استقبالیہ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ میٹنگ کے دوران کرنل اسلم نے اُسے کیوں بلایا ہے اور پھر اگر اُسے بلانا ہی ہوتا تو وہ کیپٹن ارشد کے ذریعے بلاتا سپاہی

بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہی سوچتا ہوا وہ راہداری سے گذر کر جیسے ہی دروازے میں داخل ہوا۔ وہ بُری طرح چونک پڑا کیونکہ سامنے ہی فرش پر کیپٹن ارشد کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اور الیون تھرٹی ڈکٹا فون بجائے کیپٹن ارشد کے کاندھے پر ہونے کے کرنل اسلم کے ہاتھ میں تھا۔ کمرے میں کرنل اسلم کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا اور کرنل اسلم کا چہرہ غصے اور جلال کی وجہ سے سیاہی مائل پڑا ہوا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ کیپٹن طارق کا دل ایک لمحے کے لئے تو بالکل ہی ڈوب گیا۔ لیکن اس نے جلدی سے اپنے آپ کو سنبھالا اور تیزی سے کرنل اسلم کو فوجی انداز میں سیلوٹ مارا۔

"میجر صولت! ——— کیپٹن ارشد غدار تھا ——— یہ دیکھو! ——— اس کے کاندھے پر یہ جدید ترین ڈکٹا ٹیپ فون اسٹار کی صورت میں موجود تھا تاکہ اس کے ذریعے یہ اس ٹاپ سیکرٹ میٹنگ کی کارروائی ٹیپ کر سکے۔ اب تم نے فوری طور پر اس کیس کی انکوائری کرنی ہے کہ کیپٹن ارشد کی جڑیں کہاں تک پھیلی ہوئی ہیں ——— اس کے سب ساتھیوں کو گرفتار کرنا چاہیئے ——— اور اس کی لاش کو لے جا کر برقی بھٹی میں ڈال دو۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کیپٹن ارشد جیسا آدمی بھی دشمنوں کا ایجنٹ ہو سکتا ہے" ——— کرنل اسلم نے بُری طرح دھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر! ——— ویری سٹرینج سر! ——— کیپٹن ارشد پر تو کبھی معمولی سا بھی شک بھی نہیں پڑ سکا تھا ——— سر کیسے پتہ چلا سر" ——— کیپٹن طارق نے اپنے لہجے میں بے پناہ حیرت بھرتے ہوئے کہا۔

"ہمیں تو شائد زندگی بھر پتہ نہ چلتا ——— لیکن سیکرٹ سروس کے نمائندوں

نے اسے ایک لمحے میں ٹریس کر لیا ـــــ مجھے سخت شرمندہ ہونا پڑا اور اب یہ شرمندگی صرف اسی صورت میں دُور ہو سکتی ہے کہ تم اس ساری سازش کو بے نقاب کر دو ـــــ ابھی سے کام شروع کر دو ـــــ اور میٹنگ کے اختتام تک مجھے ابتدائی کامیابی کی رپورٹ مل جانی چاہیئے۔ گو آن" ـــــ کرنل اسلم نے سخت اور سرد لہجے میں کہا اور پھر الیون تھرٹی ڈکٹا فون ٹیپ کیپٹن طارق کے ہاتھ میں دے کر وہ میٹنگ رُوم کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

میٹنگ روم کا دروازہ بند ہو جانے پر کیپٹن طارق نے ایک طویل سانس لیا۔ اس کا میٹنگ کی کارروائی والا مشن تو فیل ہو ہی گیا تھا۔ کیونکہ الیون تھرٹی ڈکٹا فون ٹیپ کھل جانے کے بعد اس کے اندر موجود ٹیپ بے کار ہو جاتا تھا۔ اور نیا ٹیپ فٹ کرنے کے لئے دو تین گھنٹوں کی ضرورت تھی۔ اور وہ زیادہ دیر یہاں رُک بھی نہ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے ڈکٹا فون کو جیب میں ڈالا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ اس نے کیپٹن ارشد کی لاش کو برقی بھٹی میں ڈالنے کے احکامات صادر کئے اور اس کے بعد اس نے بڑے زور شور سے انکوائری کا آغاز کر دیا۔ ظاہر ہے انکوائری اس نے جو کرنی تھی فضول کرنی تھی۔ اب وہ کرنل اسلم کو یہ بتانے سے رہا کہ اصل مجرم وہ خود ہی ہے۔ اس لئے اس نے کیپٹن ارشد کے رہائشی کمرے کی تلاشی لی اور پھر خود ہی ایک ایسا کاغذ تیار کر کے وہاں سے برآمد کیا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کیپٹن ارشد کا تعلق کافرستان کی سیکرٹ سروس سے ہے۔ وہ اس سلسلے میں بلگارنیہ کا نام درمیان میں نہ آنے دینا چاہتا تھا۔ اس کاغذ کی تیاری اور برآمدگی کے بعد اس نے اپنی

انکوائری رپورٹ تیار کی اور میٹنگ کے اختتام پر جب کرنل اسلم نے اُسے اپنے دفتر میں طلب کیا تو وہ یہ رپورٹ اور کاغذ لے کر وہاں پہنچ گیا۔

"کچھ پتہ چلا" ـــــ؟ کرنل اسلم نے کیپٹن طارق کے دفتر میں داخل ہوتے ہی پوچھا۔

"یس سر! ـــــ خاصی کامیابی ہوئی ہے ـــــ یہ کاغذ دیکھیئے سر! ـــــ یہ کاغذ کیپٹن ارشد کے رہائشی کمرے سے ٹریس کیا گیا ہے" ـــــ کیپٹن طارق نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ہاتھ میں پکڑا ہوا کاغذ کرنل اسلم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ـــــ تو اس کا مطلب ہے کہ ارشد کافرستان کا ایجنٹ تھا۔ اور کافرستانی ایجنٹوں نے اُسے یہ ڈکٹا فون ٹیپ سپلائی کیا تھا" ـــــ کرنل اسلم نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یس سر! ـــــ یہ میری انکوائری رپورٹ ہے سر" ـــــ کیپٹن طارق نے سر ہلاتے ہوئے اپنی رپورٹ کی فائل اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ـــــ بیٹھو" ـــــ کرنل اسلم نے پہلی بار کہا اور کیپٹن طارق شکریہ ادا کر کے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

کرنل اسلم کافی دیر تک انکوائری رپورٹ پڑھتا رہا۔

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی میجر" ـــــ کرنل اسلم نے فائل بند کرتے ہوئے کیپٹن طارق کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کونسی سر" ـــــ؟ کیپٹن طارق نے چونک کر پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں اُلجھن کے تاثرات اُبھر آئے تھے۔

"اس میٹنگ سے کافرستان کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے ـــــ اگر کوئی

دلچسپی ہو سکتی ہے تو بلگارنیہ کو ہو سکتی ہے" ــــ کرنل اسلم نے کہا۔

"سر! ــ ہو سکتا ہے کہ بلگارنیہ نے براہِ راست سامنے آنے کی بجائے کافرستان کا ذریعہ استعمال کرنے کی کوشش کی ہو تاکہ اس پر شک نہ پڑ سکے" ــ کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں! ــ ایسا ممکن ہے ــ ٹھیک ہے ــ بہرحال اب ہمیں ہر طرف سے ہوشیار رہنا ہو گا ــ اوکے ــ تم جاؤ" ــ کرنل اسلم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن طارق سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ وہ دل ہی دل میں کرنل اسلم کی سادہ لوحی پر ہنس رہا تھا جو سپیشل ملٹری ایجنسی کا سربراہ تھا۔ لیکن ذہنی طور پر بالکل ہی سیدھا سادھا تھا کہ کیپٹن طارق نے اسے آسانی سے بیوقوف بنا لیا تھا۔ لیکن اب کیپٹن طارق سوچ رہا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ان نمائندوں کا پتہ چلائے جنہوں نے ڈکٹا فون کا اتنی جلدی پتہ چلا لیا۔ چنانچہ وہ گیسٹ سکیورٹی روم کی طرف بڑھ گیا۔

سکیورٹی انچارج کیپٹن برنی، میجر صولت کو وہاں دیکھ کر بری طرح بوکھلا گیا۔

"سر! ــ کوئی غلطی تو نہیں ہو گئی سر ــ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کیپٹن ارشد غدار ثابت ہوا ہے" ــ کیپٹن برنی نے مؤدبانہ انداز میں سیلوٹ مارتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہاری غلطی نہیں ہے ــ اب بھلا کون تصور کر سکتا تھا کہ کیپٹن ارشد جیسا شخص بھی غدار ہو سکتا ہے" ــ کیپٹن طارق نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر کیپٹن برنی کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے وہ کرسی پر

بیٹھ گیا۔

"واقعی سر! ــ انتہائی حیرت انگیز خبر ہے ــ کیپٹن ارشد کا ...سننے کے بعد تو انسان کو اپنے آپ پر بھی یقین نہیں رہا ــ بہرحال ...فرمایئے! ــ کیا حکم ہے" ــ کیپٹن برنی نے پوچھا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے نمائندوں نے ...کیپٹن ارشد کو ٹریس کیا ہے ــ آپ نے تو انہیں دیکھا ہو گا ــ کیسے ...لگ رہے تھے وہ" ــ کیپٹن طارق نے اصل بات پوچھتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا سر! ــ یہ تو واقعی حیرت کا مقام ہے سر! ــ کیونکہ ...میں تو انہیں دیکھ کر بے حد حیران ہوا تھا ــ میرا تو خیال تھا کہ پاکیشیا ...سیکرٹ سروس کے نمائندے لمبے تڑنگے۔ قد آور اور دیو جیسے جسم رکھنے ...والے ہوں گے۔ جنہوں نے بھاری اوور کوٹ پہن رکھے ہوں گے اور ...سروں پر چوڑے چھجے کے ہیٹ ہوں گے ــ ان کے ہاتھوں میں ریوالور ...اور چہروں پر سخت گیری اور سفاکی نمایاں ہو گی" ــ کیپٹن برنی نے ...۔ وہ شاید جاسوسی فلمیں دیکھنے کا شوقین تھا اس لئے اس کے ذہن ...میں سیکرٹ ایجنٹوں کا یہی تصور تھا۔

"اچھا! ــ ایسے نہیں تھے وہ" ــ کیپٹن طارق نے مسکراتے ...ہوئے پوچھا۔

"اوہ نو سر! ــ جب کار رکی تو اس میں سے ایک خوبصورت اور ...جوان غیر ملکی لڑکی باہر آئی ــ جسے میڈم جولیا کہہ کر پکارا جا رہا تھا۔ ...سیکرٹ سروس کے چیف کی نمائندہ خاص تھی ــ اور دوسرا اس کا ...ڈرائیور تھا۔ انتہائی احمق سا نوجوان ــ جس نے ٹیکنی کلر لباس پہنا ہوا

تھا ــــ جب کار اندر داخل ہوئی تو وہ سیٹ پر سر رکھے نہ صرف سـ
رہا تھا۔ بلکہ زور زور سے خراٹے لے رہا تھا ــــ جب کیپٹن ارش
لے کار کا دروازہ کھولا تو وہ کیپٹن ارشد پر آگرا۔ انتہائی ہونق آدمی تھ
اس کا نام عمران بتایا گیا تھا ــــ بس یہی دونوں تھے" ــــ کیپٹ
برنی نے جواب دیا۔

"کمال ہے ــــ غیر ملکی لڑکی اور مقامی سیکرٹ ایجنٹ ــــ کون ـ
ملک کی تھی" ــــ ہ کیپٹن طارق واقعی حیران ہو گیا تھا۔

"میرا خیال ہے سر ــــ یورپ کے کسی ملک کی باشندہ تھی۔ واپسی
بھی عمران عجیب و غریب حرکتیں کر رہا تھا ــــ لیکن سر! ــــ ایک
خاص بات میں نے دیکھی کہ اس کی آنکھوں میں کبھی کبھی ایسی چمک ا
آتی تھی کہ جیسے وہ انتہائی ذہین آدمی ہے" ــــ کیپٹن برنی نے جواب

"اچھا! ــــ بہرحال مجھے حیرت ہے کہ انہوں نے غدار ڈھونڈ لیا
جبکہ غدار اتنا عرصہ ہمارے درمیان رہا۔ لیکن ہم اُسے چیک نہ کر سکے
کیپٹن طارق نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں سر! ــــ یہ واقعی حیرت انگیز بات ہے ــــ ویسے وہ سیکرٹ
عمران جاتے ہوئے مجھے اپنا پتہ دے گیا اور نہ صرف پتہ دے گیا بلکہ ا
نے بڑے خلوص سے دعوت بھی دی ہے کہ میں جب شہر آؤں تو اس۔
ضرور ملوں ــــ اس نے کہا تھا کہ وہ مجھے انتہائی دلچسپ کارٹون فلم دکھا
گا" ــــ کیپٹن برنی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب۔
ایک کاغذ نکال کر کیپٹن طارق کی طرف بڑھا دیا۔

"کارٹون فلم" ــــ کیپٹن طارق بھی ہنس پڑا۔ اس نے کاغذ دیکھا

پر علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) فلیٹ نمبر ۲ کنگ روڈ
لکھا ہوا تھا۔

"ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن)" ــــ کیپٹن طارق نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اسی بات پر میں بھی حیران ہوا تھا تو اس نے سرگوشی کے سے انداز میں
بتایا کہ جعلی ڈگریاں ہیں ــــ رعب ڈالنے کے لئے لکھ رکھی ہیں" ــــ کیپٹن
برنی نے کہا۔

"اچھا دیکھو! ــــ ان سے ملنے کی ضرورت نہیں ــــ ایسا نہ ہو کہ تم بھی
کسی چکر میں پھنس جاؤ ــــ یہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں" ــــ کیپٹن طارق
نے کاغذ واپس دینے کی بجائے اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ــــ میں سمجھتا ہوں سر" ــــ کیپٹن برنی بھی سنجیدہ
ہو گیا اور پھر کیپٹن طارق واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا ذہن بری
طرح الجھا ہوا تھا۔ الیون تھرٹی کا انکشاف اور ایسے احمق اور غیر ملکی لوگوں
کے ہاتھوں۔ یہ بات اس کے گلے سے نیچے نہ اتر رہی تھی۔ چنانچہ اس نے
اس عمران کو چیک کرانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ لیڈی
طاہرہ کو جو دارالحکومت میں موجود تھی اسے عمران کے پیچھے لگا دے گا۔
اُسے معلوم تھا کہ لیڈی طاہرہ پلک جھپکنے میں اس سے اصل معلومات
نچوڑ لینے میں کامیاب ہو جائے گی۔

"میں تو سمجھا تھا کہ کسی ملٹری سیکرٹ ایجنٹ کا چکر ہو گا۔ اور میں
وہاں انہیں ھدایات دے کر واپس آ جاؤں گا ــــ اسی لئے میں نے
جولیا کو خوش کرنے کے لئے اسے اپنا سپیشل نمائندہ بنا کر ساتھ لے گیا
لیکن اب مجھے کیا معلوم تھا کہ جولیا شوخی میں آکر لیبارٹری کی حفاظت کا کام
اپنے ذمہ لگا لے گی" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے
چہرے پر اس وقت شدید بیزاری کے آثار نمایاں تھے۔
"تو آپ اب بحیثیت ایکسٹو انکار کر دیں" ــــ بلیک زیرو نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
عمران ابھی ابھی سپیشل ملٹری ہیڈ کوارٹر سے واپس آیا تھا۔ جولیا کو اس
کے فلیٹ پر چھوڑ کر وہ سیدھا یہاں آ گیا تھا۔ اور اس کے یہاں پہنچنے تک
جولیا بلیک زیرو کو رپورٹ دے چکی تھی۔
"نہیں ــــ اب اگر میں نے انکار کر دیا تو جولیا کا اعتماد ہمیشہ کے لئے

ختم ہو جائے گا ــــ اب تو بھگتنا ہو گا ــــ ویسے تم نے جولیا کو اچھی طرح
جھاڑا تو تھا" ــــ عمران نے .. شلاتے ہوئے کہا۔
"جھاڑتا کیا ــــ مجھے کسی بات کا تفصیل کا بھی تو پتہ ہوتا ــــ آپ
نے جاتے وقت بس مجھے اتنا بریف کیا تھا کہ آپ سپیشل ملٹری ایجنسی کے
ہیڈ کوارٹر جا رہے ہیں ــــ ویسے جولیا نے جی بھر کر آپ کی شکایتیں کی
ہیں" ــــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔
"ظاہر ہے ــــ اب وہ بوڑھی ہوتی جا رہی ہے ــــ اور بوڑھی
عورتوں کے پاس سوائے شکایتوں کے پٹارے کے اور کچھ ہوتا ہی نہیں"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔
"اب کیا کریں ــــ اب جولیا کی وجہ سے اس لیبارٹری کی حفاظت تو
کرنا ہی پڑے گی ــــ تم ایسا کرو کہ نعمانی۔ صدیقی۔ چوہان۔ خاور اور تنویر
کو اس کام پر لگا دو۔ یہ بیکار ہی تو رہتے ہیں ــــ اس طرح چلو تنخواہیں
تو حلال کرتے رہیں گے ــــ تنویر کو ان کا انچارج بنا دینا۔ بلکہ ٹھہرو!
میں خود اس سے بات کرتا ہوں" ــــ عمران نے کہا اور پھر میز پر رکھے
ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ بلیک زیرو کے
لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔
"تنویر بول رہا ہوں" ــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے تنویر کی
آواز سنائی دی۔
"ایکسٹو" ــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"اوہ یس سر ــــ یس سر" ــــ تنویر نے بوکھلائے انداز میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری صلاحیتوں کا امتحان لینا چاہتا ہوں ـــــ اس لئے ایک انتہائی اہم مشن پر تمہیں بھیج رہا ہوں" ـــــ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"اوہ سر! ـــ میں پوری کوشش کروں گا سر" ـــ دوسری طرف سے تنویر نے جواب دیا۔

"کوشش ـــ تنویر جانتے ہو کہ لفظ کوشش کا کیا مطلب ہوتا ہے" ـــ عمران کے لہجے میں یکلخت بے پناہ غراہٹ ابھر آئی۔

"س س ـــ سر! ـــ میرا مطلب ہے کہ یقینی طور پر سر ـــ مم میرا مطلب ـــ" تنویر اس بُری طرح بوکھلایا کہ اس سے فقرہ بھی مکمل نہ ہو سکا۔

"آئندہ لفظ کوشش تمہاری زبان سے نکلا تو ایسی سزا دُوں گا کہ تمہاری رُوح بھی صدیوں بلبلاتی رہے گی" ـــ عمران کا لہجہ بے پناہ سرد تھا۔

"ٹھیک ہے سر ـــ ٹھیک ہے سر" ـــ تنویر کا اعصابی نظام اب پوری طرح بریک ہو چکا تھا۔ اس کا لہجہ رو دینے والا تھا۔

"تم نعمانی، صدیقی، چوہان اور خاور کو لے کر ڈیفنس لیبارٹری نمبر ٹو ون جو کہ شہر کی شمالی سمت میں بظاہر پینٹ تیار کرنے کا کارخانہ ہے، جاؤ گے ـــ وہاں کے سیکورٹی آفیسر میجر جمال سے ملنا ـــ کوڈ ایکسٹو ہو گا۔ یہ میجر جمال وہاں اسسٹنٹ مینجر ہے۔ وہ تمہیں ساری سچویشن سمجھا دے گا ـــ اس کے بعد تم سب نے اس لیبارٹری کی حفاظت کرنی ہے۔ وہیں رہنا ہے ـــ اس لیبارٹری کے اندر اہم جنگی فارمولے پر کام ہو رہا ہے اور ایک غیر ملکی سائنسدان پروفیسر بارکی

اس فارمولے پر کام کر رہا ہے ـــ اور خطرہ ہے کہ اس پروفیسر بار کی گویا اس فارمولے کو اڑانے کے لئے کسی دشمن ملک کے سیکرٹ ایجنٹ کوئی کارروائی کریں ـــ سمجھ گئے تم" ـــ عمران نے اس بار قدرے نرم لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یس سر! ـــ میں سمجھ گیا سر" ـــ تنویر نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس ٹیم کے انچارج ہو گے ـــ لیکن تم نے لیبارٹری کے اندر نہ جانا ہے ـــ اور نہ کسی قسم کی مداخلت کرنی ہے ـــ باقی ہر لحاظ سے چوکنا رہنا ہے اور روزانہ اپنی رپورٹ مجھے دو گے۔ اور یہ سن لو کہ کسی قسم کی کوتاہی ناقابل برداشت ہو گی۔ سمجھے" ـــ عمران کا لہجہ ایک بار پھر سخت ہو گیا۔

"ٹھیک ہے سر! ـــ کوئی کوتاہی نہ ہو گی" ـــ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے! ـــ پتہ نوٹ کر لو ـــ اور باقی ساتھیوں کو خود ہی اطلاع دے دینا ـــ انٹرنیشنل پینٹ فیکٹری۔ اسسٹنٹ مینجر جمال سے ملنا ہے تمہیں" ـــ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے تو تنویر بے چارے کی جان ہی نکال دی ہے" ـــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب وہ بے حد چوکنا رہے گا ـــ چلو یہ مسئلہ تو ختم ہوا ـــ تم جولیا کو بتا دینا کہ تنویر اور اس کے ساتھیوں کو وہاں بھیج دیا گیا ہے ـــ میں

اب فلیٹ جا رہا ہوں ۔۔۔ تنویر کی طرف سے کوئی مشکوک رپورٹ ملے تو مجھے اطلاع دینا" ۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ۔۔۔ لیکن آپ نے اس کیپٹن ارشد اور اس ڈکٹا فون کے سلسلے میں کوئی کارروائی نہیں کی" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے عمران کے کھڑے ہونے کے بعد وہ اس کے سامنے بیٹھ نہ سکتا تھا۔

"وہ کرنل اسلم کا ڈیپارٹمنٹ ہے ۔۔۔ وہ خود ہی نمٹتا رہے گا۔"
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر آپریشن روم سے باہر آگیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے اپنے فلیٹ کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

جب اس نے فلیٹ کے نیچے اپنی کار روکی تو وہ چونک پڑا کیونکہ ایک نئے ماڈل کی خوبصورت کار پہلے سے ہی وہاں موجود تھی۔ جس پر مقامی نمبر پلیٹ لگی ہوئی تھی۔

عمران نے اپنی کار ایک طرف روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے اس کار کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا۔ کار بالکل نئی تھی۔ اور پھر اندر ڈیش بورڈ پر رکھے ہوئے میک اپ باکس کو دیکھ کر اس کی آنکھیں ٹمٹمائیں۔ اس جدید قسم کے میک اپ باکس کا مطلب تھا کہ یہ کار کسی نسوانی شخصیت کی ہے اور یہ نسوانی شخصیت ظاہر ہے کہ فلیٹ میں موجود تھی۔

عمران سر ہلاتا ہوا سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ لیکن وہ اتنی احتیاط سے اوپر چڑھ رہا تھا کہ اس کے قدموں کی آواز اندر نہ جا سکے۔ فلیٹ کا دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا اور اندر سے باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں

"تم کس قدر شاندار باورچی ہو ۔۔۔ اتنی اچھی چائے تو میں نے آج تک نہیں پی ۔۔۔ تمہیں تو کسی شاندار کوٹھی میں ہونا چاہیئے۔ اس پھٹیچر سے فلیٹ میں کیوں پڑے ہوئے ہو" ۔۔۔ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد میٹھا اور دلبرانہ تھا۔

"کیا بتاؤں مس! ۔۔۔ عمران صاحب نے سود خور بنیئے کی طرح مجھے جکڑ رکھا ہے ۔۔۔ میں سادہ سا آدمی ہوں ۔۔۔ میری تھوڑی سی تنخواہ مقرر کی اور پھر ایک روز مجھے کہنے لگے کہ فلیٹ سے پچاس ہزار روپے چوری ہو گئے ہیں ۔۔۔ جلدی واپس کرو۔ ورنہ میں تمہیں جیل میں سڑا دونگا ۔۔۔ میں نے لاکھ قسمیں کھائیں ۔۔۔ لاکھ انہیں یقین دلایا کہ میں چور نہیں ہوں۔ مگر وہ نہ مانے اور پولیس کو بلانے لگے ۔۔۔ میں ڈر گیا اور خوف سے رونے لگا تو انہوں نے مجھ پر رحم کھاتے ہوئے مجھ سے اشٹام لکھوا لیا کہ میں نے پچاس ہزار روپے بطور تنخواہ ایڈوانس وصول کر لئے ہیں ۔۔۔ اور جب تک یہ رقم پوری نہیں ہوگی ۔۔۔ میں نوکری نہ چھوڑ سکوں گا۔ اور مس! ۔۔۔ اس طرح انہوں نے مجھے بیس سال کے لئے جکڑ لیا ۔۔۔ بیس سالوں کی تنخواہ بنتی ہے پچاس ہزار روپے۔ اور ابھی تو مجھے صرف دو سال ہی ہوتے ہیں۔ ابھی اٹھارہ سال باقی رہتے ہیں" ۔۔۔ سلیمان کی ہچکیاں لے کر رونے کی آواز سنائی دی۔ وہ اپنی مظلومیت کی بھرپور اداکاری کر رہا تھا۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ تو ظلم ہے ۔۔۔ انتہائی ظلم" ۔۔۔ نسوانی آواز سنائی دی۔

"کیا بتاؤں مس! ۔۔۔ ویسے بھی وہ بہت ظالم انسان ہیں۔ خود تو

یہاں مزے کرتے ہیں ___ میں کسی سے ذرا بات بھی کر لوں تو مجھے
گھنٹوں کان پکڑوائے رکھتے ہیں ___ میرے خیال میں یہ ڈیڑھ سال
بعد ایسا موقع آیا ہے کہ میں آپ جیسی خوبصورت حسینہ سے بات کر رہا
ہوں" ___ سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے ___ میں بات کروں گی اس سے ___ میں دیکھتی
ہوں کہ وہ تم جیسے غریب پر کیسے ظلم کرتا ہے ___ یہ تو سراسر اندھیر
ہے ___ میں تمہیں اپنی کوٹھی لے جاؤں گی۔ مزے کرنا وہاں" ___
نسوانی آواز نے کہا۔

اور پھر عمران نے دروازہ کھولتے ہوئے انتہائی کڑک دار لہجے
میں کہا۔

"سلیمان! ___ یہ دروازہ کیوں کھلا ہوا ہے" ___ عمران کا
لہجہ واقعی بے حد کڑکدار تھا۔

"وہ آگئے ___ اوہ! ___ اب میری خیر نہیں" ___ سلیمان کی
اونچی بڑبڑاہٹ سنائی دی۔

"جج ___ جناب! ___ ایک لیڈی صاحبہ تشریف لائی ہیں جناب!"
سلیمان نے فوراً ہی دروازے پر آتے ہی بڑی بیچارگی سے کہا۔

"تو تم نے گھسنے کیوں دیا اسے ___ تمہیں معلوم تو ہے کہ مجھے
بوڑھی عورتوں سے شدید نفرت ہے۔ ہونہہ! ___ خوامخواہ سر کھا جاتی
ہیں ___ خیرات مانگنے آئی ہوں گی یہ تمہاری لیڈی صاحبہ" ___
عمران نے اور زیادہ کرخت لہجے میں کہا اور ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"اوہ آپ! ___ کمال ہے ___ آپ تو نوجوان ہیں ___ سلیمان

تو لیڈی صاحبہ کہہ رہا تھا ___ احمق ___ نانسنس! ___ یہ تمہیں کہاں
سے بوڑھی لگ رہی ہیں" ___ عمران ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے
ہی سلیمان پر پلٹ پڑا۔

"مم ___ مم ___ میں تو احتراماً کہہ رہا تھا جناب! ___ غلطی ہوگئی۔
معافی چاہتا ہوں" ___ سلیمان بدستور مظلومیت والی اداکاری کرنے
پر تلا ہوا تھا۔

"اوہ اچھا اچھا! ___ احترام والی بات ٹھیک ہے ___ ہاں تو
مس ___" عمران فوراً ہی اس خوبصورت لڑکی کی طرف مڑ گیا۔
جو اب بڑے حیرت آمیز انداز میں عمران کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"مس طاہرہ" ___ لڑکی نے مصافحے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھاتے
ہوئے کہا۔

"نہ نہ ___ امی کہتی ہیں کہ غیر لڑکیوں سے ہاتھ نہیں ملایا جاتا ورنہ
شیطان جوتیاں مارتا ہے" ___ عمران نے بڑے خوفزدہ انداز میں
پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

اور مس طاہرہ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

"آپ کا نام عمران ہے ___ آپ کا باورچی بتا رہا تھا کہ آپ نے
فراڈ کر کے اس سے بیس سال کی تنخواہ ایڈوانس کرا لی ہے" ___ مس
طاہرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ ایک لمبی اور دردناک کہانی ہے مس قاہرہ ___ اوہ سوری!
مس طاہرہ! ___ یہ میری زبان بس غوطہ کھا جاتی ہے۔ میں نے
تو اسے کئی بار کہا ہے کہ لائف جیکٹ پہن لیا کرو۔ ورنہ کسی دن غوطہ

کے بعد باہر نہ ابھروگی ـــــ لیکن یہ مانتی ہی نہیں ـــــ اب آپ خود سوچیں مس! ـــــ اور یہ مس کیا ہوتا ہے آپ بتا سکتی ہیں۔ ہمارے مقامی لہجے میں تو مس سیاہی کو کہتے ہیں ـــــ لیکن آپ تو بڑی گوری چٹی ہیں ـــــ بالکل پیکڈ مکھن کی طرح ہیں۔ اور ـــــ" عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چل پڑی۔

"بس بس ـــــ میں سمجھ گئی ـــــ آپ اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتے۔ بہرحال یہ آپ کا ذاتی مسئلہ ہے ـــــ آپ نے پوچھا نہیں کہ میں کیوں آئی ہوں" ـــــ مس طاہرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جب دو کنوارے ایک فلیٹ میں رہتے ہوں ـــــ ایسے فلیٹ میں جہاں کوئی عورت تو ایک طرف، مرغی بھی آتے ہوئے ڈرتی ہو کیونکہ مرغی بھی بہرحال مونث ہی ہوتی ہے ـــــ اور پھر سلیمان تو ویسے بھی مرغی کا دشمن ہے۔ تو ایسے فلیٹ میں جب کوئی پرشباب مس آجائے تو کس کافر کو ضرورت ہے کہ کیوں کیا کے چکر میں پڑے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور طاہرہ کا چہرہ ہنسی سے مزید سرخ ہو گیا

"آپ واقعی بے حد دلچسپ آدمی ہیں عمران صاحب! ـــــ میں خود اپنے آنے کا مقصد بتا دیتی ہوں" ـــــ مس طاہرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ابھی نہیں پلیز! ـــــ کچھ منٹ رک جائیے ـــــ سلیمان! ارے او سلیمان کے بچے" ـــــ عمران نے بڑے لجاجت بھرے لہجے میں مس طاہرہ سے کہا اور آخر میں زور زور سے سلیمان کو آوازیں دینے لگا۔

"سلیمان کے بچے تو ابھی پیدا نہیں ہوئے ـــــ وہ کیسے جواب دے سکتے ہیں" ـــــ دوسرے لمحے دروازے سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"اچھا اچھا ہو جائیں گے ـــــ اتنی بھی کیا جلدی ہے ـــــ اللہ کی دین ہے جب بھی دیدے ـــــ تم نے مولوی اور گواہوں کو بلالیا ہے یا نہیں" ـــــ؟ عمران نے بڑے بزرگانہ لہجے میں کہا۔

"مولوی اور گواہ! ـــــ کیوں" ـــــ؟ سلیمان نے حیرت سے آنکھیں نچاتے ہوئے پوچھا۔

"بھئی مس طاہرہ آئی ہیں ـــــ یہ کب تک انتظار کرتی رہیں گی۔ نہیں اب مس کی بجائے مسز ہو جانا چاہیئے۔ مسز طاہرہ سلیمان پاشا۔ کیوں مس طاہرہ! ـــــ ٹھیک ہے نا" ـــــ عمران نے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا۔

"یوشٹ اپ! ـــــ تمہیں بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے" ـــــ مس طاہرہ عمران کی اس بات پر یکلخت غصے سے بھڑک گئی۔

"اللہ کی مرضی سلیمان! ـــــ اب اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں۔ میں نے تو پوری کوشش کر ڈالی ـــــ اب تمہاری قسمت ہی خراب ہو تو میں کیا کروں ـــــ جاؤ۔ اللہ اور دے گا ـــــ اس کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں ـــــ مرکری بلب نہ سہی۔ زیرو کا تو بہرحال مل ہی جائے گا" ـــــ عمران نے بڑے افسردہ لہجے میں کہا۔

"تم پاگل تو نہیں ہو ـــــ خوامخواہ بکواس کئے جا رہے ہو ـــــ میرا تعلق سوشل سیکورٹی ڈیپارٹمنٹ سے ہے ـــــ اور میں فلیٹوں میں

رہنے والوں کی زندگی کا سروے کر رہی ہوں۔ اس لئے یہاں آئی ہوں"۔ مس طاہرہ نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا ۔۔۔ جاؤ سلیمان ۔۔۔ یہ تو چکر ہی اور ہے ۔۔۔ کیا زمانہ آگیا ہے کہ اب لڑکیاں سارے شہر کے فلیٹوں کی خاک چھانتی ہیں تب جا کر انہیں دکھاوے کا بر ملتا ہے ۔۔۔ ہاں تو مس طاہرہ! ۔۔۔ پہلے تو یہ بتائیں کہ اب تک آپ کو کوئی پسند نہیں آیا" ۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"میری سمجھ میں تو تمہاری باتیں نہیں آ رہیں ۔۔۔ میں نے خوامخواہ وقت ضائع کیا" ۔۔۔ مس طاہرہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

"ارے ارے وہ سروے ۔۔۔ مجھے کپڑے تو اتارنے دیں ۔ ایسے کیسے سروے ۔۔۔" عمران نے تیز تیز لہجے میں کہنا شروع کیا لیکن مس طاہرہ کے قدم نہ رکے اور وہ انتہائی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی بیرونی دروازے سے باہر چلی گئی۔

"مونٹ کم فلیٹ پاک" ۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے سلیمان اندر آیا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

"بڑی مشکل سے میں نے اسے بٹھا رکھا تھا۔ آپ نے بھگا دیا ایسی خوبصورت لونڈیا کوئی روز روز آتی ہے" ۔۔۔ سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور جلدی سے آگے بڑھ کر اس نے قالین کا ایک کونہ اٹھایا اور اس کے نیچے سے ایک پتلی سی چپٹی نکال کر عمران

کی طرف بڑھا دی۔

"کیا کروں سلیمان! ۔۔۔ اب مجھے پلاسٹک سرجری کرانا پڑے گی ۔ میری شکل ہی اتنی شریفانہ ہے کہ لڑکیاں مجھے عقلمند سمجھ کر بھاگ جاتی ہیں ۔ اب دیکھو! ۔۔۔ جب تک تمہاری شکل اس کے سامنے رہی ۔ وہ بیٹھی رہی"۔ عمران نے وہ چپٹی پتی ہاتھ میں لے کر اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے پتی کے کونے کو ذرا سا دبایا۔ دوسرے لمحے پتی درمیان سے کھل گئی۔ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے جلدی سے ناخن کی مدد سے ایک تار کو توڑ دیا۔ اور پھر طویل سانس لیتے ہوئے پتی کو ایک طرف اچھال دیا۔

"تمہارے سامنے اس نے اسے رکھا تھا" ۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"نہیں! ۔۔۔ میں چائے بنانے گیا اور جب واپس آیا تو وہ نیچے جھک کر سیدھی ہو رہی تھی ۔ اس لئے میں سمجھ گیا کہ اس نے کوئی چیز قالین کے نیچے رکھی ہے" ۔۔۔ سلیمان نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ! ۔۔۔ اب تم میں باورچی کے بجائے جاسوسی کے جراثیم بڑھتے جا رہے ہیں ۔۔۔ اگر یہ جراثیم اسی طرح بڑھتے رہے تو تم پر یقیناً ایک روز جراثیم کش دوا چھڑکنی پڑے گی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر ٹیلیفون کا سیٹ اٹھا کر اس کی پشت کو چیک کرنے لگا۔ اسے خیال آگیا تھا کہ کہیں ٹیلیفون کے نیچے کوئی پرزہ نہ لگا دیا گیا ہو۔ لیکن ٹیلیفون سیٹ کی پشت صاف تھی ۔ اس نے ٹیلیفون سیٹ

واپس رکھا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ سلیمان اس
دوران واپس جا چکا تھا۔
"صفدر بول رہا ہوں" ــــ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی
دی۔
"اچھا ــ ابھی تک بول رہے ہو ــ کمال ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے
یہی سن رہا ہوں کہ صفدر بول رہا ہوں ــــ کسی پہاڑی کوے کا مغز
تو نہیں کھا لیا" ــــ عمران نے کہا۔
"اوہ عمران صاحب! ــــ بھلا آپ کے ہوتے ہوئے کس میں جرأت
ہے کہ بول سکے" ــــ دوسری طرف سے صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔
"یار! ــ کیا بتاؤں۔ میری زبان مجھے ہمیشہ کنوارہ ہی رکھے گی۔ ابھی
تھوڑی دیر پہلے ایک مس آئی تھی ــــ میں خوش ہو گیا کہ چلو اب سلیمان
سے جان چھوٹ جائے گی ــــ لیکن یہ زبان ــــ بس کیا بتاؤں۔ وہ
چلی گئی" ــــ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور دوسری طرف
سے صفدر کا قہقہہ بلند ہوا۔
"ظاہر ہے۔ اس نے بھاگنا ہی تھا ــــ آپ کی زبان جب چل نکلے
تو وہ مس کیا، بڑے بڑے جی دار بھاگ نکلتے ہیں ــــ ویسے ان
مس صاحبہ کا حدود اربعہ کیا تھا" ــــ صفدر نے شرارت بھرے لہجے
میں پوچھا۔
"حدود اربعہ معلوم ہو جاتا تو اپنے نام رجسٹری نہ کرا لیتا ــــ البتہ اس
کی کار کا حدود اربعہ معلوم ہے ــــ نئے ماڈل کی ٹویوٹا۔ نیلا رنگ ۔ نمبر
جے۔ یو۔ پی سکس سکس ون سکس تھری ــــ اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو

مجھے ضرور بتانا" ــــ عمران نے کہا۔
"اوہ اچھا! ــ میں سمجھ گیا ــ ٹھیک ہے میں معلوم کر لوں گا ــ
لیکن کیا کوئی نیا چکر چل پڑا ہے" ــــ صفدر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا
"یہ چکر تو ازل سے چل رہا ہے ہمارے دفتر ــــ اوہ سوری بکتر ــ
اوہ! ــ یہ زبان پھر غوطہ کھا گئی" ــــ عمران نے بڑے الجھے
ہوئے لہجے میں کہا۔
"میں سمجھ گیا ــــ آپ بتانا نہیں چاہتے ــــ چلو ٹھیک ہے۔ میں
حدود اربعہ معلوم کر لوں ــــ پھر پوچھ لوں گا" ــــ دوسری طرف سے
صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
"اب یہ بے چارہ بھی بالغ ہوتا جا رہا ہے ــــ لیکن کیا کریں رہے
گا بیچارہ ہی" ــــ عمران نے رسیور رکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر
اس نے وہ ایک طرف پڑی ہوئی چھوٹی سی پتی دوبارہ اٹھا لی۔ اور اسے
غور سے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے آثار ابھر آئے تھے۔

"ہیلو — ہیلو! — زیرو زیرو نائن کالنگ۔ اوور" — میجر پرمود نے سپیشل زیرو فریکوئنسی سیٹ کر کے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت آج صبح ہی پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچا تھا اور یہاں انہوں نے ایک کوٹھی کرائے پر لے لی تھی۔ یہاں پہنچنے کے بعد سب سے پہلے میجر پرمود نے جعلی کاغذات کی بنا پر دو کاریں خریدیں اور پھر پورے شہر کا چکر لگانے کے بعد اب وہ اپنے اصل مشن پر کام کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہو چکا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ عمران کا فلیٹ کنگ روڈ پر واقع ہے اور اس کا نمبر ٢٢ ہے۔ وہ یہ فلیٹ دیکھ چکا تھا۔ لیکن عمران سے ٹکرانے سے پہلے اس نے کیپٹن طارق سے بات کرنا ضروری سمجھا اور کرنل ڈی کی ہدایت کے مطابق اس نے سپیشل زیرو فریکوئنسی پر اُسے کال کرنا شروع کر دیا۔

"یس — سی۔ ٹی سپیکنگ۔ اوور" — چند لمحوں بعد دوسری طرف

سے ایک نوجوان آواز سنائی دی۔ یہ کیپٹن طارق تھا۔

"سی۔ ٹی! — میں ایم۔ پی بول رہا ہوں — زیرو۔ زیرو۔ نائن۔ تمہیں ڈی نے ہدایات دے دی ہوں گی۔ اوور" — میجر پرمود نے کہا

"یس سر! — مجھے بتا دیا گیا تھا سر! — فرمایئے! اوور" — کیپٹن طارق کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔

"مشن یہاں مکمل کرنا ہے — اس بارے میں تمہارے پاس کوئی معلومات ہوں تو بتاؤ۔ اوور" — میجر پرمود نے پوچھا۔

"اوہ سر! — میں نے بڑی کوشش کی لیکن معلوم نہیں کر سکا۔ ویسے معلوم ہو جاتا۔ میں نے میٹنگ کی کارروائی ٹیپ کرنے کی کوشش کی تھی۔ — لیکن وہ چیک ہو گئی — اور یہ چیکنگ یہاں کی سیکرٹ سروس کے نمائندوں نے کی تھی۔ میں نے ان کے متعلق مزید تحقیقات کی تو پتہ چلا کہ ایک غیر ملکی عورت نمائندہ بن کر آئی تھی، ساتھ ہی ایک احمق سا نوجوان تھا جس کا نام علی عمران تھا — اس کا رہائشی پتہ معلوم ہوا تو میں نے لیڈی طاہرہ سے کہا کہ وہ اس احمق سے مل کر معلومات حاصل کریں — لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے لیڈی طاہرہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ عمران تو بالکل ہی احمق ہے — اس کے کہنے کے مطابق وہ کسی طور پر بھی اس بڑے چکر میں ملوث نہیں ہو سکتا۔ اوور" — دوسری طرف سے کیپٹن طارق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیڈی طاہرہ یہاں موجود ہے۔ اوور" — میجر پرمود نے چونکتے ہوئے پوچھا کیونکہ وہ لیڈی طاہرہ کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف

تھا۔ وہ اسی کے سیکشن کی ایجنٹ تھی اور اکثر مہمات میں اس کے ساتھ کام کر چکی تھی۔

"یس سر! ۔۔۔ وہ یہیں موجود ہے۔ اوور" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

"اس کا پتہ اور فون نمبر بتاؤ۔ اوور" ۔۔۔ میجر پرمود نے پوچھا۔

"سر! ۔۔۔ وہ گلشن کالونی کی کوٹھی نمبر سات سو چالیس میں رہتی ہے۔ اس نے وہاں ایک بیوٹی پارلر کھول رکھا ہے تاکہ یہاں کے اہم افراد کی بیگمات کے ذریعے ضروری معلومات حاصل کر سکے ۔۔۔ فون نمبر نوٹ کر لیجیے ۔۔۔ ون۔ تھری۔ ڈبل فور۔ ون۔ ٹو۔ اوور" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

"او کے! ۔۔۔ تم ہوشیار رہنا ۔۔۔ اگر مشن کے متعلق کوئی بات ہو تو سپیشل زیرو فریکوئنسی پر مجھ سے بات کر لینا۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"لیڈی طاہرہ اگر اس کو احمق کہہ رہی ہے تو پھر یہ یقیناً احمق ہی ہو گا" ساتھ بیٹھے ہوئے توفیق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بعض لوگ خود احمق بن کر دوسروں کو احمق بنا دینے میں کمال رکھتے ہیں ۔۔۔ اور یہ عمران اسی گروپ سے تعلق رکھتا ہے" ۔۔۔ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور لیڈی طاہرہ کے نمبر گھمانے لگا۔

"یس! ۔۔۔ طاہرہ بیوٹی پارلر" ۔۔۔ دوسری طرف سے لیڈی طاہرہ کی کھنکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پرمود بول رہا ہوں" ۔۔۔ میجر پرمود نے نرم لہجے میں کہا۔

"ارے میجر آپ! ۔۔۔ کہاں سے بول رہے ہیں ۔۔۔ میرا نمبر کیسے معلوم ہوا" ۔۔۔ لیڈی طاہرہ کی آواز میں بے پناہ حیرت نمایاں تھی جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ میجر پرمود کی آواز سن رہی ہے۔

"پاکیشیا سے ہی بول رہا ہوں ۔۔۔ تم یہ بتاؤ کہ تم علی عمران کے فلیٹ پر گئی تھی ۔۔۔ کیسا آدمی ہے وہ" ۔۔۔ میجر پرمود نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو آپ بھی اس احمق کے چکر میں ہیں ۔۔۔ میجر! ۔۔۔ وہ تو اول درجے کا احمق آدمی ہے ۔۔۔ قطعاً بے وقوف اور سیدھا سادھا" لیڈی طاہرہ نے بڑے پراعتماد لہجے میں کہا۔

"سنو طاہرہ! ۔۔۔ وہ احمق نہیں ہے ۔۔۔ انتہائی خطرناک آدمی ہے ۔۔۔ میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ پھر تفصیل سے بات چیت ہو گی" پرمود نے کہا۔

"میں اُسے خطرناک تو قطعاً نہیں مان سکتی ۔۔۔ ویسے تم آ جاؤ تو میں تمہیں تفصیل بتاؤں گی ۔۔۔ پھر تم خود ہی فیصلہ کر لو گے کہ وہ کیسا آدمی ہے" ۔۔۔ لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"او کے! ۔۔۔ میں آ رہا ہوں" ۔۔۔ میجر پرمود نے کہا۔ اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"ویسے میجر! ۔۔۔ میں یہ پہلی بار دیکھ رہا ہوں کہ آپ اتنے محتاط ہو رہے ہیں ۔۔۔ جب ایک آدمی کا حلیہ معلوم ہے۔ اس کا پتہ معلوم ہے تو پھر آخر اتنی احتیاط کی کیا ضرورت ہے ۔۔۔ اُسے اغوا کر کے

یہاں لے آتے ہیں۔ اس کے بعد پتہ چل جائے گا کہ وہ کیا جانتا ہے اور کیا نہیں" ——— توفیق نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ توفیق، میجر پرمود کا اسسٹنٹ تھا۔ عہدے کے لحاظ سے تو وہ کیپٹن تھا۔ لیکن اُسے میجر پرمود کا ہمزاد بھی کہا جاتا تھا۔ وہ اور اس کے ساتھی ایک گروپ کی صورت میں میجر پرمود کے ساتھ اکٹھے ہی کام کرتے تھے۔

"تم نے اسے عام سیکرٹ ایجنٹ سمجھ رکھا ہے توفیق! ——— اس لئے ایسی بات کہہ رہے ہو ——— کرنل ڈی سے جا کر پوچھو۔ اس کا منہ اس آدمی کی تعریفیں کرتے ہوئے نہیں سوکھتا ——— میں دراصل اس سے ٹکرانا ہی نہیں چاہتا تھا ——— اس لئے میں نے کیپٹن طارق سے بات کی تھی کہ اگر اُسے اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم ہو۔ جہاں پروفیسر بار کی موجود ہے تو ہم سیدھے اس لیبارٹری پر حملہ بول دیں۔ لیکن مجھے نظر آ رہا ہے کہ اس عمران سے ٹکراؤ اب ناگزیر ہوتا جا رہا ہے" ——— میجر پرمود نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ——— کرنل ڈی اس احمق کی تعریفیں کرے گا۔ اب تو مجھے خود اس سے ملنے کا اشتیاق ہو گیا ہے" ——— توفیق نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کندھے جھٹک کر کہا۔

"مل لینا ——— اشتیاق دُور ہو جائے گا" ——— میجر پرمود نے کہا اور پھر وہ دونوں کار میں بیٹھ کر کوٹھی سے باہر آ گئے۔ کوٹھی میں توفیق کے چار ساتھی اور تھے جنہیں توفیق نے ہوشیار رہنے کی ہدایات دے دی تھیں۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ان کی کار لیڈی طاہرہ کی کوٹھی کے گیٹ

میں داخل ہو رہی تھی۔ لیڈی طاہرہ برآمدے میں ہی موجود تھی۔

"اس بار تو تم اپنی اصل شکل میں نظر آ رہے ہو میجر" ——— لیڈی طاہرہ نے میجر پرمود کے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— ابھی میرے خیال میں میک اَپ کرنے ضرورت اور نوبت نہیں آئی" ——— میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں چلتے ہوئے ایک بڑے کمرے میں آ گئے جسے ڈرائنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"یہاں تم اکیلی رہتی ہو" ——— ؟ میجر پرمود نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! ——— دو آدمی رکھے ہوئے ہیں۔ مقامی ہیں وہ" ——— لیڈی طاہرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— اب ذرا تفصیل سے بتاؤ کہ تم عمران کے فلیٹ پر گئی تو کیا ہوا" ——— ؟ میجر پرمود نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔ اور لیڈی طاہرہ نے کیپٹن طارق کی طرف سے کال ملنے سے لیکر عمران کے فلیٹ میں جانے اور پھر وہاں سے آنے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

"ہوں! ——— وہ تھرلی سکس کام کر رہا ہے" ——— میجر پرمود نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں! ——— وہ کام نہیں کر رہا ——— میرا خیال ہے کہ میں اُسے جلدی کی وجہ سے پوری طرح آن نہیں کر سکی ——— آج میرا خیال تھا کہ میں اس کے فلیٹ کا دوبارہ چکر لگاؤں تاکہ اُسے چیک کر دوں۔ لیکن تمہاری کال آ گئی" ——— لیڈی طاہرہ نے جواب دیا۔

"تمہارا اس طرح بغیر کسی مقصد کے وہاں جانا۔ اور پھر اس طرح چلے
آنے سے عمران یقیناً مشکوک ہو گیا ہو گا ——— اور ہو سکتا ہے کہ اس
آدمی تمہیں شہر میں ٹریس کر رہے ہوں" ——— میجر پرمود نے کہا۔
"اس کے آدمی! ——— اتنی تفصیل سننے کے بعد بھی تم ایسی بات
رہے ہو میجر! ——— وہ واقعی کوئی سیکرٹری ٹاپ چیز ہے اس کے آدمی
ہوتے ہیں ——— ویسے تم کہو تو میں یہ کوٹھی شفٹ کر لوں اور میک اپ
میں رہوں" ——— لیڈی طاہرہ نے کہا۔
"نہیں! ——— میرے خیال میں ابھی اس کی ضرورت نہیں ——— اب
خود اس سے ٹکراؤں گا۔ اس کے بعد جو صورتحال ہو گی اس کے مطابق کر
گے ——— او کے۔ ہم چلتے ہیں" ——— میجر پرمود نے اٹھتے ہوئے کہا۔
"بیٹھو میجر! ——— کوئی پانی وغیرہ تو پی لو ——— اور ہاں! تمہاری رہائش
کہاں ہے ——— کسی ہوٹل میں رہ رہے ہو" ——— لیڈی طاہرہ نے پوچھا
"اس بات کو چھوڑو! ——— میں یہاں ڈیوٹی پر ہوں اور تم اچھی طرح جا
ہو کہ جب میں ڈیوٹی پر ہوتا ہوں تو اپنے سائے تک سے بھی محتاط ر
ہوں ——— بہرحال میں خود ہی تم سے رابطہ کر لوں گا ——— تم بھی فی الحال
تک ہی محدود رہنا" ——— میجر پرمود نے سخت لہجے میں کہا اور پھر توفیق
اپنی کار میں آ بیٹھا۔
"اب کیا پروگرام ہے میجر!" ——— کار کوٹھی سے باہر آتے ہی توفیق
میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔
"اب مجھے خود اس عمران سے بات کرنی پڑے گی ——— اب میں
وقت ضائع نہیں کر سکتا" ——— میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا

"تو پھر میں اپنے آدمیوں کو ہدایات دے دوں ——— میرا خیال
ہے کہ آج رات ہی اسے اغوا کر لیا جائے" ——— توفیق نے کہا۔
"ہاں ——— میرا بھی یہی خیال ہے کہ آج رات ہی یہ کام ہو جانا چاہئے
ارے یہ کار ———" میجر پرمود نے چونک کر کہا۔ اس کی نظریں بیک مرر
پر جمی ہوئی تھیں۔
"کار ——— کیسی کار" ——— توفیق نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔
"سرخ رنگ کی کار ہمارا تعاقب کر رہی ہے ——— میں نے اسے
لیڈی طاہرہ کی کوٹھی سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا" ——— میجر پرمود نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"اوہ! ——— یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں" ——— توفیق نے چونک کر کہا۔
"میرا خیال درست نکلا ——— لیڈی طاہرہ نے حماقت سے کام لیا۔ اور
اب اس کی نگرانی ہو رہی ہے ——— اور اسی چکر میں ہم بھی نظروں میں
آ گئے ——— بہرحال اب پہلے اس کا کوئی بندوبست کرنا پڑے گا" ———
میجر پرمود نے کہا اور کار کو اس سڑک پر موڑ دیا جو جھیل کی طرف جاتی تھی۔
اور اکثر سنسان پڑی رہتی تھی۔ توفیق چوکنا ہو کر بیٹھ گیا۔

کیپٹن طارق نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے الماری کے خفیہ خانے میں چھپا دیا۔ اس کی فراخ پیشانی پر لاتعداد شکنیں ابھر آئی تھیں۔ میجر پرمود کو یہ جواب دیتے ہوئے کہ وہ اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم نہیں کر سکا، اُسے بے حد شرمندگی ہوئی تھی۔ اُسے ایسا احساس ہوا تھا جیسے وہ بالکل ناکام انسان ہو۔ چنانچہ اس نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ اب ہر قیمت پر نہ صرف لیبارٹری کا پتہ چلائے گا بلکہ وہاں سے پروفیسر بارکی اور اس فارمولے کو بھی خود حاصل کرے گا۔ تاکہ کرنل ڈی اور میجر پرمود پر یہ ثابت ہو سکے کہ کیپٹن طارق کی صلاحیتیں کسی سے کم نہیں ہیں۔ ابھی وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اس کے لیے کیا لائحہ عمل اختیار کرے کہ میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس! — میجر صولت اٹنڈنگ" — کیپٹن طارق نے جلدی سے انٹرکام کا بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"میجر صولت! — میرے پاس آؤ دفتر میں" — دوسری طرف سے کرنل اسلم کی آواز سنائی دی۔

"یس سر! — میں پہنچ رہا ہوں" — کیپٹن طارق نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ اس نے بھی بٹن آف کیا اور پھر اٹھ کر کھونٹی سے لٹکی ہوئی کیپ اٹھا کر سر پر جمائی اور تیز تیز قدم اٹھاتا کرنل اسلم کے دفتر کی طرف چل پڑا۔

جیسے ہی اس نے کرنل اسلم کے دفتر کے بند دروازے پر دستک دی۔ اندر سے کرنل اسلم کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان" — کرنل اسلم کی آواز میں خاصی تلخی تھی اور کیپٹن طارق دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس نے کرنل اسلم کو سیلوٹ کیا۔

"بیٹھو" — کرنل اسلم نے سرد لہجے میں کہا۔ اس کے سامنے ایک فائل کھلی ہوئی تھی۔ کرنل اسلم کا لہجہ بتا رہا تھا کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔

"یس سر" — کیپٹن طارق نے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر مودبانہ انداز میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اب سپیشل ایجنسی بند کر دینی چاہئے" — کرنل اسلم نے تند نظروں سے کیپٹن طارق کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ کیوں سر! — کیا ہم سے کوئی غلطی ہو گئی ہے" — کیپٹن طارق نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"غلطی — صدر مملکت کا خیال ہے کہ ہم احمقوں اور نکموں کا ایک ٹولہ ہیں اور بس — سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے صدر مملکت

سے شکایت کی ہے کہ ہم لوگ ایک لیبارٹری اور وہاں موجود سائنسدان کا
بھی تحفظ نہیں کر سکتے ـــــ اور اب یہ کام بھی سیکرٹ سروس کو ہی کرنا
پڑ رہا ہے ـــــ اور پھر کیپٹن ارشد کے واقعہ نے تو ہماری ساکھ بالکل
ہی ختم کر دی ہے" ـــــ کرنل اسلم کے لہجے میں بے پناہ تلخی تھی۔
"لیبارٹری کی حفاظت! ـــ کیا مطلب ـــــ میں سمجھا نہیں سر"۔
کیپٹن طارق نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑکنے
لگا تھا۔ کیونکہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ کرنل اسلم اسی لیبارٹری کی بات
کر رہا ہے جہاں پروفیسر بارکی موجود ہے۔
"اوہ ہاں! ـــ تمہیں تو اس سلسلے کا علم نہیں ہے۔ سنو! ـــ بلگارنیہ
سے ایک سائنسدان پروفیسر بارکی ایک اہم فارمولا لے کر فرار ہو کر ہمارے
پاس آگیا ـــــ اس نے ہم سے فارمولے کی بات چیت کی۔ لیکن چونکہ
ہم اکیلے اس پوزیشن میں نہ تھے کہ فارمولا بھی خرید کرتے اور پھر اس
کی تیاری کے بھاری اخراجات بھی ادا کرتے ـــــ چنانچہ ہماری حکومت
نے شوگران حکومت سے رابطہ قائم کیا ـــــ شوگران نے اس فارمولے
میں بے حد دلچسپی ظاہر کی ـــــ اور پھر یہ طے ہوا کہ پاکیشیا اور شوگران مل
کر یہ فارمولا خریدیں گے بھی اور تیار بھی کریں گے۔ چنانچہ سپیشل ڈیفنس
لیبارٹری میں اسے تیار کیا جا رہا ہے ـــــ اب مسئلہ آیا اس کی حفاظت
کا ـــ کیونکہ بلگارنیہ سے اطلاعات مل رہی ہیں کہ وہاں پروفیسر بارکی
اور فارمولے کو واپس لانے کے لئے خاصی ہلچل ہے ـــــ اس پر
شوگران کی حکومت نے تجویز پیش کی کہ لیبارٹری کی حفاظت کا کام پاکیشیا
سیکرٹ سروس کے ذمہ لگا دیا جائے ـــــ اس پر میں نے ایکسٹو سے

ت کی۔ اس نے اپنے نمائندے بھیج دیئے۔ اس طرح دو کام ہوئے۔
پٹن ارشد کا کیس بھی سامنے آیا ـــ اور ایکسٹو کے نمائندے نے
رٹری کی حفاظت کا کام بھی اپنے ذمہ لے لیا ـــ لیکن ایکسٹو نے
ری نااہلی کی رپورٹ صدر مملکت کو دے دی اور اس طرح صدر مملکت
بات پر بڑے چراغ پا ہوئے کہ اگر اب ڈیفنس لیبارٹریوں کی حفاظت
سیکرٹ سروس نے کرنی ہے تو پھر ملٹری سپیشل ایجنسی جو اسی کام
لئے بنائی گئی ہے کیا کرے گی ـــ چنانچہ ابھی صدر مملکت نے
بے حد جھاڑ پلائی ہے ـــ جس پر میں نے صدر مملکت سے کہا
کہ ہم اپنے فرائض سرانجام دینے کے پوری طرح اہل ہیں ـــ لیکن
ران حکام کا اصرار تھا کہ حفاظت سیکرٹ سروس کرے۔ اس پر انہوں
مجھے الٹی میٹم دیا ہے کہ میں اپنا آدمی فوراً لیبارٹری بھیجوں۔ اور
ٹ سروس کو اس ذمہ داری سے فارغ کر دوں ـــ چنانچہ اب میں
فیصلہ کیا ہے کہ یہ مشن تمہیں سرانجام دینا ہے۔ تم وہاں مکمل با اختیار
ئے ـــ تم فوراً لیبارٹری پہنچو ـــ وہاں کے سکیورٹی آفیسر میجر جمال
مل کر چارج سنبھال لو ـــ اور سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو فارغ کر دو"
اسلم نے کہا۔
"ٹھیک ہے جناب! ـــ میں تیار ہوں ـــ اور آپ دیکھیں گے
کس طرح سپیشل ایجنسی کا سر بلند کرتا ہوں" ـــ کیپٹن طارق
انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"گڈ! ـــ یہ لو سپیشل اتھارٹی بیج ـــ اور یہ لیبارٹری کا پتہ ـــ اور
روانہ ہو جاؤ ـــ اپنے ساتھ جتنے آدمی چاہو، لے جاؤ۔ لیکن یاد

رکھنا اگر کوئی کوتاہی ہوئی تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولی مار دُونگا"۔ کرنل اسلم نے ایک بیج اور کارڈ نکال کر کیپٹن طارق کی طرف پھینکتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر!۔۔۔ پہلے میں خود جاؤں گا ۔۔۔ اور پھر وہاں حالات کا جائزہ لے کر آدمیوں کو طلب کر لونگا" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا اور اُٹھ کر ایک بار پھر سلیوٹ کیا۔

کرنل اسلم نے سر ہلا کر اُسے جانے کی اجازت دی اور کیپٹن طارق تقریباً مسرت سے اچھلتا ہوا باہر آیا۔ باہر آکر اس نے کارڈ کو بیج کو بے اختیا چوم لیا۔ ایک لمحے کے لئے اُسے خیال آیا کہ وہ میجر پرمود کو اس بات سے آگاہ کر دے۔ لیکن پھر اس نے خود ہی یہ کارنامہ سرانجام دینے کا فیصلہ کر لیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی سرکاری جیپ تیزی سے شہر سے باہر سپیشل ڈیفنس لیبارٹری کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر وہ خو موجود تھا۔ اس نے اپنے ساتھ کوئی آدمی نہ لیا تھا۔ اس نے سارا پروگر ذہن میں مرتب کر لیا تھا کہ وہ جلتے ہی پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت اغوا کرے گا اور پھر اسی جیپ کے ذریعے وہ اسے لیڈی طاہرہ کی کو میں پہنچا دے گا۔ جہاں سے کرنل ڈی سے رابطہ قائم کر کے اُسے با لے جانے کا منصوبہ بنائے گا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لیبارٹری کے مین گیٹ کے سامنے موجود تھا۔ لیبارٹری زیرزمین تھی۔ اور اوپر دنیا کو دکھاوے کے لئے پینٹ فیک بنائی گئی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ میجر جمال کے مخصوص کمرے میں بیٹھا ہوا

میجر جمال بظاہر پینٹ فیکٹری کا اسسٹنٹ منیجر تھا۔ لیکن دراصل وہ سیکورٹی انچارج تھا۔

کیپٹن طارق نے کرنل اسلم کا دیا ہوا کارڈ میجر جمال کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے میجر صولت!۔۔۔ مجھے کرنل اسلم کی کال مل گئی ہے میں مسٹر تنویر کو بلاتا ہوں ۔۔۔ آپ ان سے چارج سنبھال لیں۔ کیونکہ ان کے آنے کے بعد میری حیثیت تو رسمی سی رہ گئی ہے ۔۔۔ اصل چارج مسٹر تنویر اور ان کے ساتھیوں کے پاس ہے" ۔۔۔ میجر جمال نے نیم دلانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"مسٹر تنویر اور اس کے ساتھی ۔۔۔ کیا یہ سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں"۔ کیپٹن طارق نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں" ۔۔۔ میجر جمال نے کہا اور پھر میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر دبا دیا۔

"مسٹر تنویر جہاں کہیں بھی ہوں ۔۔۔ انہیں پیغام دے دو کہ وہ میرے پاس آجائیں ۔۔۔ ایک ضروری مسئلہ ہے" ۔۔۔ میجر جمال نے دوسری طرف سے بولنے والے کو تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"پروفیسر بارکی کا اس بارے میں کیا تاثر ہے" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"وہ اپنے کام میں پوری طرح منہمک ہیں ۔۔۔ میجر صولت!۔۔۔ اس لیبارٹری کا دفاع قطعاً خودکار کمپیوٹروں کے کنٹرول میں ہے۔ باقی ہر چیز تو رسمی ہے ۔۔۔ ہماری حکومت خوامخواہ پریشان ہو رہی ہے" ۔۔۔ میجر جمال نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور تنویر اندر داخل ہوا۔ اس نے کشمشی رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ اور اس سوٹ میں وہ خاصا خوبصورت اور وجیہ لگ رہا تھا۔

"یہ میجر صولت ہیں ــــ ملٹری سپیشل ایجنسی کے ــــ اور یہ ہیں سیکرٹ سروس کے مسٹر تنویر" ــــ میجر جمال نے دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف کراتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے مصافحہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کو نظروں ہی نظروں میں تولا۔

"آپ سے مل کر مسرت ہوئی" ــــ دونوں نے بیک وقت رسمی لہجے میں کہا اور پھر تنویر ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مسٹر تنویر! ــــ اعلیٰ حکام نے لیبارٹری کی حفاظت کی ذمہ داری سیکرٹ سروس سے واپس لے کر ملٹری سپیشل ایجنسی کو دے دی ہے۔ اور میجر صولت اسی سلسلے میں آئے ہیں ــــ آپ انہیں چارج دے کر واپس جا سکتے ہیں ــــ یہ دیکھئے آرڈرز" ــــ میجر جمال نے ایک فائل اٹھا کر تنویر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

تنویر کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے۔ یہ بات اس کے لئے قطعاً غیر متوقع تھی۔

"میں اپنے باس سے بات کر کے ہی کوئی اقدام کر سکتا ہوں" ــــ تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ــــ آپ بات کر لیں" ــــ میجر جمال اور کیپٹن طارق دونوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی آتا ہوں" ــــ تنویر نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر

کمرے سے باہر کی طرف چل دیا

"مسٹر تنویر نے کوئی خاص احکامات یا تدابیر اختیار کی ہوں" ــــ؟ تنویر کے جانے کے بعد کیپٹن طارق نے پوچھا۔

"کیا اقدامات کرنے ہیں ــــ بس باہر سے نگرانی کر رہے ہیں" میجر جمال نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"مجھے پروفیسر بارکی سے ملنا ہو گا ــــ تاکہ ان سے ڈسکس کر کے حفاظتی انتظامات کو مزید بہتر بنایا جا سکے" ــــ کیپٹن طارق نے کہا۔

"آپ کی بات فون پر ہو سکتی ہے" ــــ میجر جمال نے کہا۔

"فون پر نہیں ــــ میں رو برو بات کرنا چاہتا ہوں ــــ یہ ضروری ہے" ــــ کیپٹن طارق نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے تنویر واپس آیا۔ اس کا چہرہ قدرے بجھا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے ــــ ہم واپس جا رہے ہیں ــــ لائیے چارج شیٹ میں اس پر دستخط کر دوں" ــــ تنویر نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا اور میجر جمال نے دراز سے ایک کاغذ نکال کر تنویر کے سامنے رکھ دیا اور تنویر نے اس پر وقت اور تاریخ لکھی اور پھر دستخط کر کے وہ بغیر کسی سے ہاتھ ملائے واپس چلا گیا۔

"ٹھیک ہے ــــ اب آپ انچارج ہیں ــــ لیکن پروفیسر بارکی سے آپ کی ملاقات نہیں ہو سکتی ــــ کیونکہ آپ یا کوئی اور لیبارٹری کے اندر نہیں جا سکتا ــــ اس سلسلے میں انتہائی سخت احکامات ہیں" ــــ میجر جمال نے کہا۔

"تو کیا ہوا ــــ پروفیسر بارکی تو باہر آ سکتے ہیں" ــــ کیپٹن طارق نے کہا

"وہ بے حد مصروف ہیں ـــــ بہرحال آپ لیبارٹری کا راؤنڈ لگا لیں باہر سے ـــــ میں اس وقت تک فون پر پروفیسر بارکی سے بات کرتا ہوں ـــــ اگر وہ باہر آنے پر رضامند ہیں تو ٹھیک ہے" ـــــ میجر جمال نے کہا اور کیپٹن طارق سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ باہر کھڑے ایک دربان کو ساتھ لے کر اس نے پینٹ فیکٹری کا راؤنڈ لگانا شروع کر دیا۔ وہ بغور حفاظتی انتظامات کا جائزہ لے رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ میجر جمال کے کمرے میں پہنچ گیا۔

"سوری میجر صولت! ـــــ پروفیسر بارکی نے باہر آنے سے انکار کر دیا ہے" ـــــ میجر جمال نے کہا۔

"آپ میری ان سے بات کرائیں" ـــــ کیپٹن طارق نے کرخت لہجے میں کہا اور میجر جمال نے سر ہلاتے ہوئے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا کر رسیور اٹھا لیا۔

"میجر جمال بول رہا ہوں ـــــ سپیشل ملٹری ایجنسی کے میجر صولت جو کہ چیف سکیورٹی انچارج ہیں۔ پروفیسر بارکی سے بات کرنا چاہتے ہیں" میجر جمال نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور میجر جمال نے رسیور کیپٹن طارق کی طرف بڑھا دیا۔

"یس ـــــ پروفیسر بارکی سپیکنگ" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک جھنجھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں میجر صولت بول رہا ہوں ـــــ سپیشل ملٹری ایجنسی سے میرا تعلق ہے اور میں نے آپ کی اور لیبارٹری کی حفاظت کا انتظام خصوصی طو

ر سنبھالا ہے ـــــ ہمیں بلگارنیہ سے ایک خاص اطلاع ملی ہے جس کے متعلق میں صرف آپ سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں ـــــ یہ انتہائی ضروری ہے آپ کے لئے بھی اور ہمارے ملک کے لئے بھی" کیپٹن طارق نے لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔

"کیسی اطلاع" ـــــ پروفیسر بارکی کے لہجے میں پریشانی کا عنصر نمایاں ہو گیا تھا۔

"یہ اطلاع فارمولے سے متعلق ہے ـــــ بہرحال وضاحت کسی کے سامنے نہیں ہو سکتی" ـــــ کیپٹن طارق کے لہجے میں بے پناہ اعتماد تھا۔

"اوہ اچھا ـــــ ٹھیک ہے ـــــ آپ تو اندر نہیں آ سکتے ـــــ میں خود ہی باہر آ جاتا ہوں" ـــــ پروفیسر بارکی نے چند لمحے سوچنے کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ آپ میجر جمال کے کمرے میں آ جائیں ـــــ میں وہیں موجود ہوں" ـــــ کیپٹن طارق نے کہا۔

"آپ میجر جمال کو کہہ دیں ـــــ وہ مجھے مین گیٹ سے لے لیں گے۔ سب انتظامات سے واقف ہیں" ـــــ پروفیسر بارکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"آپ جا کر پروفیسر بارکی کو یہاں لے آئیں ـــــ میں انتظار کر رہا ہوں" کیپٹن طارق نے میجر جمال سے کہا اور میجر جمال سر ہلاتا ہوا اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اور کیپٹن طارق کی آنکھوں میں مسرت کے چراغ جل اٹھے

تقریباً پندرہ منٹ بعد میجر جمال ایک غیر ملکی بوڑھے کے ہمراہ اندر داخل ہوا۔ بوڑھے کے برف کی طرح سفید بال اس کے کاندھوں تک

لٹک رہے تھے اور چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ کیپٹن طارق نے اٹھ کر اس سے اپنا تعارف کرایا۔

"میجر جمال! — پلیز آپ ذرا باہر جا کر خیال رکھیں" — کیپٹن طارق نے کہا اور میجر جمال سر ہلاتا ہوا نہ صرف کمرے سے باہر نکل گیا بلکہ اس نے جاتے ہوئے دروازہ بھی بند کر دیا۔

"ہاں! — اب بتاؤ کیا بات ہے" — پروفیسر بارکی نے بغور کیپٹن طارق کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر! — آپ کو اپنا فارمولا زبانی یاد ہے — یا آپ نے اس کے اشارات کسی کاغذ پر نوٹ کر رکھے ہیں" — کیپٹن طارق نے کہا۔

"آپ کا اس سے مطلب" — پروفیسر بارکی نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مطلب ہے تو پوچھ رہا ہوں — آپ کی اطلاع کے لئے بتا دوں کہ بلگارنیہ میں بدستور آپ کے فارمولے پر کام جاری ہے — یہ مصدقہ اطلاع ہے" — کیپٹن طارق نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے — یہ اطلاع قطعاً غلط ہے — فارمولے کے اشارات اس وقت بھی میرے پاس ہیں — اور اصل فارمولا میں نے اپنے ذہن میں رکھا ہوا ہے — ایسی صورت میں وہاں کام کیسے ہو سکتا ہے" — پروفیسر بارکی نے چونک کر کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو آپ اصل پروفیسر بارکی نہیں ہیں — اصل پروفیسر بارکی اس وقت بلگارنیہ میں موجود ہے — آپ کو یقین نہ آئے تو اس کی تازہ ترین وڈیو فلم آپ کو دکھاؤں" — کیپٹن طارق کا لہجہ یکلخت

[illegible]ر و پڑ گیا۔

[illegible]کیا مطلب — کیا آپ کا دماغ خراب ہے۔ آپ اصل [illegible]نقل کہہ رہے ہیں — یہاں کے اور شوگران کے سائنسدان احمق تو نہیں [illegible] کہ کسی نقلی آدمی پر اس قدر بھروسہ کر لیں — آپ کا مقصد کیا ہے"؟ [illegible]فیسر بارکی یکلخت بھڑک اٹھا۔

"آرام سے بات کرو — ہمیں اس فلم پر شک ہے اس لئے میں [illegible]رف تم سے اکیلے میں بات کر رہا ہوں — اگر ہمیں اس پر یقین ہوتا [illegible]اب تک تمہاری لاش برقی بھٹی میں جل رہی ہوتی — کرنل اسلم [illegible]سپیشل ملٹری ایجنسی کے چیف ہیں انہوں نے مجھے خاص طور پر [illegible]اں بھیجا ہے کہ میں آپ کو سپیشل ملٹری ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں لے کر [illegible]ؤں — تاکہ آپ خود جا کر فلم دیکھ کر ہمیں یقین دلائیں کہ یہ فلم نقلی ہے [illegible]ف ایسی صورت میں ہی آپ بچ سکتے ہیں — ابھی تک ہم نے [illegible]حکام کو اس بات کی اطلاع نہیں دی۔ ورنہ یہاں ایک طوفان برپا [illegible]ہو جاتا" — کیپٹن طارق نے غراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — میں ثابت کر دوں گا کہ فلم نقلی ہے — اور [illegible]رنیہ والوں نے صرف آپ لوگوں کو الجھانے کے لئے ایسا کیا ہے [illegible]ب وہ فلم یہاں منگوا لیں" — پروفیسر بارکی نے کہا۔

"اگر یہاں فلم لائی گئی تو آپ ہمیشہ کے لئے مشکوک ہو جائیں گے [illegible]اس کا نتیجہ آپ جانتے ہیں — شوگران والے ایسے معاملات میں [illegible]انی سخت ہیں — ابھی انہیں اطلاع نہیں دی گئی۔ معاملہ صرف [illegible]ل اسلم، میرے اور آپ کے درمیان ہے — اور ہم چاہتے ہیں کہ

یہ معاملہ ہمارے درمیان ہی رہ جاتے ـــــ آپ ایسا کریں کہ میجر جمال کے سامنے میں آپ کی کرنل اسلم سے بات کرا دیتا ہوں۔ ان کے سامنے کوئی بھی ہوگا کہ آپ کرنل اسلم سے کہیں کہ ایک اہم ضروری مسئلے پر بات کرنے کے لئے آپ میجر صولت کے ساتھ ہیڈ کوارٹر پہنچ رہے ہیں ـــــ جواب میں کرنل اسلم کچھ بھی کہیں ـــــ آپ اپنی بات پر اڑے رہیں۔ یہ اعلیٰ حکام اور شوگران کے سائنسدانوں کو شبہ سے دور رکھنے کے لئے ضروری ہے ـــــ اس کے بعد میں آپ کو جیپ میں بٹھا کر اپنے ہیڈ کوارٹر لے جاؤں گا اور پھر وہاں بات چیت مکمل ہونے کے بعد یہاں واپس چھوڑ دونگا ـــــ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ لگے گا" ـــــ کیپٹن طارق نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں تیار ہوں ـــــ ایسے حالات میں واقعی ہر قسم کا شبہ دور ہو جانا چاہیئے" ـــــ پروفیسر بارکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن طارق نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور باہر موجود میجر جمال کو اندر بلا لیا۔

"پروفیسر بارکی ایک اہم مسئلے پر کرنل اسلم سے فوری ملنا چاہتے ہیں۔ آپ میری کرنل صاحب سے بات کرا دیں ـــــ تاکہ میں ان سے پروفیسر کی بات کرا دوں" ـــــ کیپٹن طارق نے کہا۔ وہ یہ سب کچھ اس لئے کر رہا تھا تاکہ کسی قسم کا شبہ نہ ہو سکے۔

"یس سر" ـــــ میجر جمال نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر میز پر رکھا اور اس کی فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ـــــ ہیلو ـــــ سپیشل ڈیفنس لیبارٹری سے میجر جمال کالنگ

کرنل اسلم۔ اوور" ـــــ ٹرانسمیٹر آن کر کے اس نے بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ـــــ کرنل اسلم اٹنڈنگ۔ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کرنل اسلم کی آواز سنائی دی۔

"میجر صولت آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اوور" ـــــ میجر جمال نے کہا اور مائیک کیپٹن طارق کی طرف بڑھا دیا۔

"میجر صولت! ـــــ کیا بات ہے۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کرنل اسلم کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"باس! ـــــ پروفیسر بارکی اس وقت میرے پاس موجود ہیں ـــــ وہ ایک اہم معاملے میں بات کرنے کے لئے آپ کے پاس ہیڈ کوارٹر آنا چاہتے ہیں۔ اوور" ـــــ کیپٹن طارق نے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر آنا چاہتے ہیں ـــــ پروفیسر بارکی! کیا مطلب ـــــ بات کیا ہے ـــــ میں سمجھا نہیں۔ اوور" ـــــ کرنل اسلم کے لہجے میں بے پناہ حیرت اور الجھن نمایاں تھی۔

"میں پروفیسر بارکی بول رہا ہوں کرنل! ـــــ ایک اہم مسئلہ درپیش ہے میں میجر صولت کے ساتھ آپ کے پاس آ رہا ہوں ـــــ ہماری ملاقات خفیہ رہے گی۔ اوور" ـــــ پروفیسر بارکی نے براہ راست بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اگر ایسا مسئلہ ہے تو آ جائیں۔ اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"میجر جمال! ـــــ آپ اندر اطلاع کر دیں کہ میں ایک گھنٹے تک واپس

آجاؤں گا ــــ چلیئے میجر صولت" ــــــ پروفیسر بارکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ــــ پہلے اس کاغذ پر آپ دونوں دستخط کر دیں تاکہ رسمی کارروائی مکمل ہو سکے" ــــ میجر جمال نے کہا اور پھر اس نے دراز سے ایک چھپا ہوا کاغذ نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ پروفیسر بارکی اور کیپٹن طارق نے اس پر دستخط کئے۔ اس کے بعد کیپٹن طارق، پروفیسر بارکی کو ہمراہ لے کر اپنی جیپ میں آگیا۔ اور پھر جیپ تیز رفتاری سے سپیشل ملٹری ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھنے لگی۔ پروفیسر بارکی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

پھر جیسے ہی جیپ ایک سنسان سڑک پر پہنچی۔ اچانک اسے جھٹکے لگنے لگے۔

"کیا ہوا" ــــ؟ پروفیسر بارکی نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں ــ ابھی ٹھیک ہو جاتی ہے" ــــ کیپٹن طارق نے جیپ ایک سائیڈ پر کر کے روکتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور نیچے اتر کر اس نے انجن کا ہیڈ اٹھا لیا۔

پروفیسر بارکی بے چینی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے کیپٹن طارق نے ہیڈ واپس بند کیا اور بجائے اپنی سیٹ کی طرف آنے کے وہ مڑ کر پروفیسر بارکی کی طرف آگیا۔

"کیا ہوا ــ جیپ ٹھیک ہو گئی" ــــ؟ پروفیسر بارکی نے اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں ٹھیک ہو گئی ــــ ذرا نیچے اتریں۔ سیٹ کے نیچے باکس سے ایک اوزار نکالنا ہے" ــــ کیپٹن طارق نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں

کہا اور پروفیسر بارکی اچھل کر نیچے اتر آیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پشت کے بل زمین پر گرا۔ کیپٹن طارق کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی میں حرکت میں آیا تھا اور پروفیسر بارکی کی کنپٹی پر پٹاخہ سا چھوٹ گیا تھا۔ مخصوص انداز میں ماری گئی ایک ہی ضرب بوڑھے پروفیسر کے لئے کافی ثابت ہوئی۔ وہ زمین پر بیہوش اور بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ کیپٹن طارق نے جلدی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر پروفیسر بارکی کو اٹھا کر اس نے جیپ کی پچھلی سیٹوں کے درمیان لٹا دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کی نبض چیک کی۔ نبض بتا رہی تھی کہ پروفیسر کم از کم ایک گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آسکتا۔

کیپٹن طارق بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے جیپ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ کیپٹن طارق ہونٹ بھینچے بیٹھا تھا۔ اس کی تیز نظریں ادھر ادھر کا جائزہ لے رہی تھیں اور پھر تھوڑی ہی دور جا کر اسے اپنے مطلب کی چیز نظر آگئی۔ یہ ایک پبلک بوتھ تھا۔ اس نے جیپ پبلک بوتھ کے قریب روکی اور پھر نیچے اتر کر تیزی سے دوڑتا ہوا بوتھ میں داخل ہو گیا۔ اس نے جیب سے سکے ڈال کر لیڈی طاہرہ کا نمبر ڈائل کیا۔

"یس ــ طاہرہ بیوٹی پارلر" ــــ دوسری طرف سے لیڈی طاہرہ کی آواز سنائی دی۔

"میں سی۔ بی بول رہا ہوں ــــ کوئی اور تو نہیں تمہارے پاس" ــ؟ کیپٹن طارق نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں ــ میں اکیلی ہوں۔ کیوں" ــــ؟ لیڈی طاہرہ نے چونکتے

ہوئے پوچھا۔

"تو سنو! — تم فوراً کار لے کر شیلبانی روڈ کے تیسرے میل پر آجاؤ۔ میں نے پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت اغوا کر رکھا ہے — میں اس وقت ملٹری جیپ میں ہوں اور میں جیپ شہر کے اندر نہیں لے آنا چاہتا — فوراً پہنچو۔ فوراً" — کیپٹن طارق نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو — پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت اغوا کر لیا ہے — اکیلے ہی" — ؟ لیڈی طاہرہ نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

"وقت مت ضائع کرو — ایک ایک لمحہ قیمتی ہے — فوراً کار لے کر آجاؤ" — کیپٹن طارق نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر ڈالا اور پھر بھاگتا ہوا باہر آگیا۔ دوسرے لمحے وہ جیپ کو دوڑاتا ہوا سائیڈ میں موجود درختوں کے گھنے ذخیرے کی طرف لے گیا۔ تاکہ راہ جاتی کاریں مشکوک نہ ہو جائیں۔ اس کی بے چین نظریں سڑک پر جمی ہوئی تھیں۔ اور بے چینی سے اس کی رگیں کھنچی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے لیڈی طاہرہ کی کار پبلک بوتھ کے قریب رکتے دیکھی تو اس نے تیز سیٹی بجائی اور ساتھ ہی ہاتھ لہرایا۔ اور لیڈی طاہرہ کی کار سڑک پر سے اتر کر اس کی طرف بڑھنے لگی۔

"تم نے کمال کر دیا کیپٹن! — یہ کیسے ممکن ہوا" — لیڈی طاہرہ نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"باتیں بعد میں" — کیپٹن طارق نے کہا اور جلدی سے جیپ میں بے ہوش پڑے ہوئے پروفیسر بارکی کو اٹھا کر اس نے کار کی پچھلی سیٹوں کے درمیان لٹا دیا۔

"تمہاری کار میں میگزین تو ضرور ہو گا" — کیپٹن طارق نے پوچھا

"ہاں ہے — کیوں — سب کچھ موجود ہے" — لیڈی طاہرہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایک ٹائم بم نکال کر جیپ کے اندر لگا دو — پانچ منٹ کا وقت مقرر کر دینا — میں اس وقت تک یہ یونیفارم کی قمیض اتار لوں۔ جلدی کرو جلدی" — کیپٹن طارق نے کہا اور جلدی سے یونیفارم کی قمیض کے بٹن کھولنے لگا۔

لیڈی طاہرہ نے اپنی کار کی سیٹ کے نیچے موجود باکس میں سے ایک ٹائم بم نکالا اور پھر جیپ کی طرف دوڑ پڑی۔

کیپٹن طارق نے یونیفارم قمیض اتاری۔ اب اندر سے وہ سادہ قمیض پہنے ہوا تھا۔ اس نے یونیفارم قمیض اور کیپ اٹھائی اور جا کر جیپ کی فرنٹ سیٹ کے نیچے رکھ دی۔

"ٹائم بم لگا دیا ہے — پانچ منٹ کا وقت بھی" — لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"آؤ اب نکل چلیں — جلدی کرو" — کیپٹن طارق نے دوڑ کر کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور لیڈی طاہرہ بھی دوڑتی ہوئی واپس آگئی۔ ڈرائیونگ سیٹ لیڈی طاہرہ نے سنبھالی اور ساتھ والی سیٹ پر کیپٹن طارق بیٹھ گیا۔

اسی لمحے سامنے ڈیش بورڈ میں پڑا ہوا میک اپ باکس کیپٹن طارق کو نظر آگیا تو اس نے جلدی سے باکس اٹھایا اور اس میں سے ریڈی میڈ میک اپ نکال کر اپنے چہرے کی مرمت کرنے میں مصروف ہو گیا جبکہ

کار خاصی تیز رفتاری سے شہر کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی نقلی داڑھی اور ناک میں سپرنگ لگانے کے بعد کیپٹن طارق کا حلیہ بالکل ہی بدل گیا۔

"آج میجر صولت صحیح معنوں میں مرا ہے" ـــــ کیپٹن طارق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا ہے کیپٹن طارق ـــــ انتہائی حیرت انگیز ـــــ واقعی تم باصلاحیت نوجوان ہو" ـــــ لیڈی طاہرہ نے کار کا رخ اندرون شہر کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

"لطف تو اس وقت آئے گا ـــــ جب میجر پرمود کو اس کا پتہ چلے گا ـــــ وہ ابھی منصوبہ ہی بنا رہا ہے اور میں نے کام مکمل بھی کر دیا ہے" کیپٹن طارق نے فخریہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

سنسان سڑک پر پہنچتے ہی میجر پرمود نے کار کی رفتار آہستہ کی اور پھر اُسے سائیڈ پر کر کے روک دیا۔ سُرخ رنگ کی کار خاصے فاصلے پر آ رہی تھی۔

پرمود کار روکتے ہی دروازہ کھول کر نیچے اترا اور اس نے کار کا ہیڈ اٹھایا۔ اسی لمحے سُرخ رنگ کی کار قریب پہنچ گئی۔ اس کی رفتار آہستہ ہو گئی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔

جیسے ہی سُرخ رنگ کی کار قریب آئی۔ میجر پرمود مڑا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر سُرخ رنگ کی کار کو رکنے کا اشارہ کیا اور کار ان کے قریب آ کر رک گئی۔ میجر پرمود نے ہیڈ بند کر دیا تھا۔

"جی فرمائیے! ـــــ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں" ـــــ نوجوان نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے پوچھا۔

"ہماری کار خراب ہو گئی ہے ـــــ کیا آپ ہمیں جھیل تک لفٹ

"دے سکتے ہیں" ۔۔۔۔ میجر پرمود نے قریب جاکر انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"کیا خرابی ہوگئی ہے" ۔۔۔۔ نوجوان نے اپنی بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"اس کا ڈائنمو شارٹ ہوگیا ہے ۔۔۔ اگر آپ مہربانی کریں تو ۔۔"

میجر پرمود کا لہجہ بے حد نرم اور التجانہ تھا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تشریف لائیے" ۔۔۔ نوجوان نے کہا اور میجر پرمود نے توفیق کو آنے کا اشارہ کیا جواب کار سے باہر نکل کر کھڑا تھا۔ پھر میجر پرمود ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا جب کہ توفیق نے پچھلی سیٹ سنبھال لی ۔ اور نوجوان نے کار آگے بڑھادی۔

"بہتر یہی ہے کہ اب کار موڑ لو" ۔۔۔ اچانک میجر پرمود نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور نوجوان نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ میجر پرمود کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔ اسی لمحے توفیق نے بھی ریوالور کی نال نوجوان کی گردن سے لگادی۔

"کیا مطلب ! ۔۔۔ کیا آپ لوگ ڈاکو ہیں" ۔۔۔ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم ڈاکو نہیں ہیں ۔۔۔ لیکن اپنے تعاقب کرنے والے کو زندہ رہنے کا زیادہ موقع بھی نہیں دیتے ۔۔۔ ہم صرف تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔ اس لئے اگر زندگی چاہتے ہو تو کار موڑ لو ۔۔۔"

میجر پرمود کے لہجے میں بے پناہ غراہٹ ابھر آئی۔ اور نوجوان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کار کو ٹرن دیا اور واپس شہر کی طرف چل دیا۔

"دیکھو ! ۔۔۔ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے ۔۔۔ اس لئے تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ چپ چاپ چلے چلو" ۔۔۔ میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے غلط حرکت کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔۔۔ میرے پاس زیادہ رقم نہیں ہے ۔۔۔ کار تمہیں چاہیئے تو وہ تم ویسے بھی لے سکتے ہو ۔۔۔ یہ کرائے کی کار ہے ۔ پولیس خود ہی برآمد کرلے گی" ۔۔۔ نوجوان کے لہجے میں اطمینان تھا۔

"ہمیں نہ رقم کی ضرورت ہے اور نہ کار کی ۔۔۔ بس تم خاموشی سے چلے چلو ۔۔۔ گلشن کالونی جانا ہے" ۔۔۔ میجر پرمود نے کہا اور نوجوان نے سر ہلادیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار گلشن کالونی میں پہنچ گئی۔

"کونسی کوٹھی میں جانا ہے" ۔۔۔ نوجوان نے پوچھا۔ لہجے میں اطمینان نمایاں تھا۔

"میں تمہیں بتاؤں گا ۔۔۔ تم چلو" ۔۔۔ میجر پرمود نے خشک لہجے میں کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے نیلے رنگ کی ایک کوٹھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس کوٹھی کی طرف موڑ لو" ۔

"نیلے رنگ کی کوٹھی ۔۔۔ یہ تو ڈاکٹر سبطین کی کوٹھی ہے ۔ میرا رشتے دار ہے" ۔۔۔ نوجوان نے واضح الفاظ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہوگا تمہارا رشتے دار ۔۔۔ اب وہ وہاں نہیں رہتا" ۔۔۔ میجر

پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔
نوجوان نے کار کوٹھی کے گیٹ کے سامنے روک دی۔
"تین بار ہارن دو" ——— میجر پرمود نے کہا۔ اور نوجوان نے تین
بار ہارن بجا دیا۔ وہ بڑی شرافت سے میجر پرمود کی ہدایات پر عمل
کر رہا تھا۔
چند لمحوں بعد پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھل گئی۔ اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان
باہر نکل آیا۔
"پھاٹک کھولو جانباز" ——— توفیق نے گردن باہر نکال کر تیز لہجے
میں آنے والے نوجوان سے کہا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا واپس کھڑکی میں
غائب ہو گیا۔ اور پھر پھاٹک کھل گیا۔
پھاٹک کھلتے ہی نوجوان کار کوٹھی کے اندر پورچ میں لے گیا۔
جہاں تین مسلح افراد موجود تھے۔ میجر پرمود کے اشارے پر تینوں کار کے
گرد پھیل گئے۔
"باہر آجاؤ" ——— میجر پرمود نے کہا اور خود بھی دروازہ کھول کر باہر آ گیا
نوجوان بڑے مطمئن انداز میں دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔
"اپنے ہاتھ سر سے اونچے کر لو" ——— میجر پرمود نے اس کی
پشت سے ریوالور لگاتے ہوئے کہا۔ ویسے بھی اس وقت نوجوان
مشین گنوں کے پہرے میں تھا۔
نوجوان نے ہاتھ اونچے کر لئے۔ اور میجر پرمود نے بڑے ماہر
انداز سے اس کی تلاشی لی اور پھر اس کی جیب سے ریوالور نکال لیا۔
"اب اندر چلو" ——— میجر پرمود نے کہا اور پھر وہ نوجوان کو اسی طر

مسلح پہرے میں لئے ہوئے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔
"اس کرسی پر بیٹھ جاؤ" ——— میجر پرمود نے کہا اور نوجوان اطمینان
سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے توفیق نے آگے بڑھ کر کرسی کے پیچھے
ے کو ٹھوکر ماری تو لوہے کی مضبوط پٹیاں ایک بازو سے نکل کر
دوسرے بازو میں غائب ہو گئیں۔ اب نوجوان لوہے کی ان مضبوط
پٹیوں سے تقریباً جکڑا گیا۔
"تمہارا نام کیا ہے ——— ؟" میجر پرمود نے پیچھے ہٹ کر سامنے
ی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ توفیق اور دیگر دو مسلح افراد مخالف
ئیڈوں میں کھڑے ہو گئے تھے۔
"میرا نام صفدر سعید ہے" ——— نوجوان نے بڑے مطمئن انداز
ں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تمہارا تعلق یہاں کی سیکرٹ سروس سے ہے ——— یا تم علی عمران کے
تی ساتھی ہو ——— ؟" میجر پرمود نے غور سے صفدر کی طرف دیکھتے
ے پوچھا۔
"دونوں میں سے کوئی بھی بات نہیں ——— میں ایک بزنس مین ہوں
امپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار ہے ——— البتہ اگر تم علی عمران کی بات
رہے ہو جو یہاں کی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر کا لڑکا ہے تو وہ میرا
ست ضرور ہے" ——— صفدر نے جواب دیا۔
"جو علی عمران تمہارا دوست ہے ——— وہ کہاں رہتا ہے ———" میجر
نے پوچھا۔
"وہ کنگ روڈ کے ایک فلیٹ میں رہتا ہے" ——— صفدر نے

جواب دیا اور میجر پرمود نے سر ہلا دیا۔

"تو یہ بات طے ہو گئی کہ تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔ کیونکہ تم جیسا اطمینان کا اظہار کر رہے ہو ۔۔۔ ایسا اطمینان ایک تربیت یافتہ ایجنٹ ہی ایسے موقعوں پر ظاہر کر سکتا ہے ۔۔۔ عام بزنس مین نہیں اور پھر تمہاری جیب سے نکلنے والا ریوالور بھی بتا رہا ہے کہ تم بزنس مین نہیں ہو" ۔۔۔ میجر پرمود نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم جو چاہو سمجھ لو ۔۔۔ مجھے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے" صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں لیڈی طاہرہ کی رہائش گاہ کا پتہ کیسے چلا" ۔۔۔ میجر پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"لیڈی طاہرہ ۔۔۔ وہ کون ہے" ۔۔۔ صفدر نے چونک کر کہا۔

"جہاں سے تم ہمارے تعاقب میں چلے تھے ۔۔۔ تمہارا اطمینان بتا رہا ہے کہ تم نے یقیناً اپنے باس کو اطلاع دیدی ہو گی ۔۔۔ لیکن میں ایک بات بتا دوں کہ اگر میں تم سے نرمی سے بات کر رہا ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں تم سے سچ نہیں اگلوا سکتا" ۔۔۔ میجر پرمود نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"تم نے اپنا تعارف تو کرایا نہیں ۔۔۔ کم از کم مجھے پتہ تو چلے کہ میں کس شخصیت سے بات کر رہا ہوں۔ ویسے میرا اندازہ ہے کہ تم بہرحال مجرم نہیں ہو" ۔۔۔ صفدر نے دھیمے لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم میری بات چھوڑو ۔۔۔ اپنی بات کرو ۔۔۔ تمہیں لیڈی طاہرہ کی رہائش گاہ کا کیسے پتہ چلا" ۔۔۔ میجر پرمود نے کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ میں کسی لیڈی طاہرہ کو نہیں جانتا ۔۔۔ اور جہاں تک تمہارے تعاقب کا تعلق ہے ۔۔۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے اگر میں تمہارا تعاقب کر رہا ہوتا تو میں اس طرح شرافت سے تمہارے کہنے پر کار کیوں روک لیتا" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"تو تم سیدھی طرح نہیں بتاؤ گے ۔۔۔ توفیق ۔۔۔ خنجر سے اس کی ایک آنکھ نکال دو" ۔۔۔ میجر پرمود نے یکلخت سرد لہجے میں ایک طرف کھڑے ہوئے توفیق سے مخاطب ہو کر کہا اور توفیق نے بڑی پھرتی سے ہاتھ میں پکڑا ریوالور جیب میں ڈالا اور دوسری جیب سے ایک تیز دار خنجر نکال لیا۔

"تو تم اب کمینگی پر اتر آئے ہو ۔۔۔ مجھے افسوس ہے۔ میں تمہیں گھٹیا نہ سمجھتا تھا میجر پرمود" ۔۔۔ اچانک اوپر روشندان سے عمران کی آواز سنائی دی اور میجر پرمود بری طرح چونک پڑا۔ اس کی نظریں روشندان پر جم گئیں جہاں سے عمران کا چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔

"اپنے آدمیوں سے کہو کہ میرے راستے کی رکاوٹ نہ بنیں ۔۔۔ میں نیچے آ رہا ہوں ۔۔۔ ویسے اگر میں چاہتا تو ایک لمحے میں کمرہ تمہاری لاشوں کی وجہ سے لاش گھر بن جاتا" ۔۔۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

"تم عمران ہو" ۔۔۔ میجر پرمود نے اونچی آواز میں کہا۔ اب وہ اپنی حیرت پر کنٹرول کر چکا تھا۔

"میں نیچے آ کر پورا تعارف کراتا ہوں ۔۔۔ میرا تعارف خاصا لمبا چوڑا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ روشندان سے غائب ہو گیا۔

"توفیق! جاکر اسے یہاں لے آؤ" ۔۔۔ میجر پرمود نے مڑ کر توفیق سے کہا جس کے چہرے پر اب شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے۔ اور توفیق سر کو جھٹکتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ہوں! ۔۔۔ تو تم اس لئے مطمئن تھے کہ تم نے عمران کو اطلاع دے دی تھی ۔۔۔ تمہاری کار میں کوئی سسٹم تھا۔ اسی وجہ سے تم نے کوٹھی کا رنگ وغیرہ کا ذکر بڑبڑاہٹ کے انداز میں کیا تھا" ۔۔۔ میجر پرمود نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور صفدر صرف مسکرا دیا۔ کیونکہ میجر پرمود کا اندازہ درست تھا۔

صفدر نے کار کی رجسٹریشن کی مدد سے لیڈی طاہرہ کی کوٹھی کا پتہ چلا لیا تھا اور پھر اس نے پرمود کی کار اندر جاتے دیکھی تو اس نے کار میں نصب ٹرانسمیٹر پر عمران کو اطلاع دی جس پر عمران نے اسے ان کے متعلق مزید تفصیلات مہیا کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ ان کے باہر نکلنے پر صفدر نے ان کا تعاقب شروع کر دیا۔ پھر جیسے ہی میجر پرمود نے کار سنسان سڑک پر موڑی۔ صفدر کو احساس ہو گیا کہ وہ تعاقب سے باخبر ہو گئے ہیں۔ اس پر اس نے عمران سے بات کی تو عمران نے اسے کار کا ٹرانسمیٹر آن رکھنے کے لئے کہا۔ اور ان سے بھڑنے کی بجائے تعاون کرنے کی ہدایت کی تاکہ ان کا اصل ٹھکانہ سامنے آجائے۔ یہی وجہ تھی کہ صفدر بڑے سیدھے انداز میں ان کی ہدایات پر عمل کرتا رہا۔ گلشن کالونی جانے کا ذکر میجر پرمود نے خود کر دیا تھا اور کوٹھی کے متعلق صفدر نے بتا دیا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران ٹرانسمیٹر پر ان کی بات چیت سن رہا ہے۔ البتہ میجر پرمود کا نام

سے عمران سے پتہ چلا تھا اور اب اُسے یاد آگیا تھا کہ یہ نوجوان بنگال کا مشہور ڈی ایجنٹ میجر پرمود ہے جس کے کارناموں کی خاصی دھوم مچی ہوئی تھی۔

اسی لمحے عمران اندر داخل ہوا۔ اس نے وہی مخصوص ٹیکنی کلر لباس پہنا ہوا تھا۔ اور چہرے پر حماقتوں کا آبشار پوری آب و تاب سے بہہ رہا تھا۔ وہ خالی ہاتھ تھا۔

"میں نے تمہارے کارناموں کی بڑی دھوم سن رکھی تھی میجر پرمود! اور مجھے تم سے ملنے کا بڑا اشتیاق تھا ۔۔۔ لیکن تم نے صفدر کی آنکھ کا لینے والی بات کہہ کر مجھے بے حد مایوس کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ شگفتہ سخت ہو گیا تھا۔

"مجھے حیرت ہے کہ تم اندر تک پہنچ گئے اور میرے ساتھیوں کو خبر تک نہ ہوئی" ۔۔۔ میجر پرمود نے اس کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

"روحوں کو کوئی نہیں روک سکتا میجر! ۔۔۔ اور میں نے روح پر بڑے تجربات کئے ہیں ۔۔۔ میرا جسم تو اب بھی فلیٹ میں بیٹھا سلیمان سے باتیں کر رہا ہو گا اور میری روح یہاں موجود ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے احمق بنانے کی ضرورت نہیں ۔۔۔" میجر پرمود نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے جو بنا بنایا ہو ۔۔۔ اسے بنانے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔

عمران نے بڑے عقیدت مندانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر بڑے اطمینان سے ایک کرسی پر یوں بیٹھ گیا جیسے کسی دوست سے ملنے آیا ہو۔

میجر پرمود بڑے غور سے عمران کو دیکھتا رہا اور پھر وہ بھی ایک طویل سانس لے کر سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"چلو اچھا ہوا کہ تم خود ہی یہاں آگئے ـــــ ورنہ میں سوچ رہا تھا کہ تمہارے فلیٹ پر جا کر تم سے ملاقات کی جائے" ـــــ میجر پرمود نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تمہارے وہاں آنے سے مجھے مالی نقصان اٹھانا پڑتا ـــــ جبکہ یہاں میں فائدے میں رہوں گا" ـــــ عمران نے سنجیدہ انداز میں کہا۔

"مالی نقصان اور فائدہ ـــــ کیا مطلب" ـــــ میجر پرمود نے نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

"وہاں تم آتے تو تمہیں چائے وغیرہ پلانی پڑتی ـــــ اور آجکل کڑکی کا زمانہ ہے ـــــ سلیمان پہلے ہی مہنگائی کا رونا رو رو کر میری جان کھاتا رہتا ہے ـــــ اور یہاں مجھے مفت کی چائے مل جائے گی۔ فائدہ نہ ہوا" ـــــ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور میجر پرمود بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم خاصی دلچسپ باتیں کرتے ہو ـــــ بہرحال اب تم آگئے ہو تو اب یہ بتاؤ کہ وہ لیبارٹری کہاں ہے جہاں پروفیسر بارکی کو رکھا گیا ہے" ـــــ میجر پرمود نے کہا۔

"بارکی! ـــــ یعنی بارکنگ کرنے والا ـــــ مطلب ہے بھونکنے والا۔

ارے باپ رے! ـــــ یہ تم نے کیا کہہ دیا۔ میری تو روح ابھی سے فنا ہونے لگی ہے ـــــ بزرگ کہتے ہیں کہ نجانے بھونکنے والا کب بھونکنا بند کر کے کاٹنا شروع کر دے۔ اس لئے خالی بارکنگ پر اعتبار نہ کرنا" ـــــ عمران نے توبہ کرنے والے انداز میں دونوں کان پکڑتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت خوف و ہراس کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"دیکھو عمران! ـــــ میں نے تمہارے متعلق سب کچھ سنا ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ تم بھی مجھے جانتے ہو ـــــ یہ میرا ریکارڈ ہے کہ میں قدم آگے بڑھا کر کبھی پیچھے نہیں ہٹتا ـــــ پروفیسر بارکی اور اس کا فارمولا میرے ملک کی ملکیت ہے ـــــ تم نے اس کا معاوضہ ادا کیا ہوا ہے مگر وہ اب فارمولے سمیت فرار ہو کر یہاں تمہارے پاس ہے۔ میری تمہاری کوئی دشمنی نہیں ہے ـــــ بہتر یہی ہے کہ تم میرے ساتھ تعاون کرو اور پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت میرے حوالے کر دو۔ ورنہ دوسری صورت میں تمہاری لیبارٹری بھی فنا ہو جائے گی اور تمہارے سائنسدان بھی ـــــ پروفیسر کو تو بہرحال میں لے ہی جاؤں گا" ـــــ میجر پرمود نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کونسا ریکارڈ ہے ـــــ گراموفون والا ـــــ یا کرکٹ والا" ـــــ؟ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم میرا مذاق اڑا رہے ہو ـــــ میں چاہوں تو حلق میں انگلی ڈال کر سب کچھ اگلوا لوں" ـــــ میجر پرمود نے یکلخت بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔

"اچھا واہ! ۔۔۔ بڑا اچھا نسخہ ہے ۔۔۔ پیٹ بھر کر کھایا ۔۔۔ انگلی ڈالی ۔ سب باہر ۔۔۔ پھر کھایا ۔۔۔ پھر انگلی ڈالی ۔۔۔ واہ بہت ہی بہت ۔۔۔ مبارک ہو ۔۔۔" عمران نے یوں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے ۔۔۔ پرمود کا یہ ۔۔۔ بے حد پسند آیا ہو۔

"تمہیں شاید اپنے متعلق ضرورت سے زیادہ ہی غلط فہمی ہو گئی ہے مسخرے آدمی! ۔۔۔ آخری بار کہہ رہا ہوں ۔۔۔ سنجیدہ ہو کر مجھ سے بات کرو۔ ورنہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہو گا اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے" ۔۔۔ میجر پرمود مزید بھڑک اٹھا۔

"زیادہ غصہ دکھانے کی ضرورت نہیں ہے میجر صاحب! ۔۔۔ اگر تم اپنے آدمیوں اور اسلحہ پر اکڑ رہے ہو تو ان کھلونوں سے اب میرے ملک کے بچے کھیلتے ہیں ۔۔۔ اور یہ میں تمہیں الٹی میٹم دے رہا ہوں کہ بارہ گھنٹوں کے اندر اندر اپنے ساتھیوں سمیت میرے ملک سے نکل جاؤ ۔۔۔ ورنہ میں آدھا زمین میں گاڑ کر کتے چھوڑ دوں گا۔ اور یہ رعایت بھی صرف اس لئے ہے کہ تم ابھی اس میدان میں بچے ہو ۔۔۔ ابھی تمہارے کھیلنے کھانے کے دن ہیں" ۔۔۔ عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔ اس کے چہرے سے حماقت کا نقاب یکدم غائب ہو گیا اور میجر پرمود حیرت سے پلکیں جھپکاتا اسے دیکھتا رہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں خود ہی لیبارٹری کا پتہ چلا لوں گا۔ تو بہرحال چھٹی کرو" ۔۔۔ میجر پرمود نے یکلخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ریوالور آ گیا۔ ادھر پرمود کے تین مسلح ساتھیوں نے بھی اپنی مشین گنیں سیدھی کر لیں۔

"سوچ لو ۔۔۔ ابھی بھی موقع ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"سوچ لیا ۔۔۔" پرمود نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ لیکن دوسرے لمحے فائر کے دھماکے کے ساتھ ہی اس کے اپنے حلق سے چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے یکلخت الٹی قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے وہ سائیڈ پر کھڑے ہوئے نوجوان کے ہاتھ سے مشین گن چھین کر سیدھا ہوا اور اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی چیخیں بلند ہوئیں۔

"اس طرح سوچتے ہیں میجر پرمود" ۔۔۔ عمران نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے مشین گن سیدھی کرتے ہوئے زہرخند لہجے میں کہا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ جیسے بجلی چمکی ہو اور سب کچھ بدل گیا ہو۔

پرمود نے جیسے ہی ٹریگر دبایا، عمران کی لات حرکت میں آئی اور سامنے پڑی ہوئی تپائی بجلی کی سی تیزی سے اڑتی ہوئی پرمود کے ریوالور والے ہاتھ سے ٹکرا کر اس کے منہ پر پڑی اور نہ صرف اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا بلکہ وہ تپائی کی زوردار ضرب کی وجہ سے پشت کے بل فرش پر گرا۔ تپائی اچھلنے کے ساتھ ہی عمران نے قلابازی کھائی تھی۔ وہ نوجوان کے ہاتھ سے نہ صرف مشین گن نکلی بلکہ وہ دھکا کھا کر چیختا ہوا منہ کے بل آگے جا گرا۔ اور عمران نے قلابازی کھا کر سیدھا ہو کر فائر کرنے کی بجائے قلابازی کھانے کے دوران ہی مشین گن چلا دی اور باقی دونوں افراد کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکل کر دور جا گریں وہ دونوں

اکٹھے کھڑے ہوئے تھے۔ اس لئے ایک ہی برسٹ ان دونوں کے لئے کافی ہو گیا۔

چنانچہ تیا بائی اچھال کر اور قلابازی کھا کر جب عمران سیدھا ہوا تو ساری سچویشن ہی بدل چکی تھی۔ پرمود پشت کے بل اور توفیق منہ کے بل فرش پر پڑا تھا۔ جب کہ اس کے دونوں مسلح ساتھی ہاتھوں پر گولیاں کھا کر حیرت سے بت بنے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھ رہے تھے۔ عمران نے واقعی جادوگروں جیسا کام کیا تھا۔ اس ساری سچویشن کو بدلنے میں اسے زیادہ سے زیادہ تین سیکنڈ لگے تھے۔ اور اب وہ سب خالی ہاتھ عمران کی مشین گن کی زد میں تھے۔ وہ پلک جھپکنے میں ان سب کو گولیوں سے چھلنی کر سکتا تھا۔

پرمود پلکیں جھپکاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر واقعی حیرت اور تحسین کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس طرح بھی سچویشن بدلی جا سکتی ہے۔ اس کی ساری زندگی اس طرح کی سچویشنز سے گزری تھی لیکن عمران نے جس پھرتی اور مہارت کا مظاہرہ کیا تھا وہ میجر پرمود جیسے شخص کے لئے بھی حیرت انگیز تھا۔

"ویل ڈن۔۔۔ واقعی تم نے کمال کر دیا ہے"۔۔۔ میجر پرمود کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"شکریہ۔۔۔ آداب عرض۔۔۔ بندہ کس قابل ہے۔ بس آپ جیسے قدر شناسوں کی ذرہ نوازی۔۔۔ بلکہ سورج نوازی ہے"۔۔۔ عمران نے خالص لکھنوی انداز میں رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس نے اپنے آپ کو میجر پرمود کے

بجلی سے بھی زیادہ تیز حملے سے بچانے کی کوشش کی لیکن میجر پرمود کے جسم میں بھی بجلیاں بھر گئی تھیں۔ وہ عمران کے اچانک گھومنے کے باوجود مشین گن اس کے ہاتھوں سے جھپٹ کر پچھلی دیوار سے جا لگا تھا اور عمران اپنے خالی ہاتھوں کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی اس کے ہاتھ خالی ہیں۔

"مجھے ساری عمر افسوس رہے گا کہ میں نے تم جیسے پھرتیلے شخص کو گولی مار دی ہے"۔۔۔ میجر پرمود نے کہا۔

"اچھا گولی مارو گے۔۔۔ کمال ہے۔ تمہیں چلانی آ گئی ہے مشین گن"۔ عمران نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے میجر پرمود نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ لیکن مشین گن سے ٹرچ کی آواز سنائی دی۔ اور ٹرچ کی آواز ابھرتے ہی عمران ایک بار پھر فضا میں اچھلا اور دوسرے لمحے حیرت سے مشین گن کو دیکھتا ہوا میجر پرمود چیخ مار کر سائیڈ کے بل دو قدم دور جا گرا مشین گن ایک بار پھر عمران کے ہاتھوں میں تھی۔

"دیکھو۔۔۔ اس طرح چلاتے ہیں مشین گن"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی آوازوں سے وہ دونوں آدمی جو تیزی سے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گنوں کی طرف جھپٹ رہے تھے چیختے ہوئے دیواروں سے جا لگے۔ گولیاں ان کے پیروں کے قریب فرش پر پڑی تھیں۔

اسی لمحے عمران ایک بار پھر اچھلا اور اس بار وہ صفدر کی کرسی کے پیچھے کھڑا تھا۔ دوسرے لمحے کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی کرسی

کے بازوؤں پر موجود لوہے کی پتیاں غائب ہوگئیں اور صفدر بجلی کی سی
تیزی سے اچھلا اور اس نے قریب پڑی ہوئی ایک مشین گن اٹھالی،
اور تیزی سے پیچھے ہٹتا گیا۔

"کیا تم جادوگر ہو ---- ؟ میری باری مشین گن کیوں نہیں چلی" ---
پرمود نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میجر پرمود ! ---- انسانی ذہن سے بڑا جادو اور کوئی نہیں ہوتا۔
مجھے معلوم تھا کہ جیسے ہی میں شکریہ ادا کرنے کے لئے جھکوں گا۔ تم
نے مجھ سے مشین گن چھیننی ہے ---- تمہاری پھرتی واقعی قابل داد
ہے۔ لیکن میں نے سیفٹی کیچ چڑھا دیا تھا۔ اس لئے جب تم نے فائر
کیا تو سیفٹی کیچ چڑھا ہونے کی وجہ سے خالی ٹرچ کی آواز نکلی اور اس
آواز نے تمہیں ایک لمحے کے لئے بوکھلا دیا ---- چنانچہ دوسرا لمحہ
میرا تھا اور ظاہر ہے سیفٹی کیچ ہٹانے میں دیر تو نہیں لگتی" ---- عمران
نے مسکراتے ہوئے وضاحت کی۔

"تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو ---- میرے تصور سے بھی زیادہ
حیرت انگیز" ---- پرمود نے کہا۔

"اچھا اب ہم چلتے ہیں ---- بارہ گھنٹوں کی مہلت آخری ہوگی۔
یہ سوچ لو" ---- عمران نے صفدر کو باہر جانے کا اشارہ کیا اور
وہ دونوں تیزی سے باہر نکلے اور دوسرے لمحے دروازہ باہر سے
بند ہوگیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی میجر پرمود اور توفیق دونوں انتہائی تیزی سے
دروازے کی طرف بڑھے۔ ابھی لمحے باہر سے چیخوں کی آوازیں سنائی

دیں۔ توفیق نے جیب سے ماسٹر کی نکالی اور دروازہ کھول کر وہ دونوں
باہر آگئے۔

عمران اور صفدر پورچ میں کھڑی کار سمیت پھاٹک سے باہر جا رہے
تھے۔ پھاٹک کھلا ہوا تھا اور کار میجر پرمود اور توفیق کے سامنے ہی سڑک پر
مڑی تھی۔ برآمدے کے پاس ہی ان کے دو ساتھی اوندھے منہ گھاس پر
پڑے ہوئے تھے۔ ان کے سروں پر گومڑ سے ابھرے ہوتے تھے۔
توفیق جلدی سے ان کی طرف بڑھا جب کہ میجر پرمود ہونٹ بھینچتا
ہوا واپس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے وہ دو ساتھی جو کمرے کے
اندر تھے منہ لٹکائے باہر نکل رہے تھے۔ پرمود انہیں نظرانداز کرتا ہوا
کمرے میں داخل ہوا۔ یہ کمرہ دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ پرمود نے
میز کے پیچھے رکھی ہوئی ریوالونگ چیئر گھمائی اور پھر اس پر بیٹھ کر اس
نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے سپیشل ٹرانسمیٹر نکال کر
میز پر رکھ دیا۔ ابھی وہ دراز بند کر ہی رہا تھا کہ توفیق اندر داخل ہوا۔

"انہیں ہوش آگیا ہے" ---- ؟ میجر پرمود نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے پوچھا۔

"ہاں ! ---- میں نے ان سے پوچھا کہ جب اندر فائرنگ ہو رہی تھی
تو وہ اندر کیوں نہیں آئے ---- تو انہوں نے بتایا کہ وہ یہی سمجھے تھے کہ
فائرنگ ہمارے ساتھی ہی کر رہے ہیں اس لئے وہ مطمئن کھڑے
رہے ---- پھر اچانک ان کے سروں پر ضربیں لگیں اور وہ ڈھیر ہوگئے"
توفیق نے میز کے سامنے بیٹھتے ہوئے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

"ان کا قصور نہیں ہے توفیق ! ---- ساری صورت حال ہی حیرت انگیز

رہی ہے ——— وہ بھلا کیسے سوچ سکتے تھے کہ مشین گنوں سے مسلح تین افراد اندر ہوں ——— میجر پرمود بھی اندر ہو ——— ایک آدمی کرسی میں جکڑا ہوا ہو اور دوسرا بغیر ہتھیار کے ہو ——— اور پھر بھی سچوئیشن بدل جائے ——— مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا کہ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے" میجر پرمود نے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی سیٹ کرتے ہوئے کہا۔

"ویسے میجر! ——— یہ عمران کم از کم انسان نہیں ہو سکتا ——— یہ یقیناً کوئی بد روح ہے" ——— توفیق نے ایسے انداز میں کہا جیسے اُسے اپنی بات پر پورا یقین ہو۔

"کرنل ڈی کا اندازہ درست تھا ——— ہم نے واقعی اُسے غلط سمجھا تھا۔ لیکن اب میں اس کی ٹائپ سمجھ گیا ہوں ——— اب تم دیکھنا کہ میجر پرمود اس کا کیا حشر کرتا ہے" ——— میجر پرمود نے سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے فریکوئنسی سیٹ کر کے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— زیرو زیرو ناٹ کالنگ سی ٹی۔ اوور" ——— پرمود نے ٹرانسمیٹر آن کر کے بار بار فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

لیکن کافی دیر تک کوشش کرنے کے باوجود دوسری طرف سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ پرمود کے چہرے پر تشویش کے آثار اُبھر آئے۔

"یہ سی ٹی جواب کیوں نہیں دے رہا" ——— میجر پرمود نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ کسی ایسی جگہ مصروف ہو جہاں اس کے پاس سپیشل زیرو ٹرانسمیٹر نہ ہو" ——— توفیق نے کہا اور میجر پرمود نے ہونٹ کاٹتے ہوئے میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر لیڈی

طاہرہ کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ دو تین بار گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"کون" ——— ؟ لیڈی طاہرہ کی محتاط آواز سنائی دی۔

"زیرو زیرو ناٹ" ——— پرمود نے اپنا کوڈ دوہراتے ہوئے کہا۔

"اوہ میجر! ——— ہم تمہاری کال کے انتہائی بے چینی سے منتظر تھے" لیڈی طاہرہ نے یکلخت پُرجوش انداز میں کہا۔

"ہم سے کیا مطلب ——— ؟" میجر پرمود نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کیپٹن طارق بھی میرے پاس موجود ہے ——— اور میجر! ——— کیپٹن طارق نے حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا ہے ——— وہ لیبارٹری سے پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت نکال لایا ہے اور پروفیسر بارکی اس وقت کمرے میں بیہوش پڑا ہوا ہے" ——— لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"کیا کہہ رہی ہو ——— پروفیسر بارکی کو لیبارٹری سے نکال لیا گیا ہے"۔ میجر پرمود لیڈی طاہرہ کی بات سُن کر بُری طرح اچھل پڑا۔

"ہاں میجر! ——— تم خود کیپٹن طارق سے بات کر لو" ——— لیڈی طاہرہ نے کہا اور دوسرے لمحے رسیور پر کیپٹن طارق کی آواز اُبھری۔

"میجر! ——— میں سی ٹی بول رہا ہوں" ——— کیپٹن طارق کے لہجے میں بے پناہ جوش تھا۔

"کیا طاہرہ سچ کہہ رہی ہے ——— ؟" میجر پرمود نے یقین نہ آنے والے لہجے میں پوچھا۔

"یس میجر! ——— پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت میں اُڑا لایا ہوں۔ اور کسی کو علم نہیں کہ وہ ہمارے پاس ہے" ——— کیپٹن طارق نے کہا۔

"تفصیل بتاؤ" ــــــ میجر پرمود نے پوچھا۔

اور پھر کیپٹن طارق نے شروع سے لے کر آخر تک ساری کہانی پوری تفصیل سے سنادی۔

"اوہ! ــــ واقعی تم نے حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا ہے ــــ میجر صولت کے میک اپ کی وجہ سے سب کچھ ممکن ہوا ہے۔ لیکن اب ملٹری انٹیلی جنس کے ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس بھی حرکت میں آ جائے گی ــــ اور لیڈی طاہرہ کی رہائش گاہ سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ چکی ہے ــــ ہمیں بھی وہاں سے نکلتے ہوئے چیک کیا گیا تھا ــــ اس لئے تم ایسا کرو کہ فوراً پروفیسر بارکی کو وہاں سے نکال کر سیدھے افشاں کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں پہنچا دو ــــ اس کوٹھی میں دو افراد موجود ہیں ــــ انہیں زیرو زیرو نائن کا کوڈ بتا دینا ــــ وہاں سے پروفیسر بارکی کو بلگارنیہ لے جانے کے پورے انتظامات پہلے سے تیار کر لئے گئے تھے ــــ رات کو کسی وقت بھی اسے بلگارنیہ پہنچا دیا جائے گا ــــ اور سنو! ــــ لیڈی طاہرہ کو ساتھ لے جانا ــــ ورنہ وہ لوگ اس پر بھوکے کتوں کی طرح ٹوٹ پڑیں گے ــــ اور سنو! ــــ پہلے اپنی نگرانی کو اچھی طرح چیک کر لینا۔ ہر طرح سے ــــ میں پندرہ منٹ بعد وہاں فون کر کے پوچھ لونگا۔ اس کے بعد میں حرکت میں آؤں گا ــــ سب کام انتہائی احتیاط سے کرنا ــــ بے حد ہوشیاری سے" ــــ میجر پرمود نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میجر! ــــ ایسا ہی ہوگا" ــــ کیپٹن طارق نے

بااعتماد لہجے میں کہا۔

"انتہائی احتیاط سے ــــ انتہائی احتیاط سے ــــ فوراً حرکت
ں آجاؤ۔ فوراً" ــــ میجر پرمود نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کا
ہرہ مسرت سے کھلا پڑ رہا تھا۔

"کمال ہے ــــ کیپٹن طارق نے واقعی کارنامہ انجام دیا ہے۔
ں پروفیسر بارکی کو سرحد پار پہنچا لوں ــــ پھر عمران کو بتاؤں گا کہ کام
ں طرح ہوتا ہے" ــــ میجر پرمود نے مسرت آمیز اور فاتحانہ انداز
ں کہا اور توفیق نے سر ہلا دیا۔ اب اس کا چہرہ بھی مسرت سے
ل اٹھا تھا۔

انہوں نے واقعی بازی جیت لی تھی۔ اور توفیق جانتا تھا کہ اگر
پروفیسر بارکی اس کوٹھی تک پہنچ گیا تو پھر آگے اسے کوئی نہ روک
ے گا۔

کرنل اسلم کا چہرہ غصے کی شدت اور جھنجھلاہٹ سے سرخ ہو چکا تھا۔ میجر صولت کی تباہ شدہ جیپ کا ملبہ اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔ میجر صولت کی یونیفارم کے ستارے جلنے کے باوجود صحیح سالم موجود تھے۔ جیپ کا ملبہ اس طرح پھیلا ہوا تھا جیسے اسے طاقتور بم سے اڑا دیا گیا ہو۔ ملٹری سپیشل ایجنسی کے دس افراد جیپ کے گرد موجود تھے۔ ڈیفنس کونسل کا سیکرٹری بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ اور سپیشل ڈیفنس لیبارٹری سے میجر جمال کو بھی بلا لیا گیا تھا۔ جیپ کے ملبے سے کوئی لاش وغیرہ برآمد نہ ہوئی تھی۔

"یہ کوئی سازش ہے کرنل! — آپ نے میجر صولت کو اس طرح پروفیسر بارکی کو لیبارٹری سے لے جانے کی اجازت کیوں دی" —— ڈیفنس کونسل کے سیکرٹری نے دانت پیستے ہوئے کرنل اسلم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"میجر صولت ایجنسی کا سب سے با اعتماد آدمی تھا جناب! — اور مجھے اب بھی یقین ہے کہ میجر صولت کے ساتھ کوئی واردات ہوئی ہے" کرنل اسلم نے جواب دیا۔

"آپ اپنے آپ کو ذمہ دار ہی نہیں سمجھتے — آپ نے غیر ذمہ داری کی انتہا کر دی ہے — کرنل صاحب — آپ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ پروفیسر بارکی کس قدر اہمیت رکھتے ہیں اور آپ نے ذرہ برابر بھی پرواہ نہ کی" —— ڈیفنس کونسل کے سیکرٹری نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ آگ بنا ہوا تھا۔ سپیشل ایجنسی نہ صرف اس کے دائرہ اختیار میں تھی بلکہ اس نے ہی اس کے قیام کی تجویز بھی صدر مملکت سے منظور کرائی تھی۔ اور پھر کرنل اسلم کا انتخاب بھی اس نے خود کیا تھا۔ کرنل اسلم اس کا دور کا رشتہ دار تھا۔ سیکرٹ سروس کی ذمہ داری کا مسئلہ بھی اس نے صدر مملکت سے کہہ کر ختم کرایا تھا۔ اس نے صدر مملکت کو یقین دلایا تھا کہ سیکرٹ سروس کی ضرورت نہیں ہے ادھر ایکسٹو نے بھی اس کام میں زیادہ دلچسپی نہ لی تھی اس لئے صدر مملکت نے سیکرٹ سروس کی ذمہ داری ختم کر کے دوبارہ سپیشل ایجنسی کو ذمہ داری سونپ دی تھی۔ اور اب یہ صورت حال سامنے تھی۔ سیکرٹری کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اپنا سر پیٹ لے۔ اپنے بال نوچ لے۔ اب وہ صدر مملکت کو کیا جواب دے گا۔ اسے اب خود اپنی سیٹ کی فکر پڑ گئی تھی۔

"آپ فکر نہ کریں جناب! — میں پروفیسر بارکی کو ڈھونڈ نکالوں گا" کرنل اسلم نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"خاک ڈھونڈ نکالو گے" ۔۔۔ سیکرٹری نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا اور وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف لپکا جس میں ایمرجنسی ٹرانسمیٹر نصب تھا۔ وہ فوری طور پر صدر مملکت سے بات کرنا چاہتا تھا تاکہ کسی اور ذریعے سے صدر مملکت تک بات نہ پہنچے۔ ورنہ ہو سکتا تھا کہ صدر مملکت اسے ہی معطل کر دیں۔ اس نے ہاتھ اندر کر کے ٹرانسمیٹر کا مائیک باہر نکالا اور جلدی سے مائیک کے ساتھ ہی لگے ہوئے میڈ پر ٹاپ سپیشل فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ راحت سیکرٹری ڈیفنس کونسل کالنگ پریذیڈنٹ۔ اٹ از ٹاپ ایمرجنسی۔ اوور" ۔۔۔ فریکوئنسی سیٹ کر کے سیکرٹری نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"کیا معاملہ ہے ۔۔۔ میں پرسنل سیکرٹری بول رہا ہوں ۔۔۔ صدر مملکت اہم میٹنگ میں مصروف ہیں۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے صدر کے پرسنل سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"موسٹ ایمرجنسی ہے۔ فوراً صدر صاحب سے بات کرائیں ۔۔۔ پروفیسر بارکی کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اوور" ۔۔۔ سیکرٹری نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ پروفیسر بارکی کو اغوا کر لیا گیا ہے ۔۔۔ میں رابطہ کراتا ہوں اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہیلو ۔۔۔ پریذیڈنٹ اٹنڈنگ۔ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد صدر مملکت کی بھاری آواز سنائی دی اور سیکرٹری نے حتی الوسع اپنے آپ کو اد

کرنل اسلم کو بچانے کی کوشش کرتے ہوئے پروفیسر بارکی کے اغوا اور جیپ کی تباہی کی کہانی مروڑ تروڑ کر بیان کر دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ سپیشل ایجنسی واقعی احمقوں کا ٹولہ ہے میں پوری ایجنسی کو معطل کر رہا ہوں ۔۔۔ وہ سب ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو رپورٹ کریں ۔۔۔ کرنل اسلم تا حکم ثانی ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر میں پابند رہیں گے ۔۔۔ اور کیس میں سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر کر رہا ہوں۔ اوور" ۔۔۔ صدر مملکت نے انتہائی غصیلے انداز میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر! ۔۔۔ حکم کی تعمیل ہوگی سر۔ اوور" ۔۔۔ سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سیکرٹری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے دل میں مسرت کی ایک لہر سی چلنے لگی تھی۔ اسے دراصل خطرہ تھا کہ کہیں صدر مملکت غصے میں آکر اسے بھی ساتھ ہی معطل نہ کر دیں۔ لیکن انہوں نے صرف سپیشل ایجنسی کی معطلی تک ہی معاملہ محدود رکھا تھا اس طرح وہ خود بچ گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے کرنل اسلم اور ایجنسی کے باقی افراد کو صدر مملکت کے احکامات بتا دیئے۔

"یہاں موقع پر ایک آدمی تو رہ جائے" ۔۔۔ کرنل اسلم نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"کوئی ضرورت نہیں ۔۔۔ سیکرٹ سروس والے خود ہی سنبھال لیں گے" ۔۔۔ سیکرٹری نے کہا اور وہ سب منہ لٹکائے اپنی جیپوں میں بیٹھ کر ملٹری انٹیلی جنس کے دفتر کی طرف چل دیئے۔

کرنل اسلم اپنی کار چلاتا ہوا ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ اس کا ذہن زلزلے کی زد میں آیا ہوا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف اس کا بدترین مخالف ہے۔ وہ اُسے جی بھر کر ذلیل کرے گا۔ کوئی موقع نہ چھوڑے گا۔ لیکن معاملہ ہی ایسا بن گیا تھا کہ صورت حال اس کے کنٹرول سے باہر ہو گئی تھی اُسے بار بار میجر صولت کا خیال آ رہا تھا جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا تھا۔ اُسے اب تک یقین نہ آ رہا تھا کہ میجر صولت اس قسم کی حرکت کر سکتا ہے۔

یہی سوچتے ہوئے اس نے جیسے ہی کار ایک موڑ پر سے دائیں طرف موڑی اس کی نظریں پاس سے گذرتی ہوئی ایک سرخ رنگ کی کار پر پڑیں اور دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک چھناکا سا ہوا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر جو لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اس کا چہرہ اُسے مانوس سا لگا۔ اس نے کار آہستہ کر لی۔ اور پھر اُسے یاد آ گیا کہ اس لڑکی کا نام رضیہ ہے اور یہ بلگارنیہ کی ایجنٹ ہے۔ اس کی فائل اس نے دیکھی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ہی اُسے یاد آ گیا کہ رضیہ کو بلگارنیہ اور پاکیشیا کی سرحد پر پکڑا گیا ——— اور ملٹری انٹیلی جنس کے ایک خفیہ اڈے پر لے جایا گیا تو وہاں ایک مشکوک آدمی بھی پکڑا گیا جو کہ پاکیشیا فوج کے کیپٹن کی یونیفارم میں تھا۔ میجر صولت ان دنوں وہیں تھا اور پھر میجر صولت اس لڑکی اور اس مشکوک آدمی کو ساتھ لے کر سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر آ رہا تھا کہ جیپ کے ایکسیڈنٹ میں وہ مشکوک آدمی ختم ہو گیا۔ رضیہ فرار ہو گئی اور میجر صولت معمولی سا زخمی ہو کر واپس آ گیا۔ اس کے بعد اس نے بے حد کوشش کی۔ لیکن اس لڑکی کا پتہ نہ چل سکا اور آج وہی لڑکی اسے کار میں جاتی دکھائی دے گئی تھی۔ عام حالات میں وہ شاید اتنا خیال نہ کرتا۔ لیکن میجر صولت کے موجودہ واقعہ کی وجہ سے ساری بات اس کے ذہن میں آ گئی۔ وہ سرخ رنگ کی کار مخالف سمت میں چلی گئی تھی۔ لیکن کرنل اسلم جانتا تھا کہ سڑک دو میل تک سیدھی جا کر اس کے بعد افشاں کالونی میں پہنچ جاتی ہے۔ یہ لڑکی لازماً افشاں کالونی میں جا رہی ہو گی۔

چنانچہ اس نے کار کو انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھایا اور پھر ایک کچے راستے پر اس نے کار ڈال دی۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ کچا راستہ جو نہر کے ساتھ ساتھ چلا جاتا تھا افشاں کالونی تک پہنچ جاتا ہے اور فاصلہ بھی کم پڑتا ہے۔ اس طرح وہ اس لڑکی سے پہلے افشاں کالونی پہنچ جائے گا۔ وہ کار بھگاتا ہوا افشاں کالونی کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ہر صورت میں اس لڑکی کو گرفتار کر کے ساتھ لے جائے گا تاکہ کچھ تو اس کی بچت ہو جائے

تھوڑی دیر بعد ایک پل کراس کر کے وہ افشاں کالونی میں داخل ہو گیا۔ پھر افشاں کالونی کے پہلے چوک پر پہنچ کر اس نے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔

تھوڑی ہی دیر بعد اُسے دُور سے سرخ رنگ کی کار آتی دکھائی دی۔ اور پھر کار اس کے سامنے سے گذر کر آگے بڑھ گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر وہ لڑکی تھی۔ اس بار کرنل اسلم نے اسے غور سے دیکھا تھا اب اُسے یقین ہو گیا تھا۔ ابھی وہ اس کے پیچھے کار نکالنے ہی والا تھا کہ سرخ

رنگ کی کار ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ لڑکی نے
ہارن بجایا تو چھوٹی کھڑکی میں سے ایک نوجوان باہر نکلا۔ لڑکی نے اس
سے کوئی بات کی اور پھر وہ نوجوان واپس غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد
پھاٹک کھل گیا۔ اور لڑکی کار اندر لے گئی۔ پھاٹک بند ہو گیا۔

کرنل اسلم نے کار آگے بڑھائی اور پھر وہ اس کوٹھی کے گیٹ
کے سامنے گذرا تو وہ بری طرح چونک پڑا۔ گیٹ پر بلگارنیہ کا مخصوص
نشان موجود تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ یہ کوٹھی بلگارنیہ کے سفارت خانے
سے متعلق ہے۔ اس لئے اس کوٹھی کو سفارت خانے کا تحفظ حاصل
ہوگا۔ ایسی صورت میں کرنل اسلم بغیر کسی اتھارٹی کے اندر نہ جا سکتا تھا۔ وہ
کار آگے لے گیا اور پھر اس نے اسے موڑ کر کچھ فاصلے پر لے جا کر ایک
سائیڈ میں روک دیا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا کہ ملٹری انٹیلی جنس
کے چیف سے بات کرے۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ ملٹری انٹیلی جنس کا
چیف نے اول تو اس کی بات نہیں ماننی اور اگر مان بھی لی تو پھر سارا
کریڈٹ وہ خود لے جائے گا۔ چنانچہ اس نے سیکرٹری راحت کو فون
کرنے کا سوچا۔ وہ کار واپس لے جا کر ایک کیفے کے پاس پہنچا۔ کار
روک کر وہ نیچے اترا۔ اور کیفے میں داخل ہو کر سیدھا کاؤنٹر کی طرف
بڑھ گیا۔ چونکہ وہ فوجی یونیفارم میں تھا اس لئے کاؤنٹر پر کھڑا نوجوان
اسے دیکھتے ہی نہ صرف چونک پڑا بلکہ اس نے بڑے مودبانہ انداز
میں اسے سلام کیا۔

"ایک فون کرنا ہے" ___ کرنل اسلم نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ___ ضرور کریں سر" ___ نوجوان نے انتہائی مودبانہ لہجے

میں کہا اور ٹیلیفون سیٹ اس کی طرف کر دیا۔

"آپ ذرا دوسری طرف چلے جائیں ___ اٹ از سیکرٹ" ___
کرنل اسلم نے رسیور اٹھاتے ہوئے کاؤنٹر مین سے کہا اور کاؤنٹر مین
سر ہلاتا ہوا کاؤنٹر سے نکل کر ایک طرف چلا گیا۔ کیفے ویسے بھی تقریباً
خالی پڑا ہوا تھا۔ اکا دکا گاہک دور کی میزوں پر بیٹھے نظر آ رہے تھے۔
کرنل اسلم نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر تیزی سے سیکرٹری
ڈیفنس کونسل کے نمبر گھما دیئے۔ لیکن دفتر سے اطلاع ملی کہ وہ اپنی
رہائش پر چلے گئے ہیں تو کرنل اسلم نے رہائش گاہ کے نمبر ڈائل کئے۔

"ہیلو" ___ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔ یہ کسی ملازم
کی آواز تھی۔

"سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں ___ میں کرنل اسلم بول رہا ہوں"۔
کرنل اسلم نے کہا۔

"یس سر ___ ہولڈ کیجئے" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر
چند لمحوں بعد سیکرٹری کی آواز گونجی۔

"یس راحت سپیکنگ" ___ سیکرٹری کے لہجے میں حیرت تھی۔

"سر ___ میں کرنل اسلم بول رہا ہوں" ___ کرنل اسلم نے کہا اور پھر
اس نے لڑکی کے بلگارنیہ اور پاکیشیا کی سرحد پر پکڑے جانے سے اب
اس کا بلگارنیہ سفارت خانے کی کوٹھی میں داخل ہونے تک کی پوری
تفصیل بتا دی۔

"تم ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو فون کر دو ___ وہ انتظام کر دے
گا" ___ سیکرٹری نے کہا۔

"سر! ۔۔۔ ایک تو وہ مجھ سے خار کھاتا ہے ۔۔۔ دوسری بات یہ کہ اگر یہ لڑکی پکڑی گئی تو میرا کریڈٹ بن جائے گا ۔۔۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے سر! ۔۔۔ کہ میجر صولت کی وجہ سے یہ لڑکی موجودہ واقعہ سے بھی ملوث ہو" ۔۔۔ کرنل اسلم نے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ۔۔۔ بالکل ایسا ہو سکتا ہے ۔۔۔ پھر اب کیا کیا جائے" ۔۔۔ سیکرٹری راحت نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"سر! ۔۔۔ ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر سے میری ایجنسی کے افراد کو یہاں بھیج دیں ۔۔۔ اور سفارت خانے میں چھاپے کا اتھارٹی لیٹر بھی منوالیں" ۔۔۔ کرنل اسلم نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں فون کر دیتا ہوں ۔۔۔ تمہارے آدمی پہنچ جائیں گے ۔۔۔ اور اتھارٹی لیٹر لے کر میں خود آ رہا ہوں ۔۔۔ میں خود اس ریڈ میں شریک ہوں گا ۔۔۔ انتظار کرو" ۔۔۔ سیکرٹری راحت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

کرنل اسلم نے سر ہلاتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کیبن سے باہر آ گیا۔ دور سے اسے وہ کوٹھی نظر آ رہی تھی جس میں لڑکی گئی تھی۔ اس کا پھاٹک بدستور بند تھا۔ کرنل اسلم ایک ستون کی سائیڈ میں اس طرح کھڑا ہو گیا کہ اگر کوٹھی کے اندر سے کوئی نکلے تو اس کی نظر اس پر نہ پڑ سکے۔ البتہ وہ خود کوٹھی کو چیک کر رہا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ اس کے آدمی پہنچتے، ایک ٹیکسی اس کوٹھی کے گیٹ کے سامنے آ کر رکی اور اس میں سے ایک نوجوان باہر نکلا۔ ٹیکسی اسے وہاں چھوڑ کر آگے چلی گئی۔ نوجوان نے کال بیل کا بٹن

وہ بڑے چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ مشکوک آدمی ہے اور اسی لمحے کرنل اسلم کو ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔ نوجوان کا قد و قامت بالکل میجر صولت جیسا تھا حتیٰ کہ بالوں کا رنگ اور سٹائل بھی وہی تھا لیکن لباس اور شکل و صورت بدلی ہوئی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ نوجوان بھی کوٹھی کے اندر چلا گیا۔

اسی لمحے دو جیپیں کیبن کے سامنے آ کر رکیں۔ یہ سپیشل ملٹری ایجنسی کے افراد تھے۔ کرنل اسلم آگے بڑھا اور اس نے انہیں کوٹھی کو چاروں طرف سے گھیر لینے کی ہدایات دیں اور وہ سب لوگ ایک ایک کر کے کوٹھی کی طرف چل پڑے۔ صرف دو میجر اس کے پاس رک گئے۔

تھوڑی دیر بعد سیکرٹری کی کار بھی وہاں پہنچ گئی۔ کرنل اسلم نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا اور پھر اس نے وہ کوٹھی دکھائی۔

"کیا اس پر ریڈ کرو گے ۔۔۔ یا سرکاری طور پر اندر جائیں" ۔۔۔ سیکرٹری راحت نے بڑے پرجوش انداز میں پوچھا۔ وہ بھی شاید اب اپنے آپ کو سیکرٹ ایجنٹ تصور کر رہا تھا۔

"سر ۔۔۔ سفارت خانے کا مسئلہ ہے اس لئے ہمیں سرکاری طور پر اندر جانا ہو گا ۔۔۔ باقی آدمی ہم نے کوٹھی کے گرد پھیلا دیئے ہیں اندر سے کوئی باہر نہ جا سکے گا" ۔۔۔ کرنل اسلم نے کہا۔

"ٹھیک ہے چلو" ۔۔۔ سیکرٹری راحت نے کہا اور کرنل اسلم کے اشارے پر دونوں میجر جو مشین گنوں سے مسلح تھے ان کے پیچھے چلے اور وہ سیدھے پھاٹک پر پہنچ گئے۔

کرنل اسلم نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی اور اس وقت تک

نہ ہٹائی جب تک کہ کھڑکی کھل کر ایک نوجوان نے باہر نہ جھانکا۔ کرنل
اسلم نے کھڑکی سے سر نکلتے ہی اُسے زور سے دھکیلا اور پھر وہ سب
ایک ایک کر کے اندر داخل ہو گئے۔ وہ نوجوان دھکا کھا کر زمین پر گر گیا۔
ان سب کے اندر داخل ہوتے ہی وہ تیزی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔
"خبردار! — اگر آواز نکالی" — کرنل اسلم نے غراتے ہوئے کہا
اور پھر وہ اُسے مشین گنوں کی زد میں لیے تیزی سے برآمدے میں پہنچ گئے
جیسے ہی وہ برآمدے میں پہنچے۔ اسی لمحے ایک آدمی راہداری سے
باہر نکلا۔ مگر ایک میجر نے اُسے گھیر لیا۔
"خبردار! — ہمارا تعلق سپیشل ایجنسی سے ہے" — کرنل اسلم
نے چیختے ہوئے کہا۔
"یہ سفارت خانے کی کوٹھی ہے — آپ اندر نہیں آ سکتے" —
راہداری سے آنے والے آدمی نے چیختے ہوئے کہا۔ مگر کرنل اسلم نے اس
کے منہ پر زوردار تھپڑ مارا اور پھر وہ تیزی سے اندر راہداری کی طرف بڑھا
اُسی لمحے وہ لڑکی ایک کمرے سے نکلتی دکھائی دی۔
"خبردار" — کرنل اسلم نے چیختے ہوئے کہا اور ریوالور کا رُخ اس
لڑکی کی طرف کر دیا۔ لڑکی ٹھٹھک کر رُک گئی۔
"کون ہو تم" — ؟ لڑکی نے کہا۔
"ہاتھ اٹھا لو۔ ورنہ" — کرنل اسلم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریڈ کاشن کا بٹن دبا دیا۔ یہ باہر موجود مسلح
افراد کو اندر بلانے کا کاشن تھا۔ دونوں افراد کے ہاتھوں میں میجروں نے
کلپ ہتھکڑیاں ڈال دی تھیں۔ اور لڑکی کو کرنل اسلم نے کور کر رکھا تھا۔

میجروں کی مشین گنوں کا رُخ بھی لڑکی کی طرف ہی تھا۔ لڑکی نے ہونٹ
بھینچ لیے۔
"اس نوجوان کو دیکھو! — پوری کوٹھی کی تلاشی لو" — کرنل اسلم
نے چیخ کر کہا۔
"آخر یہ کیا ہو رہا ہے" — لڑکی نے اس بار چیختے ہوئے کہا۔
"خاموش رہو! — یہ سرکاری مسئلہ ہے" — اس بار سیکرٹری
راحت نے اپنا غصہ دکھایا۔ وہ ابھی تک خاموش کھڑا تھا۔ کیونکہ اس قسم
کے چھاپے میں شمولیت کا اس کا پہلا موقع تھا۔ اب باہر موجود افراد بھی
اندر آ گئے اور وہ سب کوٹھی میں پھیل گئے۔
"یہی لڑکی ہے وہ" — ؟ سیکرٹری راحت نے کرنل اسلم سے
مخاطب ہو کر پوچھا۔
"جی ہاں! — یہی ہے" — کرنل اسلم نے تیز لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"سر! — پوری کوٹھی خالی ہے — اور کوئی آدمی اندر نہیں ہے"۔
ایک میجر نے واپس آ کر کہا
"یہ کیسے ہو سکتا ہے — وہ نوجوان کہاں ہے جو میرے سامنے
آیا تھا — ضرور اس کوٹھی میں کوئی خفیہ تہہ خانہ ہے — تلاش
کرو — اور اگر وہ نوجوان کوئی غلط حرکت کرے تو گولی مار دینا" —
کرنل اسلم نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس کے اشارے پر ایک آدمی نے
آگے بڑھ کر اس لڑکی کے ہاتھوں میں بھی زبردستی ہتھکڑی ڈال دی۔
"تمہیں بھگتنا پڑے گا — اس کوٹھی کو سفارتی تحفظ حاصل ہے

لڑکی نے چیختے ہوئے کہا۔

"بھگت لوں گا" ۔۔۔ کرنل اسلم نے کہا اسی لمحے اسے کوٹھی کے اندر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور وہ چونک پڑا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ۔۔۔ فائرنگ کیسی ہے" ۔۔۔ سیکرٹری راحت بھی فائرنگ کی آوازیں سن کر چونک پڑا۔

"اس نوجوان سے ٹکراؤ ہو گیا ہو گا" ۔۔۔ کرنل اسلم نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب ایجنسی کے افراد واپس آئے تو کرنل اسلم اس بری طرح اچھلا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ہالی جمپ کے ورلڈ مقابلے میں حصہ لے رہا ہو۔ کیونکہ ایک آدمی کے کاندھے پر پروفیسر بارکی لدا ہوا تھا جبکہ دو آدمیوں نے اس نوجوان کو پکڑا ہوا تھا۔ اس کی ٹانگوں میں گولیاں لگی تھیں۔

"سر! ۔۔۔ یہ تہہ خانے میں چھپا ہوا تھا۔ اس نے ہمارا ایک آدمی زخمی کر دیا ہے ۔۔۔ وہاں تہہ خانے میں یہ بوڑھا بھی ایک بیڈ پر بیہوش پڑا ہوا تھا" ۔۔۔ ایک میجر نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ اوہ سر! ۔۔۔ یہ پروفیسر بارکی ہے ۔۔۔ پروفیسر بارکی مل گیا ہے سر ۔۔۔ زندہ باد" ۔۔۔ کرنل اسلم خوشی کے مارے ناچنے لگا۔

"واقعی کمال ہے ۔۔۔ اوہ ویری گڈ! ۔۔۔ اب میں صدر مملکت کو بتاؤں کہ میری قائم کردہ سپیشل ایجنسی کس طرح کام کرتی ہے" ۔۔۔ سیکرٹری راحت نے کہا اور تیزی سے باہر کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ شاید اپنی کار کی طرف جا رہا تھا تاکہ ٹرانسمیٹر پر صدر مملکت کو خوشخبری خود سنائے۔ اور ایجنسی کے افراد سیکرٹری کو اس طرح بچوں کی طرح دوڑتے دیکھ کر حیران ہو رہے تھے

"آپ میجر پرمود کو پہلے سے جانتے تھے" ۔۔۔ صفدر نے کوٹھی سے باہر نکل کر پہلے چوک پر کھڑی عمران کی کار تک پہنچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! ۔۔۔ میں نے اس کی فائل دانش منزل کی لائبریری دیکھی تھی۔ ور خوش قسمتی سے وہ میک اپ میں نہ تھا ۔۔۔ انتہائی تیز طرار اور عیار ایجنٹ ہے" ۔۔۔ عمران نے کار کے رکتے ہی نیچے اترتے ہوئے کہا۔ وہ صفدر کی کار میں کوٹھی سے باہر نکلے تھے۔

"اب کیا پروگرام ہے" ۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"تم اس وقت تک اپنی کار سمیت یہیں رہو ۔۔۔ جب تک ایکسٹو کسی اور ممبر کو نہ بھیج دے ۔۔۔ میں جا کر ایکسٹو کو تفصیلات بتاتا ہوں۔ لیکن میجر پرمود تمہیں اور تمہاری کار کو اچھی طرح پہچانتا ہے اس لئے اگر س کا تعاقب بھی کرنا پڑے تو انتہائی احتیاط سے کرنا ۔۔۔ دوسرے

ممبرز کو چونکہ وہ نہیں جانتا اس لئے ان کے آنے کے بعد آسانی رہے گی ــــ بہرحال اسے کسی صورت میں بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونا چاہیئے" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں صفدر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی اس طرح سنجیدگی بتا رہی ہے کہ آپ اسے بے حد اہمیت دے رہے ہیں ــــ اگر ایسی بات تھی تو انہیں اس طرح چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی" ــــ صفدر نے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنی حسرتیں نکال لے ــــ کم از کم اُسے کوئی گلہ نہیں رہے گا کہ اُسے کھل کھیلنے کا موقع نہیں ملا" ــــ عمران نے لاپرواہ سے لہجے میں جواب دیا اور تیزی سے اپنی کار میں بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

دانش منزل پہنچ کر عمران نے کار روکی اور پھر نیچے اُتر کر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم میں داخل ہو گیا۔

"عمران صاحب ــــ غضب ہو گیا ــــ پروفیسر بارکی کو لیبارٹری سے اغوا کر لیا گیا ہے" ــــ عمران کے اندر داخل ہوتے ہی بلیک زیرو نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"اغوا کر لیا گیا ہے ــــ وہ کیسے" ــــ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنیں اُبھر آئی تھیں۔

"ابھی چند لمحے پہلے سر سلطان کا فون آیا تھا ــــ وہ سخت پریشان تھے ــــ انہوں نے کہا ہے کہ فوراً عمران کو ڈھونڈ کر اس سے بات کراؤ" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

عمران نے یہ سنتے ہی جلدی سے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر سر سلطان کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ہیلو ــــ عمران بول رہا ہوں" ــــ سر سلطان کی آواز سنتے ہی اس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ سر سلطان چونکہ اس وقت اپنی کوٹھی میں تھے اس لئے فون انہوں نے خود ہی اٹھایا تھا۔

"اوہ عمران بیٹے! ــــ غضب ہو گیا ہے ــــ تمہارے کہنے پر میں نے صدر مملکت سے بات کی تھی کہ سیکرٹ سروس کو ملٹری کے چکروں میں نہ الجھایا جائے ــــ چنانچہ صدر صاحب نے پروفیسر بارکی کی حفاظت دوبارہ سپیشل ملٹری ایجنسی کو سونپ دی ــــ لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے ڈیفنس کونسل کے سیکرٹری راحت نے صدر کو براہ راست ٹرانسمیٹر کال کر کے بتایا ہے کہ سپیشل ملٹری ایجنسی کا میجر صولت لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج بن کر گیا اور وہاں سے پروفیسر بارکی کو کسی اہم بات چیت کا بہانہ کر کے ہیڈ کوارٹر لانے لگا ــــ جب وہ کافی دیر تک ہیڈ کوارٹر نہ پہنچا تو کرنل اسلم کو تشویش ہوئی۔ چنانچہ ایجنسی کے افراد کو بھیجا گیا تو پتہ چلا کہ میجر صولت کی جیپ راستے میں سڑک سے ہٹ کر درختوں کے ایک ذخیرے میں تباہ شدہ حالت میں کھڑی ہے ــــ اس کی حالت سے پتہ چلتا ہے کہ اُسے بم مار کر تباہ کیا گیا ہے۔ جیپ کے ملبے سے کوئی لاش نہیں ملی ــــ البتہ میجر صولت کی یونیفارم کی راکھ اور سٹار اس ملبے میں موجود تھے۔ کرنل اسلم وہاں خود پہنچا اور اس نے سیکرٹری راحت کو اطلاع دی ــــ سیکرٹری راحت نے صدر صاحب کو بتایا تو صدر صاحب نے پوری سپیشل ملٹری ایجنسی کو معطل کر دیا ہے۔ اور اب

انہوں نے سرکاری طور پر یہ کیس سیکرٹ سروس کو منتقل کر دیا ہے۔ کیونکہ پروفیسر بارکی اور اس کے فارمولے کی بے حد اہمیت ہے اور پھر اس کے اس طرح اغوا ہو جانے سے شوگران حکام کے ساتھ تعلقات میں پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں ۔۔۔ کیونکہ پروفیسر بارکی کے میجر صولت کے ساتھ جانے کے بعد اغوا ہو جانے پر شوگران حکام کا خیال ہے کہ پاکیشیا کی نیت خراب ہو گئی ہے اس لئے اس نے جان بوجھ کر پروفیسر بارکی کو چھپا لیا ہے۔ تاکہ وہ یہ فارمولا خود اپنے طور پر تیار کر سکے اس لئے صدر صاحب بے حد پریشان ہیں ۔۔۔ وہ چاہتے ہیں کہ پروفیسر بارکی کو جلد از جلد برآمد کیا جائے"۔۔۔ سر سلطان نے تقریباً ایک ہی سانس میں ساری بات کہہ ڈالی۔ یہ ان کی انتہائی پریشانی کی دلیل تھی وہ جب بے حد پریشان ہوتے ہیں تو اسی طرح بغیر سانس لئے ہی بولتے چلے جاتے تھے۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں دیکھتا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"وہ تنویر وغیرہ جو وہاں موجود تھے"۔۔۔ عمران نے رسیور رکھتے ہی بلیک زیرو سے پوچھا۔

"آپ نے چونکہ میرے سامنے سر سلطان سے اس بارے میں بات کی تھی ۔۔۔ اس لئے جب تنویر کا فون آیا کہ سپیشل ملٹری ایجنسی ان سے چارج لینا چاہتی ہے تو میں نے انہیں واپس بلا لیا تھا"۔۔۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہوں! ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ لمبی چوٹ ہو گئی"۔۔۔ عمران

نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر میز کے کنارے پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر تیزی سے فریکوئنسی سیٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکوئنسی سیٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ۔۔۔ ہیلو ۔۔۔ ایکسٹو کالنگ۔ اوور"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس ۔۔۔ صفدر اٹنڈنگ سر۔ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"مجھے عمران کی رپورٹ مل گئی ہے ۔۔۔ میجر پرمود یا اس کا کوئی ساتھی باہر تو نہیں آیا۔ اوور"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"نہیں سر! ۔۔۔ ابھی تک کوئی بھی باہر نہیں نکلا۔ اوور"۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"انتہائی ہوشیار رہنا ۔۔۔ میں جولیا اور تنویر کو بھیج رہا ہوں ۔۔۔ تم ریڈی میڈ میک اپ کر کے ان کے ساتھ رہو گے ۔۔۔ میجر پرمود کو میرے دوسرے حکم تک کسی صورت میں بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دینا۔ اوور"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ۔۔۔ اگر ضرورت پڑی تو میں اپنی کار وہیں چھوڑ دوں گا اور جولیا کی کار میں بیٹھ جاؤں گا۔ اوور"۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے! ۔۔۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران نے کہا ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جلدی سے دوبارہ ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا اور تیزی سے جولیا کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ"۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ جولیا کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"تم تنویر کو اپنے ہمراہ لے کر افشاں کالونی کے پہلے چوک پر پہنچ جاؤ۔۔۔ صفدر وہاں اپنی کار میں موجود ہو گا۔۔۔ وہاں کوٹھی نمبر بارہ میں بلگارنیہ کا ایک خطرناک ڈی ایجنٹ میجر پرمود اپنے ساتھیوں سمیت موجود ہے۔۔۔ تم نے اس کی مکمل نگرانی کرنی ہے۔ انتہائی احتیاط سے۔۔۔ باقی تفصیلات تمہیں صفدر بتا دے گا۔۔۔ تم اور تنویر اپنی اپنی کار میں جاؤ گے۔۔۔ فوراً پہنچ جاؤ"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

"میجر پرمود!۔۔۔ کیا وہ ایجنٹ زیرو زیرو نائن"۔۔۔؟ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں طاہر!۔۔۔ وہی زیرو زیرو نائن۔۔۔ لیکن اب میں اس کو زیرو زیرو ٹین کرنے کا سوچ رہا ہوں۔۔۔ اس طرح ایک تو اس کی ترقی ہو جائے گی۔۔۔ دوسرا کم از کم ایک زیرو کا اور اضافہ ہو جائے گا۔۔۔ یعنی زیرو زیرو زیرو ون بھی پڑھا جا سکے گا"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ تو انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے۔۔۔ کیا وہ پروفیسر بارکی کے سلسلے میں یہاں آیا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا اور عمران نے لیڈی طاہرہ کی فلیٹ میں آمد سے لیکر میجر پرمود تک ٹکراؤ کی تفصیلات بلیک زیرو کو بتا دیں۔

"اوہ!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ لیڈی طاہرہ اس کی ساتھی ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے ہاں۔۔۔ مجھے تو خیال ہی نہیں آیا۔۔۔ اس کی بھی نگرانی ہونی چاہیئے تھی۔۔۔ اور اس کے لیئے تنویر سب سے مناسب رہتا۔ لیکن چلو کیپٹن شکیل کو کہہ دو۔۔۔ وہ شریف آدمی ہے۔ طاہرہ اس کے ہاتھوں طاہرہ ہی رہے گی۔۔۔ طاہر نہ بن سکے گی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ ظاہر ہے عمران نے اس کے نام کو استعمال کر کے خوبصورت چوٹ کی تھی۔

"کہاں رہتی ہے یہ طاہرہ"۔۔۔؟ بلیک زیرو نے ٹیلیفون کے رسیور پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

"ارے پتہ تو میں نے پوچھا ہی نہیں۔۔۔ وہ تو صفدر کو معلوم ہو گا پھر چھوڑو۔۔۔ طاہر کی موجودگی میں طاہرہ کی کیا ضرورت ہے۔ خوامخواہ ایک حرف کا بوجھ اٹھاتے پھریں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک فائل اٹھائے واپس آیا۔ اس فائل پر زیرو زیرو نائن اور بلگارنیہ کے لفظ نمایاں طور پر نظر آ رہے تھے۔

"آپ پروفیسر بارکی کی برآمدگی کے لیئے کچھ نہیں کر رہے"۔۔۔؟ بلیک زیرو نے اس کے کرسی پر بیٹھتے ہی کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے میجر پرمود تک پروفیسر بارکی کے اغوا کی اطلاع پہنچے گی۔۔۔ اس کے بعد کوئی لائن آف ایکشن ملے گی"۔ عمران

نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور فائل کھول کر پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

"اگر میجر پرمود اس اغوا میں ملوث ہوتا تو پھر اُسے اس لیبارٹری کا پتہ پوچھنے کی کیا ضرورت تھی جس میں پروفیسر بارکی کو رکھا گیا تھا"۔۔۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے چونک کر فائل بند کر دی۔

"اوہ!۔۔۔ تمہاری بات بھی درست ہے۔۔۔ مجھے تو اس کا خیال نہیں آیا۔۔۔ واقعی اگر میجر پرمود اس اغوا میں ملوث ہوتا تو پھر اُسے لیبارٹری کا پتہ پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔۔۔ تو پھر یہ میجر صولت کس کے لئے کام کر رہا تھا"۔۔۔ عمران نے فائل میز پر رکھتے ہوئے کہا

"پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میجر صولت دشمنوں کا آدمی نہ ہو۔۔۔ بلکہ اُسے بھی ساتھ ہی اغوا کر لیا گیا ہو۔۔۔ اور مجرموں نے صرف مغالطہ ڈالنے کے لئے اس کی یونیفارم کی قمیض اتار کر جیب میں ڈال دی ہو"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں!۔۔۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ لیکن یہ دوسری پارٹی کونسی ہو سکتی ہے"۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کمرے میں چند لمحوں کے لئے خاموشی طاری ہو گئی۔ دونوں شاید اس بارے میں سوچنے میں مصروف تھے کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں"۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔ ان کے لہجے میں عجیب سا جوش تھا جس کی وجہ سے

عمران چونک پڑا۔

"کیا کوئی نئی مملکت فتح کر لی ہے۔۔۔" جواباً جوش سے لہجے میں عمران نے مسکراتے ہوئے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"اوہ عمران بیٹے!۔۔۔ انتہائی حیرت انگیز خبر ہے۔ پروفیسر بارکی گوافشاں کالونی کی ایک کوٹھی سے برآمد کر لیا گیا ہے"۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور پھر انہوں نے تفصیل سے بتایا کہ سپیشل ایجنسی کے کرنل اسلم نے اپنے طور پر کوشش کی اور اُسے اطلاع ملی کہ پروفیسر بارکی کو افشاں کالونی میں رکھا گیا ہے۔ چونکہ صدر مملکت نے پہلے سے اور سپیشل ایجنسی کو معطل کر دیا تھا۔ اس لئے اس نے سیکرٹری ڈیفنس کونسل راحت سے رابطہ قائم کر کے اس کوٹھی پر جس کا تعلق بلگارنیہ کے سفارت خانے سے تھا ریڈ کی اتھارٹی حاصل کر کے چھاپہ مارا اور وہاں سے پروفیسر بارکی کو بیہوشی کے عالم میں برآمد کر لیا گیا۔۔۔ وہاں سے ایک لڑکی اور تین افراد کو بھی گرفتار کیا گیا ہے جن میں سے ایک زخمی ہے۔ سیکرٹری نے صدر مملکت کو اطلاع دی جس پر صدر صاحب کے احکامات پر پروفیسر بارکی کو فوری طور پر دوبارہ لیبارٹری پہنچا دیا گیا ہے سپیشل ایجنسی تو اس کارنامے کی وجہ سے دوبارہ بحال کر دیا گیا ہے۔ لیکن صدر مملکت نے احکامات جاری کئے ہیں کہ اب پروفیسر بارکی کی حفاظت سیکرٹ سروس ہی کرے گی جب تک فارمولا مکمل نہیں ہو جاتا۔۔۔ چنانچہ میں نے اس لئے تمہیں اطلاع دی ہے کہ تم لیبارٹری کی حفاظت کا انتظام سنبھال لو۔ وہاں احکامات بھجوا دیئے گئے ہیں۔

"جو آدمی کوٹھی سے گرفتار ہوئے ہیں۔۔۔ وہ کہاں ہیں"۔۔۔ عمران

نے پوچھا۔

"وہ ملٹری انٹیلی جنس کی تحویل میں ہیں ـــــ وہ ان سے پوچھ گچھ کرتے رہیں گے" ـــــ سر سلطان نے جواب دیا۔

"انہیں بھی ہمارے چارج میں ہونا چاہیئے ـــــ تاکہ اس سازش کا پتہ لگایا جا سکے" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو احکامات بھجوا دیتا ہوں ـــــ تم اپنے آدمی بھیج کر انہیں اپنے چارج میں لے لینا ـــــ لیکن عمران بلیز ـــــ اب پروفیسر بارکی کو کسی صورت میں اغوا نہیں ہونا چاہیئے ـــــ یہ ہمارے ملک کے مفاد کے لئے انتہائی ضروری ہے" سر سلطان نے کہا۔

"میں اسے اغوا پروف بنا دونگا ـــــ میرے پاس ایسا فارمولا موجود ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے" ـــــ دوسری طرف سے سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"چلو ٹائیں ٹائیں فش ـــــ پروفیسر بارکی اغوا بھی ہوا ـــــ برآمد بھی کر لیا گیا ـــــ اور ہم یہاں بیٹھے سوچتے ہی رہ گئے" ـــــ عمران نے پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ لیکن بٹن آن کرنے سے پہلے اس نے جولیا کی فریکونسی اس پر سیٹ کی۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ صفدر اپنی کار چھوڑ کر جولیا کی کار میں آ گیا ہو گا۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ ایکسٹو کالنگ۔ اوور" ـــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــ جولیا اٹنڈنگ۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

"کیا پوزیشن ہے۔ اوور" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"سر ـــ ہم یہاں پہنچ چکے ہیں ـــ صفدر بھی اب میرے ساتھ موجود ہے ـــ کوئی بھی آدمی کوٹھی سے باہر نہیں نکلا۔ اوور" جولیا نے کہا۔

"کوٹھی کی عقبی طرف سے بھی کسی کو نگرانی کے لئے بھیجا ہے۔ اوور" عمران نے پوچھا۔

"یس سر ـــ تنویر عقبی طرف موجود ہے۔ اوور" ـــــ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صفدر سے کہو کہ وہ کوٹھی کے ٹیلیفون کو ٹیپ کرنے کا بندوبست کرے ـــ اس کی کار میں سامان موجود ہو گا۔ اوور" ـــــ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس ـــ میری کار میں سامان موجود ہے ـــــ میں ابھی ٹیپ کر دیتا ہوں۔ اوور" ـــــ اس بار صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ٹیلیفون ٹیپ کرنے کے بعد تم واپس اپنے فلیٹ میں چلے جاؤ۔ جولیا اور تنویر وہیں رہیں گے ـــــ وہاں تمہیں نئی ہدایات دوں گا۔ اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"میرے خیال میں اب لیبارٹری کی حفاظت کے لئے کیپٹن شکیل صفدر۔ نعمانی اور چوہان کو بھیج دیا جائے ـــ کرنی تو وہاں نگرانی ہی ہے

اور تو کچھ نہیں کرنا" ـــــ عمران ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ـــ وہاں تو صرف نگرانی ہی ہوگی ـــ لیکن اس میجر پرمود کا کیا کرنا ہے" ـــ ؟ بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کرنا کیا ہے ـــ بس نگرانی کرتے رہیں گے جب یہ پرپرزے نکالے گا تو قینچی لگا دیں گے" ـــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بیزاری کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ یہ کیس ایسا بن گیا تھا جس میں سوائے بوریت کے اور کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ میجر پرمود لازماً پروفیسر بارکی کو اغوا کرنے کے لئے آیا ہوگا ـــ تو اب وہ لازماً لیبارٹری پر حملہ بول دے گا" ـــ بلیک زیرو نے کہا۔

"لیبارٹری کے انتظامات اس قدر سخت ہیں کہ میجر پرمود وہاں کچھ نہیں کر سکتا ـــ یہ تو میجر صولت کی وجہ سے پروفیسر بارکی نکل گیا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ اس بار بھی کوئی ایسا ہی چکر چلائے" ـــ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں! ـــ میں اس کی فطرت جانتا ہوں ـــ وہ ڈی ایجنٹ ہے اور ایسے ایجنٹ براہِ راست وار کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ بس ٹھاہ ٹھاہ اور ٹھس ـــ جاسوسی ان کے بس کا روگ نہیں ہوتا۔ اس لئے اگر میجر پرمود نے حملہ بول دیا تو بس وہ یہ کرے گا کہ اسلحہ لیکر لیبارٹری پر ٹوٹ پڑے گا ـــ لیکن لیبارٹری میں داخلہ ناممکن ہے

بس باہر لڑ بھڑ کر رہ جائے گا۔ اور اس کے لئے صفدر اور کیپٹن شکیل کافی ہیں" ـــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی۔ عمران نے چونک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ـ ہیلو ـ صفدر کالنگ ـ اوور" ـــ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو ـ اوور" ـــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر! ـ کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے ـــ میں ٹیلیفون ٹیپ کرنے کے لئے جب کھمبے پر چڑھا تو مجھے اندرونی صورت حال دیکھ کر شک ہوا۔ جس پر میں اور تنویر اندر گئے تو کوٹھی خالی پڑی ہے ـــ وہاں کوئی آدمی موجود نہیں ہے ـــ نجانے وہ کب اور کہاں سے نکل گئے ہیں۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے صفدر نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ سہما ہوا تھا۔ جیسے اُسے خطرہ ہو کہ ایکسٹو اُسے اس کوتاہی پر جھاڑ پلائے گا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ تنویر کے عقب میں پہنچنے سے پہلے ہی نکل گئے تھے ـــ ٹھیک ہے۔ تم سب واپس اپنے اپنے فلیٹوں میں پہنچو ـــ اوور اینڈ آل" ـــ عمران نے کہا، اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں چمک اُبھر آئی تھی اور چہرے پر موجود بیزاری کی گرد جیسے یکلخت چھٹ گئی تھی۔

"تو جناب بلیک زیرو صاحب! ـــ اب زیرو جنگ شروع ہونے والی ہے ـــ تیار ہو جاؤ" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زیرو جنگ ـــ کیا مطلب" ـــ ؟ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"یار تم کبھی کبھی تو واقعی اصل بلیک زیرو بن جاتے ہو ــــ بلیک زیرو بمقابلہ زیرو زیرو ذائن ـــــ زیرو جنگ ہی تو ہوگی اور کیا ہوگا" ـــــــــ عمران نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے" ـــــــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب مجھے خود لیبارٹری جانا پڑے گا ــــ تاکہ میجر پرمود کا شاندار اور شایان شان استقبال کیا جا سکے" ـــــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ آدمی جو کوٹھی سے پکڑے گئے ہیں ــــ ان کا کیا کرنا ہے" ــــ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ارے ہاں ! ــــ انہیں تو میں بھول ہی گیا تھا ــــ انہیں یہاں لانے کی بجائے میرے خیال میں وہیں جا کر ان سے پوچھ گچھ کر لی جائے تاکہ اگر وہ کام کے ہوں تو انہیں یہاں لایا جائے ــــــ ورنہ نہیں۔ ٹھیک ہے۔ تم باقی ٹیم کو لیبارٹری بھجوا دو ــــــ میں کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر ملٹری انٹیلی جنس چلا جاتا ہوں ــــــ تم چیف کو بطور ایکسٹو ہماری آمد کی اطلاع دے دینا۔ ویسے تو وہ میرا بھی ذاتی واقف ہے۔ پھر بھی تمہاری طرف سے اطلاع اچھی ہے" ـــــــ عمران نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

میجر پرمود کمرے میں بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ وہ بار بار مٹھیاں بھینچتا اور پھر ایک ہاتھ کی مٹھی زور سے دوسرے ہاتھ پر مارتا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور توفیق کمرے میں داخل ہوا۔ وہ مقامی میک اپ میں تھا۔

"کیا ہوا ــــ؟ کچھ پتہ چلا ــــــ؟" پرمود نے چونک کر توفیق سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس سر! ــــ میں نے ساری تفصیلات کا پتہ چلا لیا ہے۔ افشاں [illegible]ی کی کوٹھی پر ملٹری سپیشل ایجنسی نے چھاپہ مارا ہے ــــــ تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ ان کا ایک آفیسر جو کرنل کی وردی میں تھا اس نے [illegible] طاہرہ کی کار اندر جانے کے بعد ایک کیبن سے فون کیا ــــ اس کے بعد ملٹری کی جیپیں اور ایک کار جس پر مرکزی حکومت کا فلیگ تھا [illegible] پہنچیں ــــ اس وقت تک کیپٹن طارق بھی کوٹھی کے اندر جا چکا

تھا ۔۔۔ وہاں انہوں نے ریڈ کیا چونکہ اس کوٹھی میں مسلح افراد موجود نہ تھے۔ صرف کیپٹن طارق نے مقابلہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ زخمی ہو کر پکڑا گیا اور تہہ خانے سے پروفیسر بارکی کو برآمد کر لیا گیا اس کے بعد پروفیسر بارکی کو واپس لیبارٹری پہنچا دیا گیا ۔۔۔ جبکہ باقی گرفتار شدگان کو ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا ہے کیپٹن طارق ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ہے ۔۔۔ جبکہ لیڈی طاہرہ اور اس کوٹھی میں موجود دو افراد ملٹری انٹیلی جنس کی قید میں ہیں ۔۔۔ سفارت خانے نے اس کوٹھی سے سرکاری طور پر لاتعلقی کا اظہار کر دیا ہے تاکہ ان پر کوئی حرف نہ آئے ۔۔۔ میں نے ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر کے متعلق بھی معلومات حاصل کر لی ہیں ۔۔۔ یہ شہر کے شمالی حصے میں واقع چھاؤنی کے اندر خاکی رنگ کی ایک بڑی عمارت ہے" توفیق نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو پروفیسر بارکی واپس لیبارٹری پہنچ گیا ہے اور اس وقت غلطی یہ ہوئی کہ کیپٹن طارق سے لیبارٹری کا محل وقوع اور تفصیلات معلوم نہ کی جا سکیں ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں پہلے کیپٹن طارق اور لیڈی طاہرہ کو چھڑانا ہوگا ۔۔۔ تب ہی ہم لیبارٹری پر چھاپہ مارنے میں ۔۔۔ میجر پرمود نے کہا۔

"یس سر ۔۔۔ اس کے بغیر چارہ بھی نہیں" ۔۔۔ توفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔۔۔ تم اپنے ساتھیوں کو تیار کرو ۔۔۔ تمام فوجی وردیاں لیں۔ ہم براہ راست ایکشن کریں گے" ۔۔۔ پرمود نے فیصلہ کن

میں کہا۔

"لیکن باس ۔۔۔ وہ تو بہت بڑی چھاؤنی ہے اور ہمیں ملٹری انٹیلی جنس کی عمارت تک پہنچنے سے پہلے ہی گھیر لیا جائے گا" ۔۔۔ توفیق نے پریشان لہجے میں کہا۔

"کچھ بھی ہو ۔۔۔ اب مجھ سے مزید برداشت نہیں ہوتا ۔۔۔ میں یہاں کمرے میں بیٹھ کر صرف رپورٹیں سننے کا عادی نہیں ہوں۔ اس لئے جو بھی ہوگا۔ دیکھا جائے گا" ۔۔۔ پرمود نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"میری ایک تجویز ہے ۔۔۔ اگر آپ اس پر غور کر لیں" ۔۔۔ توفیق نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ہاں کہو" ۔۔۔ پرمود نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں نے ملٹری ایئر پورٹ کا ایک راؤنڈ لگایا ہے ۔۔۔ وہاں ملٹری چھاؤنی کے ہیلی کاپٹر موجود ہیں ۔۔۔ اگر ہم وہاں سے ایک ہیلی کاپٹر اڑا لیں تو اس کے پائلٹ سے معلومات کر کے ہم سیدھے ملٹری انٹیلی جنس کی عمارت میں اتر سکتے ہیں ۔۔۔ اور پھر وہاں سے لیڈی طاہرہ اور کیپٹن طارق کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے واپس لایا جا سکتا ہے ۔۔۔ ہمارے ساتھی کار لے کر کسی بھی جگہ ٹھہر سکتے ہیں جہاں ہم ہیلی کاپٹر اتار کر بذریعہ کار یہاں پہنچ سکتے ہیں" ۔۔۔ توفیق نے کہا۔

"ویری گڈ ۔۔۔ یہ اور بھی اچھی تجویز ہے ۔۔۔ ذرا شہر اور چھاؤنی کا نقشہ نکالو ۔۔۔ ابھی سب کچھ طے کر لیتے ہیں" ۔۔۔ میجر پرمود نے پرجوش لہجے میں کہا۔ اور توفیق نے جلدی سے میز کی دراز سے ایک لمبا نقشہ نکالا اور اسے میز پر بچھا دیا۔

"یہ ہے چھاؤنی ۔۔۔ اور یہ عمارت ملٹری انٹیلی جنس کی ہے" ۔۔۔ توفیق نے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"ملٹری ایئرپورٹ کہاں ہے ۔۔۔؟" پرمود نے پوچھا۔

"یہ ہے ۔۔۔ اور اس کے لیے ہمیں اس راستے سے پہلے چھاؤنی میں داخل ہونا ہوگا ۔۔۔ تب ہی یہ ایئرپورٹ نزدیک ترین پڑے گا" ۔۔۔ توفیق نے کہا۔

"گڈ! ۔۔۔ پھر ادھر جھیل اور کھیت پھیلے ہوئے ہیں۔ یہاں کسی بھی جگہ ہیلی کاپٹر اتارا جا سکتا ہے ۔۔۔ ٹھیک ہے یہ پوائنٹ ہی ٹھیک رہے گا ۔۔۔ تم اپنے ساتھیوں کو اچھی طرح سمجھا دو کہ وہ وہاں دو کاریں لے کر پہنچ جائیں ۔۔۔ نئے لباس اور میک اپ کا سامان بھی ساتھ لے جائیں ۔۔۔ میں اور تم لیڈی طاہرہ اور کیپٹن طارق کو نکال کر یہاں پہنچیں گے اور پھر یہاں سے ہم علیحدہ علیحدہ کاروں میں واپس اپنی اس نئی رہائش گاہ میں پہنچ جائیں گے۔ ویسے تم نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ ہماری یہ رہائش گاہ تو سیکرٹ سروس کی نظروں میں نہیں ہے ۔۔۔؟" میجر پرمود نے کہا۔

"یس باس! ۔۔۔ میں نے اچھی طرح چیک کر لیا تھا ۔۔۔ جب ہم وہاں سے نکلے تھے ۔۔۔ تب بھی وہاں صرف وہی صفدر سامنے کے رخ موجود تھا ۔۔۔ اسے پتہ بھی نہیں چلا کہ ہم کب وہاں سے نکل گئے ۔۔۔ اب یہاں بھی چیک کر لیا گیا ہے۔ لائن بالکل کلیئر ہے" ۔۔۔ توفیق نے کہا۔

"او کے! ۔۔۔ پھر میں لباس بدلتا ہوں ۔۔۔ تم بھی لباس وغیرہ بدل

لو۔ اور اپنے ساتھیوں کو اچھی طرح تیار کر لو ۔۔۔ وہاں کاروں میں دو افراد ہونے چاہئیں۔ باقی یہاں رہیں گے۔ ان کے پاس سپیشل زیرو ٹرانسمیٹر ہوں گے ۔۔۔ تاکہ ایمرجنسی میں کام آ سکیں" ۔۔۔ پرمود نے مکمل ہدایات دیتے ہوئے کہا اور توفیق جب سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا تو میجر پرمود ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے قدموں میں بے پناہ مستعدی تھی جیسے اُسے کسی قید سے رہائی ملنے والی ہو۔

تھوڑی دیر بعد جب میجر پرمود ڈریسنگ روم سے باہر نکلا تو وہ میجر کی وردی میں تھا۔ یونیفارم کے اندر اس نے مخصوص جیکٹ پہن رکھی تھی جس میں ہر قسم کا جدید ترین مگر سائز میں چھوٹا اسلحہ موجود تھا۔ مقامی میک اپ کے بعد چہرے پر لگانے کے بعد اب اُسے میجر پرمود کے لحاظ سے نہ پہچانا جا سکتا تھا۔

اسی لمحے توفیق اندر داخل ہوا۔ وہ بھی کیپٹن کی وردی میں ملبوس تھا۔ اور مکمل طور پر تیار تھا۔

"سب تیار ہیں سر" ۔۔۔ توفیق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔۔۔ آؤ" ۔۔۔ میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہ ایک نیلے رنگ کی کار میں بیٹھے کوٹھی سے نکلے اور تیزی سے ایئرپورٹ سے ملحقہ علاقے کی طرف بڑھنے لگے۔ توفیق ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جب کہ میجر پرمود ساتھ والی سیٹ پر اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد توفیق کار کو چھاؤنی کی سائیڈ روڈ سے گزارتا ہوا اس کے عقب میں لے گیا۔ اور پھر انہیں دور سے

چیک پوسٹ نظر آنے لگی۔

"میرا نام میجر ظفر ہے ___ تم کیپٹن توفیق ہی رہو گے" ___ پرمود نے چیک پوسٹ دیکھتے ہی سنبھل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور توفیق نے سر ہلا دیا۔

چند ہی لمحوں بعد کار چیک پوسٹ کے ہرڈل راڈ کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ وہاں موجود ایک کیپٹن اور دو سپاہی تیزی سے کار کی طرف بڑھے۔

"کیپٹن! ___ ہم سپیشل ڈیوٹی پر ہیں ___ اٹ از ٹاپ سیکرٹ سکی مشن" ___ پرمود نے بڑے باوقار اور تحکمانہ لہجے میں قریب آتے ہوئے کیپٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پاس سر" ___ کیپٹن نے پھرتی سے سلیوٹ مارتے ہوئے کہا۔

"نو پاس ___ آئی سے ___ اٹ از ٹاپ سیکرٹ سکی مشن" ___ پرمود نے سخت لہجے میں کہا۔

"نام سر! ___ تاکہ رجسٹر میں اندراج کیا جا سکے" ___ کیپٹن نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"میجر ظفر اور کیپٹن توفیق آف آرٹلری ___ آگے سکی مشن ٹاپ سیکرٹ لکھ دینا" ___ پرمود نے جواب دیا اور کیپٹن نے سر ہلاتے ہوئے سلیوٹ کیا اور ساتھ ہی اس نے ہرڈل راڈ ہٹانے کا اشارہ کیا ہرڈل راڈ ہٹتے ہی توفیق نے کار آگے بڑھا دی اور کیپٹن تیزی سے سائیڈ کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ سکی مشن کیا ہوا سر" ___ ؟ توفیق نے ائیر پورٹ کی طرف

جاتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"یہ پاکیشیا کی ملٹری کا سپیشل کوڈ ہے ___ ٹاپ سیکرٹ مشنز کے لئے انہوں نے یہی جنرل کوڈ رکھا ہوا ہے" ___ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں بعد ان کی کار ائیر پورٹ کی حدود میں داخل ہو گئی۔

"وہ سامنے رن وے پر ایک ہیلی کاپٹر موجود ہے ___ کار سیدھی وہیں لے جاؤ ___ ورنہ ہم لمبے چکر میں پھنس جائیں گے" ___ میجر پرمود نے کہا۔

اور توفیق نے سر ہلاتے ہوئے کار کو سائیڈ گیٹ کی طرف موڑ دیا۔ سائیڈ گیٹ پر ایک مسلح سپاہی موجود تھا لیکن گیٹ کھلا ہوا تھا۔ سپاہی نے یہ سمجھا کہ کار گیٹ کے پاس آ کر رک جائے گی۔ لیکن توفیق کار آگے بڑھاتا گیا۔

"ٹاپ سیکرٹ سکی مشن" ___ میجر پرمود نے سپاہی کے قریب سے گذرتے ہوئے اونچے مگر تحکمانہ لہجے میں کہا اور سپاہی بے اختیار سلیوٹ مار کر رہ گیا۔

میجر پرمود چونکہ ڈی ایجنٹ تھا اس لئے اُسے فوجیوں کی نفسیات اور طریقہ کار کا بھی اچھی طرح علم تھا۔

گیٹ کراس کرتے ہی توفیق نے کار کی رفتار یکلخت تیز کر دی کیونکہ اب یہاں سے ہی ان کا اصل مشن شروع ہونا تھا۔

چند ہی لمحوں میں وہ ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ گئے۔ ہیلی کاپٹر کا پنکھا چل رہا تھا۔ وہ شاید پرواز کے لئے تیار تھا۔ لیکن پائلٹ

اس طرح کار کو تیز رفتاری سے اپنی طرف آتے دیکھ کر رک گیا تھا۔
توفیق نے جیسے ہی کار روکی۔ میجر پرمود تیزی سے دروازہ
کھول کر باہر نکلا اور پھر اچھل کر ہیلی کاپٹر کی پچھلی سیٹ پر چڑھ
گیا۔ اس کے انداز میں بے حد تیزی تھی۔
"سر آپ" ___ پائلٹ نے حیرت بھرے انداز میں مڑ کر میجر پرمود
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
مگر دوسرے لمحے کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی پائلٹ کے
منہ سے اوہ کی آواز نکلی اور وہ ہیلمٹ سمیت آگے مشینری سے
جا ٹکرایا۔ گردن کی پشت کے نچلے حصے میں پڑنے والی ایک ہی
پوری قوت سے مخصوص ضرب نے اُسے ہوش و حواس سے عاری
کر دیا تھا۔
اسی لمحے توفیق بھی ہیلی کاپٹر پر چڑھ آیا۔ میجر پرمود نے انتہائی
پھرتی سے پائلٹ کا ہیلمٹ اتارا۔ بیلٹ کھولی اور دوسرے لمحے
اُسے اٹھا کر پچھلی سیٹوں پر پٹخ دیا۔ اور اچھل کر اس کی سیٹ پر بیٹھ
گیا۔ توفیق نے جلدی سے سائیڈ سیٹ سنبھال لی۔
"ہیلو۔ ہیلو۔ ایچ سی تھری زیرو ون! ___ یہ کار کس کی ہے
اور کون لوگ اوپر چڑھے ہیں۔ اوور" ___ اچانک ہیلی کاپٹر کے
ٹرانسمیٹر سے ایک تیز آواز نکلی۔
"ایچ سی تھری زیرو ون اٹنڈنگ ___ میجر ظفر اور کیپٹن توفیق آن
سپیشل ڈیوٹی ایمرجنسی ٹاپ سیکرٹ سکی مشن پر ہیں۔ اوور" ___ پرمود
نے تیز لہجے میں جواب دیا۔ ساتھ ہی اس نے ہیلمٹ سر پر چڑھا لیا۔

"کون میجر ظفر اور کیپٹن توفیق ___ کیسا مشن ___ تفصیل بتاؤ۔ اوور"۔
دوسری طرف سے انتہائی کرخت لہجے میں کہا گیا۔ لیکن میجر پرمود نے
بغیر کوئی جواب دیئے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔
"ہیلی کاپٹر نیچے اتارو ___ کون لوگ ہو تم ___ فوراً نیچے اتارو۔ ورنہ
ہٹ کر دیئے جاؤ گے۔ اوور" ___ دوسری طرف سے بولنے والا بری
طرح چیخنے لگا۔ لیکن میجر پرمود کوئی جواب دیئے بغیر ہیلی کاپٹر کو انتہائی
تیز رفتاری سے اڑاتا ہوا ملٹری انٹیلی جنس کی عمارت کی طرف لے گیا۔
اس کے ذہن میں نقشہ موجود تھا۔ اور چند ہی لمحوں بعد وہ اس خاکی رنگ
کی عمارت کے اوپر پہنچ گیا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے ہیلی کاپٹر کو
اس کے مین گیٹ کے سامنے وسیع میدان میں اتارتے ہوئے توفیق سے
مخاطب ہو کر کہا۔
"تم ہیلی کاپٹر میں ہی رہو گے ___ صرف میں اندر جاؤں گا" ___
میجر پرمود نے کہا اور پھر ہیلی کاپٹر کو میدان میں اتار دیا۔

عمران نے کار ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر کے وسیع پورچ میں روکی۔ وہاں پہلے سے کئی جیپیں کھڑی تھیں اور پھر ساتھ بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل کو نیچے اترنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

پھر جیسے ہی وہ دونوں سیڑھیاں چڑھ کر برآمدے میں پہنچے ملٹری انٹیلی جنس کا سیکنڈ چیف کرنل بختیار تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"ارے انکل بختیار! ___ تم تو اب بوڑھے ہو گئے ہو" ___ عمران نے کرنل بختیار کو دیکھتے ہی کہا۔

"جب سے تم جیسے بوڑھے جوان ہونے لگے ہیں ___ ہمیں بوڑھا ہونا پڑا ہے" ___ کرنل بختیار نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ عمران اور کرنل بختیار کے درمیان خاصی بے تکلفی تھی۔

"یہ میرے ساتھی کیپٹن جمیل ہیں ___ پہلے ملٹری کے کیپٹن تھے اب

یہ گلی ڈنڈا ٹیم کے کیپٹن بنے ہوئے ہیں ___ بات تو ایک ہی ہے بندوق والے کیپٹن نہ سہی ___ ڈنڈے والے سہی ___ اور گلی اور ریوالور میں بھی مناسبت ڈھونڈی جا سکتی ہے" ___ عمران کی زبان چل پڑی تھی۔

"تمہاری زبان کبھی رکے گی بھی ___ پتہ نہیں کتنی توانائی اللہ تعالیٰ نے اس میں بھر دی ہے" ___ کرنل بختیار نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر انہیں لئے ہوئے اپنے دفتر میں آگیا۔

"واہ! ___ بڑا ٹھاٹھ دار دفتر بنا رکھا ہے ___ ایک ہمارا چیف ہے جو ہمیں فلیٹوں کی سیڑھیاں چڑھا چڑھا کر مار ڈالتا ہے" ___ عمران نے دفتر کی شان و شوکت دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہیں سمارٹ رکھنا چاہتا ہے ___ بہرحال تم ان قیدیوں سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہو ___؟" کرنل بختیار نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

"میں نے سنا ہے کہ انہیں مونگ کی دال اور مچھلی کی فیرنی کی ترکیب آتی ہیں ___ اور میں آجکل کھانے پکانے کے سینہ بسینہ پائے جانے والے نسخوں پر کتاب لکھ رہا ہوں" ___ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا! ___ واقعی میرا سوال غلط تھا ___ بہرحال تم ان سے یہاں ملنا چاہو گے ___ یا گارڈ روم میں جاؤ گے" ___ کرنل بختیار نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن ان میں سے ایک تو ہسپتال میں ہوگا" ___ عمران نے پوچھا۔

"نہیں! ـــــ ابھی ایک گھنٹہ پہلے وہ ٹھیک ہو کر گارڈ روم میں پہنچ گیا ہے ـــــ اب وہ چاروں گارڈ روم میں ہیں" ـــــ کرنل بختیار نے جواب دیا۔

"ان سے کچھ پوچھ گچھ کی گئی ہے ـــــ یا ابھی صرف مہمان نوازی کا ہی زور ہے" ـــــ ؟ عمران نے کہا۔

"نہیں ـــــ اس زخمی کا انتظار تھا۔ اس لئے ابھی کچھ نہیں پوچھا گیا" ـــــ کرنل بختیار نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او۔کے ـــــ پھر ان چاروں کو یہیں بلا لو ـــــ بس دو چار باتیں ہی کروں گا" ـــــ عمران نے کہا اور کرنل بختیار نے سر ہلاتے ہوئے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔ اور پھر قیدیوں کو دفتر میں لے آنے کی ہدایات دینے لگا۔

"اچھا اب بتاؤ ـــــ کیا پیو گے" ـــــ کرنل بختیار نے انٹرکام کا بٹن آف کرتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے پاس تو اب مشروب بڑھاپا ہی ہوگا ـــــ مشروب جوانی تو تم ختم کر چکے ہو گے" ـــــ عمران نے کہا۔

"اچھا تو اب تمہیں بھی مشروب جوانی پینے کی ضرورت پڑ گئی ہے" کرنل بختیار نے کہا۔

"ارے وہ تو میں کیپٹن جمیل کے لئے منگوا رہا تھا ـــــ میرے لئے صرف مشروب ہی کافی ہے ـــــ تم تو جانتے ہو کہ ڈیڈی کی پشاوری چپل کے نیچے ٹائر سول لگا ہوتا ہے جو ٹوٹنے میں ہی نہیں آتا" ـــــ عمران نے جلدی سے کہا اور کرنل بختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

کرنل بختیار نے انٹرکام کا بٹن دبایا اور کوک لانے کے لئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور بات کرتا۔ اچانک باہر برآمدے میں یکلخت تیز فائرنگ اور چیخوں کی آوازیں ابھریں۔ اس کے ساتھ ہی بے تحاشا دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

"ارے یہ کیا ہوا" ـــــ ؟ کرنل بختیار کے ساتھ ساتھ عمران اور کیپٹن شکیل بھی چونک پڑے۔ اور دوسرے لمحے عمران بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف لپکا۔

مگر اسی لمحے فائرنگ کی تیز آوازیں ایک بار پھر ابھریں اور اس بار بند دروازے سے گولیاں ٹکرانے کی آوازیں سنائی دیں اور عمران یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ اس طرح گولیوں کی بارش میں اچانک باہر نکلنے کا نتیجہ غلط ہی نکل سکتا تھا۔

چند لمحوں بعد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں دروازے کے سامنے سے ہو کر آگے جاتی سنائی دیں تو عمران نے جھپٹ کر دروازہ کھولا اور پھر عمران۔ کیپٹن شکیل اور کرنل بختیار یکے بعد دیگرے بجلی کی سی تیزی سے باہر نکلے۔ کمرے کے پیچھے راہداری میں دو آدمی اور دو فوجیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جب کہ کئی فوجی بے تحاشا انداز میں آگے کی طرف دوڑتے ہوئے جا رہے تھے۔

"کیا ہوا ـــــ کیا ہوا" ـــــ ؟ کرنل بختیار نے باہر نکلتے ہی چیختے ہوئے کہا۔

"سر! ـــــ قیدیوں کو آپ کے کمرے میں لایا جا رہا تھا کہ ایک فوجی راہداری میں چل رہا تھا اس نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکال

کر ان دو قیدیوں اور دو محافظوں کو گولی مار دی اور پھر چیخ کر کہا۔
"زیرو زیرو ناٹن ۔۔ بھاگو ۔۔ باہر ہیلی کاپٹر موجود ہے ۔۔" چنانچہ ایک
قیدی اور لڑکی بے تحاشا دوڑتے ہوئے باہر کی طرف لپکے ۔۔۔ وہ
فوجی بھی جو میجر کی وردی میں تھا بے تحاشا فائرنگ کرتے ہوئے الٹے
پاؤں دوڑا ۔ اور راھداری سے باہر نکل گیا ۔ " ۔۔۔۔ ایک فوجی نے
تیز تیز لہجے میں کرنل بختیار سے کہا۔ اس دوران عمران اور کیپٹن شکیل
باہر کی طرف لپک چکے تھے ۔ قیدیوں اور محافظوں کی لاشیں دیکھ کر
وہ سمجھ گئے تھے اور پھر زیرو زیرو ناٹن کے الفاظ بھی عمران کے کانوں
تک پہنچ گئے تھے ۔

جب عمران باہر برآمدے میں پہنچا تو اس نے سامنے وسیع میدان
میں سے ایک فوجی ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند ہوتے دیکھا ہیلی کاپٹر
پر ادھر ادھر سے فائرنگ کی جا رہی تھی ۔ لیکن یہ فائرنگ ریوالوروں
سے کی جا رہی تھی اور ظاہر ہے ریوالوروں کی فائرنگ سے ہیلی کاپٹر
کا کیا بگڑنا تھا۔ وہ دیکھتے ہی دیکھتے فضا میں کافی بلند ہوا اور تیزی سے
ایک سائیڈ پر اڑنے لگا ۔

عمران بجلی کی سی تیزی سے کار میں بیٹھا اور اس نے کار ایک جھٹکے
سے آگے بڑھا دی ۔ کیپٹن شکیل دوڑ کر ساتھ والی سیٹ پر مشکل سے
بیٹھ پایا تھا۔

"یہ کون لوگ ہیں" ۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا ۔

"بلگارنیہ کا ڈی ایجنٹ میجر پرمود زیرو زیرو ناٹن" ۔۔۔۔ عمران نے
کہا اور کار کو انتہائی تیز رفتاری سے اس طرف بھگانے لگا ۔ جدھر

ہیلی کاپٹر کا رخ تھا۔

پوری چھاؤنی میں خطرے کے سائرن بج رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر
ابھی تک عمران کی نظروں میں تھا لیکن ظاہر ہے اس کی رفتار خاصی
تیز تھی ۔ اس لئے وہ لمحہ بہ لمحہ دور ہوتا جا رہا تھا۔

ابھی عمران چھاؤنی کی حدود سے باہر نہ نکل پایا تھا کہ اس نے چار
جنگی جہازوں کی دھماکہ خیز آوازیں سنیں اور دوسرے لمحے چاروں جہازوں
نے فضا میں اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو گھیرے میں لے لیا اور عمران نے
اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ ایک سڑک پر مڑتے ہی ایک بڑی
عمارت کے سامنے آجانے کی وجہ سے ہیلی کاپٹر اور جنگی جہاز اس
کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ لیکن جنگی جہازوں کی تھرتھراہٹ
کی آوازیں فضا میں ویسے ہی ارتعاش پیدا کر رہی تھیں ۔

عمران کی کار اب چھاؤنی کے بیرونی گیٹ تک پہنچ چکی تھی اور
ظاہر ہے یہاں اسے چند لمحے کلیرنس کے لئے ضرور لگنے تھے۔ لیکن
وہ مطمئن تھا کہ ایئر فورس کے جنگی جہاز اب میجر پرمود کو بچ کر نہ جانے
دیں گے۔

میجر پرمود اطمینان سے پورچ کراس کر کے راہداری میں داخل ہو کر آگے بڑھتا گیا۔ چونکہ وہ فوجی وردی میں تھا اور اس کی چال ڈھال بھی فوجیوں جیسی تھی اس لئے کسی نے اس سے کچھ نہ کہا۔ وہ ذرا آگے گیا کہ اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔ اور اُسے لیڈی طاہرہ۔ ایک اور نوجوان اور دو وہ آدمی جو افشاں کالونی کی کوٹھی میں تھے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ان سب کے ہاتھوں کو پشت کی طرف کر کے کلپ ہتھکڑیاں ڈال دی گئی تھیں اور دو مسلح محافظ دائیں بائیں ان سے ذرا ہٹ کر چل رہے تھے۔ ان کا رُخ ادھر ہی تھا جدھر سے میجر پرمود اندر جا رہا تھا۔ انہیں دیکھتے ہی میجر پرمود کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ مسئلہ خود بخود حل ہو گیا تھا۔ ورنہ اُسے خطرہ تھا کہ نجانے اُسے کہاں کہاں پہنچ کر اور کن کن حالات سے گذر کر انہیں اغوا کرنا پڑے گا۔ ادھر ہیلی کاپٹر کی چوری کے سلسلے میں بھی ظاہر ہے اطلاع اعلیٰ حکام تک پہنچ چکی ہو گی

اس لئے اس کے پاس زیادہ وقت نہ تھا۔ قدرت نے واقعی اس کی مدد کی تھی۔

میجر پرمود ان دو آدمیوں کو اچھی طرح جانتا تھا جو افشاں کالونی کی کوٹھی میں رہتے تھے۔ اس لئے وہ انہیں دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ ان دو کے علاوہ باقی دو لیڈی طاہرہ اور کیپٹن طارق ہی ہو سکتے ہیں۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے راہداری فائرنگ کی تیز آوازوں سے گونج اٹھی۔ پرمود نے کوٹھی والے دونوں افراد اور پھر دونوں محافظوں کو گولی مار دی۔ اور ساتھ ہی اس نے چیختے ہوئے کہا۔ "زیرو زیرو نائن ۔۔۔ بھاگو ۔۔۔ باہر ہیلی کاپٹر موجود ہے" ۔۔۔ اور اس کے اس فقرے کے ادا کرتے ہی لیڈی طاہرہ اور کیپٹن طارق اس طرح باہر کی طرف بھاگ پڑے جیسے ان کے پیروں میں کسی ہوائی جہاز کا انجن لگا دیا گیا ہو۔

میجر پرمود مسلسل فائرنگ کرتا ہوا اُلٹے پاؤں باہر کی طرف پیچھے ہٹتا گیا۔ اور چند ہی لمحوں بعد وہ برآمدے میں پہنچا اور پھر اس نے ادھر فائرنگ کی اور بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر پورچ میں سے ہوتا ہوا ہیلی کاپٹر تک پہنچ گیا۔ لیڈی طاہرہ اور کیپٹن طارق کو توفیق اس دوران سہارا دے کر ہیلی کاپٹر میں بٹھا چکا تھا۔

جب میجر پرمود ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچا تو توفیق نے اُسی لمحے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔ اور میجر پرمود نے لمبی چھلانگ لگائی اور پر ایک جھٹکے میں ہیلی کاپٹر پر چڑھ گیا۔ توفیق نے انتہائی تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کیا۔ اور پھر کافی بلندی پر پہنچ کر اس نے

اس کا رُخ اس طرف موڑ دیا جدھر ان کی کاریں ایک زرعی فارم میں موجود تھیں۔ ہیلی کاپٹر پر نیچے سے ریوالوروں سے فائرنگ کی گئی۔ لیکن ہیلی کاپٹر پر اس فائرنگ کا کیا اثر ہونا تھا۔

"تیز چلاؤ! ۔۔۔ ابھی ایئر فورس کے جہاز ہمیں گھیر لیں گے" ۔۔۔ میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ریوالور سے فائر کر کے ان دونوں کی کلپ ہتھکڑیوں کے درمیانی جوڑ توڑ ڈالے اور ان دونوں کے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی میجر پرمود اچھل کر پائلٹ سیٹ کی طرف بڑھا کیونکہ اس کے کانوں میں عقب سے جنگی جہازوں کی تیز آوازیں آتی سنائی دے گئی تھیں۔ اور اُسے معلوم تھا کہ چند لمحوں میں ہیلی کاپٹر کو یہ جنگی جہاز گھیر لیں گے۔ اور پھر ان کا بچ نکلنا ناممکن ہو جائے گا۔

"سیٹ سے ہٹو" ۔۔۔ میجر پرمود نے بازو پکڑ کر توفیق کو ایک طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ کیونکہ توفیق نے نہ ہی بیلٹ باندھی تھی اور نہ ہی ہیلمٹ پہن رکھا تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے ایک طرف ہٹا اور میجر پرمود نے بجلی کی سی تیزی سے نہ صرف سیٹ سنبھال لی بلکہ کنٹرول بھی سنبھال لیا۔ اس دوران ہیلی کاپٹر کو بس ایک معمولی سا جھٹکا لگا تھا۔

اسی لمحے چار جنگی جہازوں نے ہیلی کاپٹر کو گھیر لیا۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے اس کے قریب سے ہوتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے واپس پلٹے۔

"ہیلی کاپٹر واپس چھاؤنی ایئر پورٹ لے چلو ۔۔۔ ورنہ اسے ہٹ کر دیا جائے گا ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ میں صرف تین تک گنوں گا۔ اوور"

اچانک ٹرانسمیٹر پر ایک کرخت آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی چاروں جنگی جہاز ایک مخصوص فارمیشن بنا کر اس کے عین سامنے آ گئے تھے۔ میجر پرمود نے بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی بلندی یکلخت گھٹا دی اور ہیلی کاپٹر اس طرح نیچے گرنے لگا جیسے اس کا انجن بند ہو گیا ہو اور اس کے ساتھ ہی جہاز زوردار آوازیں نکالتے ہوئے ان کے سروں کے اوپر سے گذر گئے۔

"واپس پلٹو واپس! ۔۔۔ ورنہ ہٹ کر دیئے جاؤ گے۔ اوور"۔ ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ لیکن پرمود نے کوئی جواب دیئے بغیر ہیلی کاپٹر کو انتہائی تیز رفتاری سے نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ وہ چھاؤنی سے باہر آ چکے تھے۔ لیکن ابھی اس جگہ تک نہ پہنچے تھے جہاں ان کی کاریں موجود تھیں۔

"باس! ۔۔۔ کیا یہیں اترنے کا ارادہ ہے" ۔۔۔ توفیق نے ہیلی کاپٹر کو اس طرح تیزی سے زمین کی طرف جاتے دیکھ کر پوچھا لیکن پرمود نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ ہیلی کاپٹر اب زمین کے بالکل قریب پہنچ گیا تھا۔ اور جنگی جہاز اب کافی بلندی پر رہ گئے تھے۔ ظاہر ہے جنگی جہاز اتنی کم بلندی پر نہ اڑ سکتے تھے ورنہ سامنے موجود چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں سے بھی ٹکرا سکتے تھے۔

زمین کے قریب پہنچتے ہی ہیلی کاپٹر کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ پرمود نے جان بوجھ کر اس کا رخ شہر کی طرف کر دیا تھا۔ شہر چونکہ بالکل نزدیک تھا اس لئے چند ہی لمحوں میں وہ شہر کی سڑکوں پر پرواز کر رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر صرف

اتنی بلندی پر تھا کہ سڑکوں پر موجود بجلی کی تاروں سے ذرا سا اونچا تھا البتہ کئی بڑی بڑی عمارتیں اس سے زیادہ بلند تھیں۔ جنگی جہاز بھی ان کے اوپر پرواز کر رہے تھے۔ لیکن پرمود جانتا تھا کہ ایک تو وہ اس سے زیادہ نیچے نہیں آسکتے تھے اور دوسری اہم بات یہ تھی کہ شہر کے اوپر ہونے کی وجہ سے وہ ہیلی کاپٹر کو ہٹ نہ کر سکتے تھے۔ ورنہ ظاہر ہے نیچے موجود عمارتیں اور بے گناہ شہری بھی ہلاک ہو جاتے۔ اور اسی وجہ سے پرمود ہیلی کاپٹر کو شہر میں لے آیا تھا وہ اُسے انتہائی مہارت اور تیز رفتاری سے اڑاتا ہوا آگے بڑھائے چلا جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اچانک شہر کی حدود سے نکلا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بلندی اور بھی کم کر دی۔ اور پھر جب تک جنگی جہاز موڑ کاٹ کر اس کو دوبارہ کور کرتے۔ اس نے انتہائی مہارت سے کھیتوں کے درمیان ایک درختوں کے ذخیرے کے پاس ہیلی کاپٹر اتارا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے نیچے اترے اور جھکے جھکے انداز میں کھیتوں کی فصلوں کے درمیان دوڑتے ہوئے اس زرعی فارم کی طرف بڑھتے گئے جو دور سے انہیں نظر آ رہا تھا۔ جنگی جہاز اب درختوں کے اس ذخیرے کے اوپر پرواز کر رہے تھے۔ پرمود اور اس کے ساتھی اس مہارت سے دوڑ رہے تھے کہ تیز رفتار جنگی جہازوں کے پائلٹوں کو وہ نظر نہ آسکے۔

تھوڑی دیر بعد وہ زرعی فارم کے سامنے پہنچ گئے۔ وہاں ان کے ساتھی پہلے سے موجود تھے۔ وہ شاید ہیلی کاپٹر کو اترتا دیکھ چکے تھے۔

زرعی فارم ویران سا تھا۔ اور دو کاریں اس کے بڑے سے برآمدے کے نیچے کھڑی تھیں۔

”سب لوگ لباس بدل لیں ــــ اور نیا میک اپ کر لیں ــــ ہم نے فوراً یہاں سے نکلنا ہے ــــ ورنہ ابھی ملٹری کی جیپیں یہ سارا علاقہ گھیر لیں گی ــــ جلدی کرو“ ــــ میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی تیزی سے اپنی یونیفارم اتارنے لگا۔

توفیق نے عقلمندی کی تھی کہ وہ لیڈی طاہرہ، کیپٹن طارق اور ان دو آدمیوں کے لئے جو کوٹھی میں موجود تھے۔ چاروں کے لئے بھی نئے لباسوں کا بندوبست کر آیا تھا۔

”ان دو آدمیوں کا کیا ہوا جو ساتھ گرفتار ہوئے تھے“ ــــ توفیق نے اپنی یونیفارم اتارتے ہوئے پوچھا۔

”وہ ہمارے کام کے نہیں تھے ــــ اس لئے میں نے انہیں وہیں گولی مار دی تھی“ ــــ پرمود نے جواب دیا۔ اب وہ نیا لباس پہن رہا تھا۔

لیڈی طاہرہ لباس لے کر ایک کمرے میں چلی گئی تھی اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ سب نئے لباسوں میں آچکے تھے۔

توفیق نے بڑا سا میک اپ باکس کار سے نکالا اور پھر ان سب کے ہاتھ تیزی سے چلنے شروع ہو گئے۔ وہ سب حتی الوسع پھرتی اور تیزی سے کام لے رہے تھے۔ جنگی جہازوں کا اب شور سنائی نہ دے رہا تھا۔ شاید وہ واپس چلے گئے تھے۔

چند لمحوں بعد وہ سب دو کاروں میں بیٹھ کر زرعی فارم سے باہر

آ گئے۔ دونوں کاروں کی ڈرائیونگ سیٹوں پر توفیق کے وہ دونوں آدمی موجود تھے جو کاریں لے کر یہاں آئے تھے۔ چونکہ انہیں راستے کا صحیح علم تھا اس لئے پرمود نے انہیں ہی کاریں ڈرائیو کرنے کے لئے کہہ دیا تھا۔

پہلی کار میں میجر پرمود اور لیڈی طاہرہ ــــ جب کہ دوسری کار میں ڈرائیور کے ساتھ کیپٹن طارق اور توفیق موجود تھے۔ لیڈی طاہرہ پچھلی سیٹ پر تھی جب کہ پرمود ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ اسی طرح دوسری کار میں ڈرائیور کے ساتھ توفیق بیٹھا تھا جب کہ پچھلی سیٹ پر کیپٹن طارق براجمان تھا۔ میجر پرمود والی کار آگے تھی اور توفیق والی کار پیچھے۔

دونوں کاریں خاصی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی آگے بڑھتی گئیں۔ یہ کچا راستہ تھا جو آگے جا کر پختہ سڑک سے مل جاتا تھا۔

پھر جیسے ہی وہ پختہ سڑک کے قریب پہنچے، انہوں نے ملٹری کی ایک جیپ کو تیزی سے اس سڑک پر مڑتے ہوئے دیکھا۔ ان کاروں کو دیکھتے ہی ملٹری کی آنے والی جیپ کے ڈرائیور نے دونوں ہیڈ لائٹس ایک بار جلا کر انہیں رکنے کا اشارہ کیا اور پرمود کے اشارے پر ڈرائیور نے کار کی رفتار آہستہ کر کے اسے روک دیا۔ پیچھے آنے والی کار بھی رک چکی تھی۔

کار رکتے ہی میجر پرمود دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ ملٹری جیپ بھی ان کے سامنے پہنچ کر رک چکی تھی۔ اور پھر اس جیپ میں سے دو آفیسر اور چار مسلح سپاہی نیچے اتر آئے۔

"کون ہو تم ــــ اور کہاں جا رہے ہو" ــــ؟ ایک آفیسر نے پھرتی سے قدم بڑھاتے ہوئے پرمود کے قریب پہنچ کر کہا۔ دوسرا آفیسر اور سپاہی تیزی سے پچھلی کار کی طرف بڑھ گئے۔

"میرا نام نواب قدرت علی خان ہے ــــ اور یہ ساری زمین میری ملکیت ہے ــــ میں اپنے مہمانوں کے ساتھ تیتر کا شکار کھیلنے آیا تھا۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" ــــ پرمود نے بڑے باوقار اور نوابانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر ــــ ایک لڑکی بھی پچھلی کار میں موجود ہے" ــــ اسی لمحے دوسرے آفیسر کی آواز سنائی دی۔

"کیوں ــــ لڑکی کا کار میں موجود ہونا جرم ہے ــــ وہ میری بھتیجی لیڈی رضوانہ ہے" ــــ پرمود نے چونک کر کہا۔

"سب لوگ کاروں سے باہر آ جائیں ــــ ہم تلاشی لیں گے۔ ادھر خطرناک مجرم چھپے ہوتے ہیں" ــــ پہلے آفیسر نے اونچے لہجے میں کہا اور اس کی آواز سن کر کاروں میں موجود سب افراد باہر آ گئے۔

"خطرناک مجرم چھپے ہوتے ہیں ــــ کیا کہہ رہے ہو آفیسر" ــــ؟ پرمود نے چونک کر کہا۔ اب ان کی کاروں کی تلاشی شروع ہو گئی تھی۔

"سر ــــ فوجی یونیفارمز" ــــ اچانک ایک سپاہی کی آواز سنائی دی۔

"اوہ فائر" ــــ پرمود نے اچانک چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی تیزی سے ریوالور نکال کر فائرنگ شروع کر دی اس کی آواز سنتے ہی توفیق اور اس کے ساتھیوں نے بھی وہی حرکت دوہرائی اور پلک جھپکنے میں دونوں آفیسر اور چار سپاہی زمین بوس ہو چکے تھے۔

"جلدی کرو — کاروں میں بیٹھو" — پرمود نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے وہ واپس اپنی کاروں میں بیٹھے۔ اس بار پہلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پرمود نے خود سنبھال لی تھی۔ اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھائی اور ملٹری کی جیپ کی سائیڈ سے کار نکالتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔

پچھلی کار بھی تیزی سے آگے بڑھی اور پھر چند لمحوں بعد وہ پختہ سڑک پر پہنچ چکے تھے۔

پختہ سڑک پر پہنچتے ہی پرمود نے انتہائی تیزی سے کار کو شہر کی طرف لے جانے کی بجائے اس طرف کو موڑ دیا جہاں شہر سے باہر ایک بڑا قصبہ آتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ شہر کی طرف زیادہ نگرانی ہو رہی ہوگی جب کہ دوسری طرف نگرانی کا مسئلہ نہ ہوگا۔ اور وہی ہوا۔ مڑتے ہوئے انہوں نے دیکھا کہ ملٹری کی کئی جیپیں شہر کی طرف سے آکر ادھر سائیڈ روڈ پر مڑ رہی تھیں۔ چونکہ یہ جیپیں خاصی دور تھیں اس لئے شاید وہ فائرنگ کی آوازیں نہ سن سکے تھے۔

سڑک پر خاصی ٹریفک تھی کیونکہ یہ ہائی وے تھا جو شہر کی سائیڈ سے ہوتی ہوئی آگے جا رہی تھی۔ وہ کچھ فاصلہ دیتے ہوئے آگے پیچھے چلتے رہے۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ اس قصبے کی حدود میں داخل ہو گئے۔ پرمود نے ایک سائیڈ روڈ پر کار موڑ دی۔ اس موڑ پر ایک بورڈ لگا ہوا تھا جس پر پرائیویٹ راستے کے الفاظ نمایاں تھے۔ اور اس بورڈ کو دیکھتے ہی پرمود نے کار ادھر موڑی تھی۔ یہ راستہ خالی پڑا ہوا تھا اور تھوڑی دیر بعد ان کی کاریں ایک وسیع و عریض کوٹھی کے بڑے سے پھاٹک کے سامنے جا کر رک گئیں۔ پھاٹک کی سائیڈ میں ایک نیم پلیٹ

موجود تھی جس پر پیتل سے بنے ہوئے حروف سے گلشن آباد لکھا ہوا تھا اور نیچے پروفیسر لیاقت علی کا نام اور ڈگریوں کی طویل قطار موجود تھی پھاٹک کے باہر ایک مسلح دربان موجود تھا۔

کار رکتے ہی میجر پرمود نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے دربان بھی چلتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔

"پروفیسر لیاقت علی سے کہو کہ نواب قدرت علی خاں آف چھانگہ آئے ہیں" — پرمود نے بڑے تحکمانہ لہجے میں دربان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس سر" — دربان شاید نواب اور سٹیٹ کا نام سن کر مرعوب ہو گیا تھا اس لئے وہ تیزی سے پھاٹک کی سائیڈ میں بنے ہوئے کیبن کی طرف بڑھا۔ لیکن اس دوران پرمود اندازہ لگا چکا تھا کہ پھاٹک پر دربان کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ ہے۔ اس لئے جیسے ہی وہ مڑا، پرمود کسی عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دربان کے منہ سے اوغ کی آواز نکلی اور اس نے تیزی سے پلٹ کر سیدھا ہونا چاہا۔ لیکن پرمود کی گرفت بےحد سخت تھی۔ اس نے ایک بازو اس کی گردن کے گرد ڈال دیا تھا دوسرے لمحے کھٹاک کی آواز ابھری اور دربان کا جسم پرمود کی گرفت میں ڈھیلا پڑ گیا۔ پرمود نے بڑی مہارت سے اس کی گردن توڑ ڈالی تھی۔ دربان کے ختم ہوتے ہی پرمود نے تیزی سے گھوم کر دربان کی لاش کو گھسیٹ کر ایک طرف جھاڑیوں میں پھینک دیا۔

"توفیق! — اندر جا کر پھاٹک کھولو — جلدی کرو" — پرمود نے اپنی کار کی طرف واپس دوڑتے ہوئے چیخ کر توفیق سے کہا جو اس

دوران کار سے باہر نکل چکا تھا۔

توفیق دوڑتا ہوا اس کیبن کی طرف بڑھا۔ اندر جانے کا راستہ اس کیبن سے ہو کر جاتا تھا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور دونوں کاریں اندر داخل ہو گئیں۔

"پھاٹک بند کر کے آجاؤ" ——— پرمود نے توفیق کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ کار سیدھی پورچ کی طرف لیتا گیا جہاں ایک بڑی سی سفید رنگ کی کار موجود تھی۔ اس کا اندازہ تھا کہ کوٹھی میں زیادہ افراد موجود نہ ہوں گے۔ کیونکہ پروفیسر ٹائپ کے لوگ تنہائی پسند ہوتے ہیں اور پھر اس کا اندازہ درست نکلا۔ پورچ میں پہنچنے تک انہیں کوئی ملازم نظر نہ آیا۔

جیسے ہی دونوں کاریں پورچ میں جا کر رکیں۔ برآمدے میں ایک خوبصورت سی حسینہ نمودار ہوئی۔ اس نے بڑا دلکش لباس پہن رکھا تھا اور قد و قامت کے لحاظ سے وہ لیڈی طاہرہ سے ملتی جلتی تھی۔ کار رکتے ہی میجر پرمود باہر آگیا۔ اس کے باقی ساتھی بھی باہر آگئے۔ البتہ توفیق پھاٹک بند کر کے اب پیدل ہی ادھر آرہا تھا۔ برآمدے میں کھڑی لڑکی حیرت سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"میرا نام نواب قدرت علی خان ہے اور میں ریاست چھانگلہ کا نواب ہوں ——— پروفیسر صاحب سے میری اپائنمنٹ طے ہے ——— وہ تشریف رکھتے ہیں" ——— پرمود نے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"ہاں! ——— وہ اپنی لائبریری میں ہیں ——— مگر وہ دربان ——— وہ کہاں

ہے ——— اس نے تو اطلاع نہیں دی ——— میرا نام گلشن ہے اور میں پروفیسر کی بھتیجی ہوں" ——— لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں پھاٹک اور وہاں سے آتے ہوئے توفیق پر جمی ہوئی تھیں۔

"دربان! ——— لیکن وہاں پھاٹک پر تو کوئی دربان نہ تھا ——— میں نے اپنے ساتھی سے پھاٹک کھلوایا ہے" ——— پرمود نے اس کے قریب جاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ پرمود کے ساتھی بھی اب برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ آئے تھے۔

"حیرت ہے ——— وہ تو انتہائی فرض شناس آدمی ہے۔ کہاں گیا وہ ——— ؟ خیر آئیے تشریف لائیے ——— لیکن کیا آپ سب پروفیسر سے ملیں گے ——— وہ بے حد تنہائی پسند ہیں۔ اسی لئے تو آپ کو یہاں کوئی ملازم نظر نہیں آئے گا ——— پروفیسر کا سارا کام میں خود کرتی ہوں صرف ایک دربان پھاٹک پر رکھا ہوا ہے" ——— گلشن نے کہا وہ صورت سے زیادہ ہی باتونی لگتی تھی۔

"صرف میں ان سے ملاقات کروں گا" ——— پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور گلشن نے بھی اطمینان سے سر ہلا دیا۔ پھر اس نے باقی لوگوں کو ایک وسیع و عریض ڈرائنگ روم میں بیٹھنے کے لئے کہا اور میجر پرمود کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

"انکل نے تو مجھے نہیں بتایا کہ آپ کی ملاقات ان سے طے ہے" گلشن نے ایک راہداری میں چلتے ہوئے کہا۔

"اس بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے" ——— پرمود نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے گلشن ایک کمرے کے بند دروازے پر رک گئی۔ اس

نے آہستہ سے دستک دی اور پھر دروازے پر دباؤ ڈال کر اسے کو کھول دیا۔

"آیئے" ـــــ گلشن نے پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور کمرے کے اندر داخل ہو گئی۔ پرمود بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک وسیع و عریض لائبریری تھی جو تمام کی تمام انتہائی قیمتی کتابوں سے بھری ہوئی تھی۔ سامنے ایک میز کے پیچھے ایک بوڑھا سا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر کتابیں کھلی ہوئی پڑی تھیں اور ایک ٹیبل لیمپ جل رہا تھا۔

"کیا بات ہے گلشن! ـــــ یہ کون صاحب ہیں" ـــــ بوڑھے پروفیسر نے عینک درست کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ گلشن کوئی جواب دیتی۔ اس کے پیچھے چلنے والے پرمود کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور گلشن چیخ مار کر اچھلی اور منہ کے بل نیچے بچھے ہوئے قالین پر جا گری۔ اور بے حس و حرکت ہو گئی۔ گردن کی پشت پر پڑنے والی ایک ہی ضرب اسے کافی ہو گئی تھی۔

"کک ـ کک ـ کیا مطلب" ـــــ؟ پروفیسر نے بری طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"خبردار اگر حرکت کی تو" ـــــ پرمود گلشن کے گرتے ہی اچھل کر اٹھتے ہوئے پروفیسر کے سر پر پہنچ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ اور پھر پروفیسر ابھی پوری طرح اٹھ بھی نہ سکا تھا کہ پرمود نے ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس کی کھوپڑی پر جما دیا اور پروفیسر چیخ مار کر میز کے اوپر گرا۔ پرمود نے دوسری ضرب لگائی اور پروفیسر کا جسم بے حس و حرکت ہو گیا۔ پرمود نے پھرتی سے ریوالور واپس جیب میں ڈالا اور پروفیسر کو

گھسیٹ کر قالین پر پھینک دیا۔ اس کے بعد اس نے ان دونوں کی باری باری نبض چیک کی اور اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ دونوں طویل عرصے کے لئے بیہوش ہو چکے تھے۔ پرمود تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ڈرائنگ روم میں واپس پہنچ چکا تھا۔ جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔

"اس دربان کا کیا ہوا توفیق" ـــــ؟ میجر پرمود نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی کہا۔

"میں اسے گھسیٹ کر اندر لے آیا تھا ـــــ میں نے سوچا کہیں ہر کوئی اسے دیکھ نہ لے" ـــــ توفیق نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ لائبریری میں پروفیسر اور اس کی بھتیجی بیہوش ے میں ـــــ پروفیسر کا جسم اور قد و قامت توفیق جیسا ہے۔ اس لئے یق! ـــــ تم فوراً اس کا لباس اتار کر پہنو اور اس کا میک اپ کر لو۔ ب اپ انتہائی احتیاط سے کرنا۔ کوئی کمی نہ رہ جائے ـــــ اور ی طاہرہ! ـــــ تم نے گلشن کا روپ دھارنا ہے ـــــ میں پروفیسر سیکرٹری آفتاب ہوں جب کہ کیپٹن طارق دربان کا میک اپ کرے ہں کا جسم اس سے ملتا ہے اور باقی افراد کاریں لے کر واپس اپنی ش گاہ پر چلے جائیں گے" ـــــ میجر پرمود نے انہیں ہدایات یتے ہوئے کہا۔

اور پھر کار سے میک اپ باکس اور دوسرا ضروری اسلحہ نکال کر ایک ے میں منتقل کر دیا گیا۔ اور توفیق کے دونوں ساتھی کاریں لے پھاٹک باہر چلے گئے۔ کیپٹن طارق نے ایک سائیڈ میں پڑی ہوئی دربان

کی لاش اٹھا کر کاندھے پر ڈالی اور اُسے لے کر اندر عمارت میں آ گیا۔ اس نے اس کی یونیفارم اتار کر خود پہن لی۔ اور توفیق اور لیڈی طاہرہ بھی لباس بدل چکے تھے۔ اور اب میک اپ میں مصروف تھے۔ پرمود نے بھی میک اپ تبدیل کر لیا تھوڑی دیر بعد وہ سب نئی شخصیتوں میں ڈھل چکے تھے۔

"اب ان کا کیا کرنا ہے میجر" ——— کیپٹن طارق نے گلشن، پروفیسر اور دربان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم گیٹ پر پہنچو ——— باقی ہم سنبھال لیں گے" ——— پرمود نے کیپٹن طارق سے کہا اور کیپٹن طارق سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔

"توفیق ——— تم پروفیسر کو اٹھاؤ۔ میں گلشن کو اٹھاتا ہوں۔ اور طاہرہ! تم باورچی خانے میں جاؤ اور ہمارے لئے کافی تیار کرو" ——— پرمود نے کہا اور پھر اس نے جھک کر قالین پر پڑی ہوئی بیہوش گلشن کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا۔ گلشن نے اس وقت طاہرہ والا لباس پہن رکھا تھا توفیق نے پروفیسر کو اٹھایا اور پھر وہ انہیں لئے ہوئے وسیع و عریض کوٹھی میں گھومتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں ایک تہہ خانے کا سراغ مل گیا۔

"ہم نے یہاں زیادہ دیر نہیں ٹھہرنا ——— اس لئے انہیں ہلاک کرنے کی ضرورت نہیں۔ بس اچھی طرح باندھ کر منہ میں رومال ٹھونس دو" ——— پرمود نے گلشن کو تہہ خانے کے فرش پر لٹاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد توفیق نے ان دونوں کو رسیوں سے اس طرح باندھ دیا کہ وہ دونوں ہوش میں آنے کے باوجود حرکت نہ کر سکیں۔ دونوں کے منہ میں کپڑے ٹھونس کر وہ تہہ خانے سے باہر آ گئے۔

"اگر انہیں ختم کر دیا جاتا تو زیادہ بہتر تھا" ——— توفیق نے تہہ خانے سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"غیر ضروری قتل و خون اچھا نہیں ہوتا توفیق" ——— پرمود نے سرد لہجے میں کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ لائبریری میں پہنچ گئے۔ لیڈی طاہرہ کافی لئے وہاں پہلے سے موجود تھی۔

"اب کیا پروگرام ہے میجر" ——— ؟ توفیق نے پوچھا۔

"ارے ہاں ——— کیپٹن طارق سے میں نے لیبارٹری کا اتہ پتہ بھی نہیں پوچھا ——— اُسے ٹیلیفون کرو۔ میں اس سے یہیں بیٹھے بیٹھے تفصیلات حاصل کر لوں" ——— میجر پرمود نے چونکتے ہوئے کہا اور توفیق نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور مختلف نمبر ڈائل کرنے لگا۔ اور پھر تین نمبر ڈائل کرنے کے بعد کیپٹن طارق سے رابطہ قائم ہو گیا اور توفیق نے رسیور میجر پرمود کی طرف بڑھا دیا۔

عمران کی کار جب فوجی چھاؤنی سے باہر آئی تو اس نے جنگی جہازوں کو تیزی سے شہر کے اوپر جاتے دیکھا۔

"اوہ!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ میجر پرمود ہیلی کاپٹر کو شہر کی طرف لے گیا ہے"۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور کار کا رُخ شہر کی طرف موڑ دیا۔

"بڑی دیدہ دلیری دکھائی ہے اس ایجنٹ نے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کام اسی طرح ہوتے ہیں کیپٹن"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے لگے ہوئے ایک بٹن کو پُش کیا تو ایک خانہ کھل گیا۔ اس خانے میں جدید قسم کا ٹرانسمیٹر نصب تھا جس کا حیطہ عمل بے حد وسیع تھا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کے دو تین بٹن دبائے تو اس میں سے ایک آواز سنائی دی۔

"میں نے اُسے درختوں کے جھنڈ میں اترتے دیکھا ہے سر۔۔۔ ہمیں ان درختوں پر بم برسانے چاہئیں۔ اوور"۔۔۔ ایک آواز سنائی دی۔

"نہیں۔۔۔ جب تک انتہائی ضروری نہ ہو ہیلی کاپٹر ہٹ نہیں کیا جا سکتا۔۔۔ تم سب اردگرد کے علاقے پر راؤنڈ کر کے چیک کرو۔ وہ لوگ ضرور ہیلی کاپٹر سے نکل کر دوڑیں گے۔۔۔ ایسی صورت میں ان پر مشین گن فائر کھول دینا۔ اوور"۔۔۔ ایک تحکمانہ آواز سنائی دی اور اس آواز کا لہجہ بتا رہا تھا کہ یہ گراؤنڈ کنٹرول آفیسر کی آواز ہے۔

"ہیلو۔۔۔ ہیلو گراؤنڈ کنٹرول۔۔۔ میں سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کا نمائندہ عمران بول رہا ہوں۔۔۔ مجرموں نے ہیلی کاپٹر کہاں اتارا ہے۔ ہم ان کے پیچھے ہیں۔ اوور"۔۔۔ عمران نے ایک اور بٹن دبا کر مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب!۔۔۔ میں گروپ کیپٹن جعفری بول رہا ہوں۔۔۔ مجرم ہیلی کاپٹر کو لے کر شہر پر نیچی پرواز کرتے ہوئے شمالی حصے کے کھیتوں کی طرف گئے ہیں۔۔۔ اور ابھی رپورٹ ملی ہے کہ انہوں نے ہیلی کاپٹر درختوں کے ایک جھنڈ میں اتار دیا ہے۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے گروپ کیپٹن نے جواب دیا۔

"آپ فوراً وہاں ملٹری ایکشن کریں۔۔۔ ورنہ وہ لوگ نکل جائیں گے مجھے بتایئے کہ وہ کونسا علاقہ ہے جہاں ہیلی کاپٹر اتارا گیا ہے۔ اوور"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ شہر کی شمالی پٹی ہے۔۔۔ ایئر نقشے کے مطابق زیرو علاقہ۔۔۔ ہائی وے کے شمال کی طرف۔۔۔ میرا خیال ہے کہ دسویں میل کے نزدیک

کا علاقہ ہے۔ اوور" ___ گروپ کیپٹن نے جواب دیا۔

" او کے ___ ٹھیک ہے ___ آپ فوراً ملٹری ایکشن کرائیں۔ تاکہ سارے علاقے کو گھیرا جا سکے اور انہیں میرے متعلق اطلاع بھی دے دیں ___ میں سفید رنگ کی ڈاٹسن میں ہوں نمبر کے جی بی سکس زیرو سکس ون۔ اوور" ___ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے ___ میں ابھی احکامات دے دیتا ہوں۔ اوور۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اور پھر کار کی رفتار یکلخت تیز کر دی۔

مختلف سڑکوں سے گھومنے کے بعد وہ ہائی وے پر پہنچ گیا۔ ہائی وے پر ملٹری کی جیپیں بھی دوڑتی پھر رہی تھیں۔ کیونکہ شہر کی نسبت یہ علاقہ چھاؤنی کے قریب تھا اس لئے عمران کے پہنچنے سے پہلے ہی ملٹری کی جیپیں وہاں پہنچ چکی تھیں۔

عمران ہائی وے پر کار بھگاتے چلا گیا۔ اتنے میں ایک سائیڈ روڈ پر آ سے ملٹری کا مخصوص سائرن بجنے کی آواز سنائی دی۔ یہ خطرے کا سائرن تھا۔ اور عمران نے سائرن کی آواز سنتے ہی تیزی سے کار اس طرف موڑ دی۔ اس کے پیچھے آنے والی ملٹری کی جیپیں بھی ادھر ہی مڑ گئیں۔ کچھ دور آگے جا کر عمران کو سڑک پر ملٹری کی جیپیں رکی ہوئی دکھائی دیں اور فوجی وہاں اکٹھے تھے۔ عمران نے کار ان کے قریب جا کر روکی اور اچھل کر نیچے اتر آیا۔

ایک جیپ کے سامنے سڑک پر دائیں بائیں فوجیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جنہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔

" میرا نام علی عمران ہے" ___ عمران نے ایک فوجی کے قریب جا کر کہا۔

" اوہ ٹھیک ہے ___ ہمیں آپ کے متعلق اطلاع دی گئی تھی۔ ہم ابھی یہاں پہنچے ہیں تو یہ حشر ہوا پڑا ہے" ___ فوجی آفیسر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ ان فوجیوں کا ٹکراؤ یہاں مجرموں سے ہوا ہے" ___ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے غور سے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ پیچھے آنے والی جیپوں سے بھی فوجی اتر اتر کر وہاں اکٹھے ہو رہے تھے۔ اور وہ ٹرانسمیٹر پر اعلیٰ حکام کو رپورٹیں دینے میں مصروف ہو گئے۔

عمران چند لمحے وہاں رکا اور پھر وہ واپس کار میں آ کر بیٹھ گیا اور اس نے کار کو بیک کر کے واپس پختہ سڑک کی طرف موڑ دیا۔

" کچھ پتہ چلا کہ یہ لوگ کہاں گئے ہیں" ___ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ہاں ___ یہ لوگ دو کاروں میں سوار ہیں اور دونوں کاریں نئے ماڈل کی ہیں ___ ان میں سے ایک ٹویوٹا کار ہے۔ جبکہ دوسری شیورلٹ ہے۔ ان کے ٹائر بتا رہے ہیں کہ وہ سڑک کی طرف گئے ہیں" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر پختہ سڑک کی سائیڈ پر پہنچ کر عمران ایک لمحے کے لئے رکا اور اس نے زمین کو غور سے دیکھا اور پھر کار کا رخ قصبے کی طرف موڑ کر پختہ سڑک پر آ گیا۔ اب وہ شہر سے باہر جانے والی سڑک کی طرف کار بھگائے چلا جا رہا تھا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ اور اس کی تیز نظریں سڑک کی دوسری

طرف کی زمین کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔

اور ابھی وہ تھوڑی ہی دور پہنچا ہو گا کہ اچانک سائیڈ سے یکے بعد دیگرے دو کاریں برآمد ہوئیں اور مڑ کر تیزی سے شہر کی طرف جانے لگیں۔ عمران انہیں دیکھ کر چونک پڑا۔ اس کی نظریں ان کے ٹائروں پر جمی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک کار ٹیوٹا اور دوسری کار شیورلیٹ تھی۔ دونوں کاریں نئے ماڈل کی تھیں۔ اسی لمحے وہ دونوں کاریں اس کے قریب سے ہو کر گذر گئیں۔ ان میں صرف ڈرائیونگ سیٹوں پر ایک ایک آدمی تھا۔ جو مقامی افراد لگ رہے تھے۔

"میرے خیال میں یہی دونوں کاریں ہیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ـــ یہی ہیں" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کار آگے بڑھاتے لے گیا۔ اور پھر اس نے کار اس سائیڈ والے روڈ پر جا کر روک دی جہاں سے دونوں کاریں نکل کر سڑک پر آئی تھیں۔

"پروفیسر لیاقت علی" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار ایک طرف روک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ـــ ہیلو عمران کالنگ ایکسٹو۔ اوور" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس ـــ ایکسٹو اٹنڈنگ۔ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"سر! ـــ میجر پرمود نے ملٹری چھاؤنی سے کوٹھی سے گرفتار ہونے والے اپنے دو ساتھیوں کو بڑی دیدہ دلیری سے اغوا کیا اور ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہ شمالی کھیتوں میں اترا۔ جہاں شاید اس کے دو ساتھی کار

لئے موجود تھے۔ میں نے ان کاروں کو تو ٹریس کر لیا ہے۔ لیکن وہ شہر کی طرف خالی جا رہی تھیں ـــــ اس کا مطلب ہے کہ میجر پرمود اپنے ساتھیوں سمیت کہیں چھپ گیا ہے اور میں نے ان کے چھپنے کی جگہ کا اندازہ کر لیا ہے۔ میں انہیں ضرور ڈھونڈ نکالوں گا ـــــ بہرحال آپ دونوں کاروں کے نمبر نوٹ کر لیں اور جولیا سے کہہ کر ان کے مالکان کا پتہ کرائیں تاکہ بعد میں ان کو ٹریس کیا جا سکے۔ اوور" ـــــ عمران کا لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔ کیپٹن شکیل عمران جیسے شخص کو اس طرح مودب دیکھ کر دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔

"نوٹ کراؤ۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا اور عمران نے دونوں کاروں کا رنگ، ماڈل اور نمبر بتا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"آؤ بھئی کیپٹن شکیل! ـــ آج اس میجر پرمود سے بھی دو دو ہاتھ ہو ہی جائیں" ـــــ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی مسکرا کر کیپٹن شکیل سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی سیٹ کے نیچے کا حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح کھولا اور ایک چپٹا سا میک اپ باکس باہر نکال لیا۔

"تمہیں تو وہ نہیں جانتا ـــ لیکن میں ایک بار بروکھاوے کے لئے اس کے پاس جا چکا ہوں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے میک اپ باکس کھول کر کہا۔

"بروکھاوے کے لئے ـــ لیکن وہ تو مرد ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو بر دکھاوے کے لئے مردوں کے پاس ہی جایا جاتا ہے۔ آخر انہیں اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے لئے بَر دیکھنے کا حق تو ہے" ___ عمران نے کہا۔ اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے باکس کھول کر اب تیزی سے میک اپ کرنا شروع کر دیا تھا۔

" جولیا کو نہ بتانا ___ وہ لیڈی طاہرہ بڑی خوبصورت چیز ہے۔ اگر مان جائے تو ___ " عمران نے بڑے سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

" مان جائے تو کیا کریں گے" ___ ؟ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" تو تمہاری شادی کرادوں گا" ___ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور کیپٹن شکیل ایک بار پھر بے اختیار ہنس دیا۔

" آپ نے یکدم پٹری بدل لی" ___ کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے

" یار کیا کروں ___ لیڈی طاہرہ مانتی ہے یا نہیں ___ یہ تو بعد کا مسئلہ ہے ___ جولیا ناراض ہوجائے گی۔ کم از کم ایک تو ہاتھ میں رہے" عمران نے مصنوعی مسہ گال سے چپکاتے ہوئے کہا۔

" جولیا بھلا کیسے ناراض ہوگی ___ اُسے کیا پتہ کہ ہم کیا باتیں کرتے ہیں" ___ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم عورتوں کو نہیں جانتے ___ یہ عورتیں اس معاملے میں بڑی ٹیلی پیتھ ہوتی ہیں ___ تم ہزاروں میل دور ان کے خلاف سازش کرو انہیں فوراً پتہ چل جاتا ہے" ___ عمران نے سہمے ہوتے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میک اپ باکس بند کر کے اُسے واپس سیٹ کے نیچے بنی ہوئی جگہ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد بیک

میں اپنا میک اپ چیک کرنے لگا۔ بڑی بڑی سفید مونچھوں اور سیاہ بھنوؤں اور سر پر کھچڑی بالوں کی وجہ سے وہ کوئی ریٹائرڈ فوجی لگ رہا تھا جس کی تمام عمر جنگوں میں حصہ لیتے گذری ہو۔ اس کے جسم پر کشمشی رنگ کا خوبصورت سوٹ تھا۔

" ان سفید مونچھوں پر تو لیڈی طاہرہ ریجھنے سے رہی" ___ کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

" یار تم ایسا کرو کہ سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے کر عورتوں کی نفسیات پر کچھ عرصہ ریسرچ کرو ___ تمہیں تو ان کی نفسیات کی الف ب بھی معلوم نہیں ___ بڑے بھائی ___ اوہ سوری ___ سفید مونچھوں کے بعد تو تم چھوٹے بھائی ہوگئے ہو۔ تو چھوٹے بھائی! سمجھدار عورتیں نوجوانوں کی بجائے ادھیڑ عمر مردوں کو زیادہ پسند کرتی ہیں۔ کیونکہ نوجوانوں میں لاابالی پن بھی ہوتا ہے اور ان کا دوسری عورتوں پر عاشق ہو جانے کا سکوپ بھی ___ جب کہ ادھیڑ عمر آدمی میچور بھی ہوتا ہے اور آئندہ اس کے کسی پر عاشق ہو جانے کا سکوپ بھی نہیں ہوتا۔ اور پھر وہ دولت بھی خاصی کما چکا ہوتا ہے ___ اب سمجھے ___ تو تمہاری بجائے میرا سکوپ بہرحال زیادہ رہے گا۔ دیکھ لینا" ___ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار سٹارٹ کی اور اُسے بیک کر کے مین روڈ پر موڑ دیا۔

" کیا یہ لوگ پروفیسر لیاقت علی کی کوٹھی میں چھپے ہوئے ہیں" ___ ؟ کیپٹن شکیل نے چونک کر بورڈ کو دیکھتے ہوئے کہا جس پر پرائیویٹ راستہ کے موٹے موٹے الفاظ کے نیچے پروفیسر لیاقت علی کا نام لکھا ہوا تھا۔

"میرا اندازہ ہے کہ میجر پرمود وغیرہ یہیں چھپے ہوئے ہیں. کیونکہ ان کی خالی کاریں اسی راستے سے ہی واپس آئی ہیں ــــ اور ادھر پروفیسر کی ہی رہائش گاہ ہے" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب د[illegible]

چند لمحوں بعد کار ایک وسیع و عریض پھاٹک کے سامنے پہنچ گئی جس پر پیتل کی نیم پلیٹ پر گلشن آباد کے نیچے پروفیسر لیاقت علی کا نا[illegible] اور اس کے ساتھ ڈگریوں کی لمبی قطار موجود تھی. ایک مسلح دربان ملحق کیبن کے باہر بڑے مستعدانہ انداز میں کھڑا تھا. اس کی نظریں عمر[ان] کی کار پر جمی ہوئی تھیں.

"ارے ادھر آؤ" ــــ عمران نے بڑے تحکمانہ لہجے میں دربا[ن] سے مخاطب ہو کر کہا. اور دربان منہ بناتا ہوا چل کر اس کے پاس پہنچا.

"تم کتنا عرصہ فوج میں رہے ہو" ــــ؟ عمران نے دربان سے مخاطب ہو کر پوچھا.

"فوج میں ــــ کیا مطلب" ــــ؟ دربان نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا.

"تمہاری چال بتا رہی ہے کہ تم فوج میں رہے ہو ــــ بہرحال پروفیسر کو اطلاع کر دو کہ رانا تہور علی صندوقچی تشریف لائے ہیں" ــــ عمران نے جان بوجھ کر اپنے نام کے ساتھ تشریف لانے کے الفاظ کہے تا[کہ] دربان پر پورا رعب قائم رہے.

"ٹھیک ہے" ــــ دربان نے کہا اور واپس کیبن کی طرف مڑ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے اندر سے پھاٹک کھول دیا.

"تشریف لے جائیے جناب" ــــ دربان نے اس بار قدرے مودبا[نہ]

لہجے میں کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کار اندر کی طرف بڑھا دی پورچ میں ایک سفید رنگ کی بڑی سی کار موجود تھی. عمران نے اس کے ساتھ جا کر کار روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے. برآمدے میں ایک خوبصورت سی لڑکی بڑا شوخ سا لباس پہنے کھڑی تھی.

"تشریف لائیے جناب" ــــ لڑکی نے آگے بڑھتے ہوئے بڑے بے تکلف سے لہجے میں کہا اور عمران نے ایک لمحے کے لئے چونک کر اسے دیکھا اور پھر اس کا چہرہ بے تاثر ہو گیا.

"ہم پہلی بار پروفیسر سے ملنے آئے ہیں ــــ آپ کی تعریف" ــــ؟ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا.

"میرا نام گلشن ہے ــــ اور میں پروفیسر کی بھتیجی ہوں" ــــ لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا.

"اچھا نام ہے ــــ لیکن پورا نام ہونا چاہیئے ــــ گلشن بہار ــــ ایسے گلشن کا کیا فائدہ جس میں بہار ہی نہ ہو" ــــ عمران نے کہا اور گلشن بے اختیار ہنس دی.

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا.

"یہ پروفیسر کے سیکرٹری آفتاب احمد ہیں" ــــ گلشن نے آنے والے نوجوان کا تعارف کراتے ہوئے کہا.

"ماشاءاللہ این ہمہ خانہ آفتاب است ــــ ہمارا نام رانا تہور علی صندوقچی ہے ــــ اور یہ ہمارے سیکرٹری عالی جاہ ہیں. ہم پروفیسر سے ایک اہم مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں ــــ ہم نے پہلے فون کیا تو وہاں سے کوئی جواب نہ ملا" ــــ عمران نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا.

"ٹھیک ہے ـــ آپ ڈرائینگ روم میں تشریف رکھیں ـــ میں پروفیسر کو اطلاع کرتا ہوں ـــ گلشن بی ـــ آپ مہمانوں کے لئے کچھ تیار کر لیجئے" ـــ سیکرٹری آفتاب نے بڑے مودبانہ انداز میں کہا اور گلشن سر ہلاتی ہوئی ایک راہداری کی طرف بڑھ گئی ۔ اور سیکرٹری آفتاب انہیں ڈرائینگ روم میں بٹھا کر خود دروازے سے باہر نکل گیا ۔

"ٹریس ہو گئے کیپٹن ! ـــ ہوشیار رہنا ـــ یہ گلشن لیڈی طاہرہ ہے میں نے اسے آواز سے پہچان لیا ہے ـــ یہ سیکرٹری صاحب میجر پرمود ہیں ـــ گو میک اپ تو بہت اچھا کیا ہے لیکن رانا تہور علی صندوقچی کی نظروں سے کیسے چھپ سکتے ہیں" ـــ عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا ۔ اور کیپٹن شکیل کا جسم یکلخت تن گیا ۔

"ارے اتنا بھی تننے کی ضرورت نہیں ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل مسکرا دیا ۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور بوڑھا پروفیسر اندر داخل ہوا ۔ اس نے سلیپنگ گاؤن پہنا ہوا تھا ۔ اس کے پیچھے سیکرٹری تھا ۔

"پروفیسر لیاقت علی" ـــ سیکرٹری نے اندر آتے ہوئے کہا ۔

"اوہ پروفیسر ! ـــ آپ تو خاصے بوڑھے ہو گئے ہیں ـــ آپ کو ہم نے خوامخواہ تکلیف دی" ـــ عمران نے اٹھ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا ۔

"کیا مطلب ! ـــ کیا بوڑھا ہونا جرم ہے" ـــ پروفیسر نے تلخ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"ہاں ! ـــ آپ جیسے پروفیسر کا بوڑھا ہونا تو واقعی زیادتی ہے جس

کے پاس مشروب جوانی ہو ۔ وہ خود بوڑھا ہو جائے تو" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"مشروب جوانی ـــ کیا مطلب ـــ میں سمجھا نہیں" ـــ پروفیسر نے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا ۔ سیکرٹری آفتاب ایک سائیڈ پر کھڑا تھا ۔

"ہمیں معلوم ہوا تھا کہ آپ نے کوئی مشروب جوانی تیار کیا ہے جسے پینے کے بعد آدمی بوڑھا نہیں ہوتا ـــ ہم تو اسی لئے حاضر ہوئے تھے لیکن آپ تو ہم سے بھی بوڑھے ہیں" ـــ عمران نے کہا ۔

"اوہ ! ـــ آپ کو غلط اطلاع دی گئی ہے ـــ ہمارا مشروب جوانی سے کیا تعلق" ـــ پروفیسر نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

اسی لمحے گلشن اندر داخل ہوئی ۔ وہ ایک ٹرالی دھکیلتی ہوئی لائی تھی جس پر کافی کی دو پیالیاں موجود تھیں اس نے دونوں پیالیاں اٹھا کر باری باری عمران اور کیپٹن شکیل کے سامنے رکھ دی ۔

"یہ میری بھتیجی ہے گلشن ـــ بیٹھو گلشن ! ـــ یہ رانا صاحب کہیں تمہیں ملازمہ نہ سمجھ لیں" ـــ پروفیسر نے کہا ۔

"مجھے معلوم ہے ـــ بہرحال اطلاع غلط نہیں ہو سکتی پروفیسر ! ـــ یہ اطلاع مجھے پروفیسر بارکی نے دی ہے ـــ اور آپ تو جانتے کہ پروفیسر بارکی جھوٹ نہیں بولتے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

پروفیسر بارکی کے الفاظ سنتے ہی وہ سب چونک پڑے ۔

"پروفیسر بارکی ! ـــ وہ کون ہے" ـــ پروفیسر نے کہا ۔

"اگر آپ انہیں نہیں جانتے پروفیسر ! ـــ تو پھر میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ تم پروفیسر لیاقت علی نہیں ہو سکتے" ـــ عمران نے اس بار سرد لہجے

میں کہا۔

"کیا مطلب! — آپ کیا کہنا چاہتے ہیں" —— پروفیسر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"اب وقت ضائع کرنا فضول ہے — اندر آجاؤ کیپٹن" — اچانک سیکرٹری آفتاب نے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے دربان مشین گن لئے اچھل کر اندر آگیا۔ اس کے ساتھ ہی سیکرٹری کے ہاتھ میں بھی ریوالور نظر آنے لگا۔ پروفیسر اور گلشن بھی اچھل کر کھڑے ہوگئے۔ اب ان کے ہاتھوں میں بھی ریوالور تھے۔

کیپٹن شکیل کا جسم سیدھا ہوا۔ لیکن عمران نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"چلو اچھا ہوا — آپ لوگ مزید منافقت سے بچ گئے — بہرحال آپ نے جگہ اچھی تلاش کر لی ہے —— وہ اصل پروفیسر اور گلشن وغیرہ کہاں ہیں" —— عمران نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"وہ زندہ ہیں — فکر نہ کرو — لیکن تم یہاں سے زندہ واپس نہیں جاسکتے عمران —— میں نے تمہاری کار پہچان لی ہے۔ میں نے اسے ملٹری انٹیلی جنس کے برآمدے میں کھڑے دیکھا تھا" —— سیکرٹری آفتاب نے کہا۔

"اچھا — کمال ہے میجر پرمود! — بڑی تیز نظریں ہیں تمہاری — اب میں بتاؤں کہ میں نے تمہیں کیسے چیک کیا" —— عمران نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے اسے ان مشین گنوں

اور ریوالوروں کی ذرا برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

"کیا ضرورت ہے —— میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تمہاری باتیں سنتا رہوں —— اس کوٹھی سے تو تم بچ نکلے تھے۔ لیکن اب —— میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم نادانستگی میں یہاں آپھنسے ہیں میجر صاحب! —— میں نے تمہاری دونوں کاریں خالی جاتی دیکھ لی تھیں۔ اور وہ اسی راستے سے گئی ہیں —— پھر یہ دربان صاحب تو بھی چال چلتے ہوئے آئے —— اس کے بعد لیڈی طاہرہ صاحبہ اپنی آواز نہ چھپا سکیں —— اور تم نے میک اپ تو اچھا کر لیا ہے۔ لیکن رانا تہور علی صندوقچی سے اچھا میک اپ نہیں کر سکتے —— میں نے تو صرف اس لئے تمہارا کچھ وقت لے لیا تاکہ معلوم ہو کہ یہاں تم کتنے افراد ہو" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فائر" —— اچانک میجر پرمود نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی دربان نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔

لیکن جیسے ہی پرمود کے حلق سے فائر کی آواز نکلی۔ عمران کے جسم نے یکلخت جھٹکا کھایا اور جس صوفے پر وہ بیٹھے تھے بجلی کی سی تیزی سے پیچھے الٹ گیا۔ اور مشین گن کی گولیاں اس صوفے کے نچلے حصے میں پھنس کر رہ گئیں۔ کیونکہ صوفہ پرانے زمانے کا تھا اور اس زمانے میں صوفے کی گدیوں کے نیچے کپاس بھری جاتی تھی۔

میجر پرمود تیزی سے آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک فائر ہوا اور دوسرے لمحے پرمود کے ہاتھوں سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔ اور اسی لمحے صوفہ

اڑتا ہوا ان کے اوپر آگرا۔ میجر پرمود تو تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہو گیا لیکن گلشن، پروفیسر اور دربان صوفے کی زد سے نہ بچ سکے۔

"اب بولو میجر پرمود صاحب"۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

اب وہ اور کیپٹن شکیل ہاتھوں میں ریوالور لیے کھڑے تھے۔ عمران کے بولنے سے پہلے ہی کیپٹن شکیل نے بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگائی اور اس نے صوفے سے ٹکرا کر اٹھتے ہوئے ان تینوں کو کور کر لیا۔

"تم نے میرا ریوالور کیسے ہٹ کر لیا"۔۔۔؟ پرمود نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اب بھی حیرت بھرے انداز میں اپنے خالی ہاتھ کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل چکا ہے۔ کیونکہ درمیان میں تو صوفہ تھا۔ جس میں سے مشین گن کی گولیاں کراس نہیں ہو سکیں تو ریوالور کی گولی کیسے کراس ہو گئی۔

"ایسے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ذرا سا ہاتھ اٹھا کر فائر کر دیا۔ دوسرے لمحے کیپٹن طارق کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ وہ بڑی خاموشی سے فرش پر پڑی مشین گن کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا۔

عمران کے ریوالور سے نکلنے والی گولی چھت سے ٹکرا کر ساٹھ ڈگری کا زاویہ بناتی ہوئی ٹھیک کیپٹن طارق کے ہاتھ سے آ ٹکرائی تھی۔

"اوہ کمال ہے۔۔۔ واقعی ماہر نشانہ باز ہو"۔۔۔ میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران نے واقعی کارنامہ انجام دیا ہے کہ صوفے کی دوسری طرف سے فائر کیا اور گولی چھت سے ٹکرا کر پلٹی اور سیدھی پرمود کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور سے آ ٹکرائی

اور یہ اس وقت تو واقعی کمال بن گیا جب کہ درمیان میں صوفہ ہونے کی وجہ سے عمران اس کی پوزیشن بھی نہ دیکھ سکا تھا۔

"چلو شکر ہے۔ تم نے تعریف تو کی۔۔۔ ایک تو تم ذرا سی بات کرنے کا بھی وقت نہیں دیتے۔۔۔ فوراً گولیاں چلانا شروع کر دیتے ہو"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم کیا باتیں کرنا چاہتے ہو"۔۔۔؟ میجر پرمود نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"کیپٹن شکیل!۔۔۔ یہ اسلحہ اکٹھا کر کے ایک طرف ڈال دو۔ اگر اس دوران کسی نے حرکت کی تو پھر وہ ہمیشہ کے لئے بے حرکت ہو جائے گا۔۔۔ اس کے بعد اطمینان سے بات کریں گے"۔۔۔ عمران نے کیپٹن شکیل کے ساتھ ساتھ وہاں موجود افراد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"کوئی حرکت نہ کی جائے"۔۔۔ پرمود نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کی پیروی میں پیچھے ہٹ گئے۔ اور کیپٹن شکیل نے ٹھوکروں کی مدد سے اسلحہ اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔

اور پھر جیسے ہی وہ کیپٹن طارق کے سامنے سے مشین گن اٹھانے کے لئے جھکا، کیپٹن طارق نے بجلی کی سی تیزی سے لات گھمائی اور کیپٹن شکیل اچھل کر پیچھے کھڑے عمران سے جا ٹکرایا۔ ضرب اس قدر زوردار تھی کہ کیپٹن شکیل واقعی کسی گیند کی طرح اچھلا تھا اور اچانک ٹکرانے کی وجہ سے وہ عمران کو بھی اپنے ساتھ ہی لے گیا۔ کیپٹن شکیل کو لات

مارتے ہی کیپٹن طارق بجلی کی سی تیزی سے مشین گن اٹھانے کے لئے جھکا ہی تھا کہ کیپٹن شکیل ایک بار پھر اس طرح اچھل کر کیپٹن طارق سے آ ٹکرایا جیسے گیند کسی دیوار سے ٹکرا کر واپس لوٹتی ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر گر گئے۔

عمران نے کیپٹن شکیل کو واپس تو اچھال دیا تھا لیکن اچانک ٹکراؤ کی وجہ سے ریوالور اس کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ چنانچہ اس موقع سے میجر پرمود نے فائدہ اٹھایا اور اس نے چیتے کی طرح چھلانگ لگائی اور فرش سے اٹھتے ہوئے عمران سے آ ٹکرایا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے کروٹ بدلی اور پھر جیسے ہی پرمود کے ہاتھ فرش سے ٹکرائے عمران کی ٹانگیں کسی پرکار کی طرح گھومیں اور پرمود اچھل کر پروفیسر اور گلشن سے جا ٹکرایا۔

"بس اب ہاتھ اٹھا دو دوستو!" —— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چپٹا سا ریوالور نکال لیا۔ ادھر کیپٹن شکیل اور کیپٹن طارق دونوں ایک دوسرے سے الجھے ہوئے تھے۔

"ہٹ جاؤ شکیل! —— ابھی ریسلنگ کا وقت نہیں ہوا" —— عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ لیکن جیسے ہی وہ پیچھے ہٹا۔ پرمود کا داؤ چل گیا۔ اس نے پاس کھڑی گلشن کو یکلخت عمران پر اچھال دیا اور گلشن چیختی ہوئی عمران سے جا ٹکرائی۔

"ارے باپ رے —— بکر ڈیڈی رے —— بڑا خوفناک ٹکراؤ ہے" —— عمران نے نیچے گرتے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی

اس نے گلشن کو ایک طرف اچھالا۔ لیکن اس کے اٹھتے ہی پرمود نے چھلانگ لگائی اور اس کی فلائنگ کک پوری قوت سے عمران کے سینے پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی پرمود نے قلابازی کھائی اور اس بار اس نے اپنے سر کی زوردار ٹکر کیپٹن شکیل کی پسلیوں پر ماری اور پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

عمران اور کیپٹن شکیل دونوں ہی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے لیکن اب پرمود کے ہاتھ میں خنجر چمک رہا تھا۔

"تمہاری موت میرے ہاتھوں ہی لکھی ہوئی ہے عمران" —— میجر پرمود نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"اچھا! —— کاش تم صنف نازک ہوتے —— کم از کم شہید ناز کہلا سکتا" —— عمران نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی تمہاری یہ چلتی ہوئی زبان بند ہو جائے گی" —— میجر پرمود نے کہا۔ وہ خنجر بڑے ماہرانہ انداز میں دونوں ہاتھوں میں الٹ پلٹ رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں اس قدر تیزی تھی کہ خنجر پر آنکھ نہ ٹکتی تھی۔

"سنو! —— مجھے مرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے —— لیکن ایک شرط ہے کہ تمہارے ساتھی مداخلت نہ کریں —— ورنہ اس بار ان کی روحیں ان کے جسموں میں نہ رہ سکیں گی" —— عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کوئی مداخلت نہ کرے —— میں اس شیطان کو جہنم میں پہنچا دوں" —— پرمود نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک ایک قدم آگے بڑھنے لگا۔ خنجر اس طرح بجلی کی سی تیزی سے دونوں ہاتھوں

میں الٹ پلٹ ہو رہا تھا جب کہ اس کی تیز نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں
"اتنی تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں میجر پرمود! ـــــ خوامخواہ تمہارے ہاتھ تھک جائیں گے" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے میجر پرمود نے تیز چیخ ماری اور اچھل کر پوری قوت سے عمران پر خنجر کا وار کر دیا۔ وہ واقعی خنجر زنی میں کمال مہارت رکھتا تھا کہ آخری لمحے تک کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کس ہاتھ سے وار کرے گا۔ لیکن جیسے ہی وہ اچھلا عمران یکلخت پشت کے بل نیچے گرا اور اس کے اس طرح اچانک نیچے گرنے کی وجہ سے اس کے سینے پر خنجر مارتا ہوا میجر پرمود بے اختیار آگے کو جھکا اور اس کے ساتھ ہی عمران کی دونوں ٹانگیں بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے اٹھیں اور پرمود بری طرح چیختا ہوا قلابازی کھا کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ جب کہ عین اسی لمحے کیپٹن شکیل یکلخت اچھلا اور اس کی لات پوری قوت سے کیپٹن طارق کی پسلیوں میں لگی اور کیپٹن طارق اچھل کر سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرایا لیکن پھر اسی لمحے پروفیسر نے یکلخت کیپٹن شکیل پر چھلانگ لگا دی وہ ایک لمحے کے لئے تو کیپٹن شکیل پر چھا سا گیا۔ مگر دوسرے لمحے کیپٹن شکیل یکدم اچھلا اور اس کے ساتھ ہی پروفیسر کے حلق سے ایک کربناک چیخ نکلی۔ کیپٹن شکیل نے اُسے اچھالتے ہوئے اپنی کہنی پوری قوت سے اس کی پسلیوں میں ماری تھی۔ کراٹے کا یہ خوفناک داؤ اس قدر بھرپور انداز میں پڑا تھا کہ توفیق دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا اور بری طرح پھڑکنے لگا۔ لیکن کیپٹن شکیل لیڈی طاہرہ کے ہاتھوں مار کھا گیا جو

ایک سائیڈ پر کھڑی تھی۔
جیسے ہی کیپٹن شکیل نے توفیق کو کہنی کی ضرب لگائی، گلشن نے لات گھمائی اور اس کی لات پوری قوت سے کیپٹن شکیل کی گردن کی سائیڈ پر پڑی اور کیپٹن شکیل کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن میں مرچیں سی بھر گئی ہوں۔
"نکلو ـــ جلدی نکلو" ـــــ اچانک میجر پرمود کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی کیونکہ دیوار سے ٹکرا کر پرمود اور عمران اکٹھے ہی اٹھے تھے لیکن پرمود نے اٹھتے ہی اونچی چھلانگ لگائی اور عمران اس کی چھلانگ سے بچنے کے لئے نیچے جھک گیا اور پرمود اس کے سر سے اوپر سے اڑتا ہوا دروازے کے قریب جا کھڑا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چیخ کر نکلنے کے لئے کہا اور پھر جیسے معجزہ ہو گئے ہیں اس طرح پرمود اور اس کے ساتھیوں نے یکلخت چھلانگیں لگائیں اور پلک جھپکنے میں وہ دروازے سے باہر جا چکے تھے۔
"لو بھاگ گئے" ـــــ عمران جو نیچے جھک کر سیدھا ہو رہا تھا منہ بناتے ہوئے کہا۔
ادھر کیپٹن شکیل بھی تیزی سے اٹھا تھا لیکن جب تک وہ دونوں لگے پیچھے دوڑتے ہوئے باہر برآمدے میں پہنچے۔ وہ چاروں باہر جا چکے تھے۔ کیونکہ پورچ میں کھڑی سفید رنگ کی کار اسی لمحے پھاٹک کو ایک دھماکے سے توڑتی ہوئی باہر نکل گئی۔ کیپٹن شکیل تیزی سے اس کار کی طرف دوڑا۔
"ٹھہرو کیپٹن! ـــ جانے دو انہیں ـــــ یہ آخر جائیں گے کہاں۔"

خوامخواہ پٹرول ضائع کرنے کا فائدہ" ——— عمران نے ٹھنڈے لہجے میں
کہا اور کیپٹن شکیل ٹھٹھک کر رک گیا۔
"آپ۔ انہیں جان بوجھ کر ڈھیل دے رہے ہیں" ——— کیپٹن شکیل
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"تو اور کیا کرتا ——— جب کپتان ہی ایک عورت کی لات کھا کر چھوڑ
شروع کر دے تو باقی کھلاڑی تو ڈھیلے پڑنے ہی ہیں" ——— عمران
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"اوہ! ——— وہ تو اچانک اس نے لات مار دی تھی" ——— کیپٹن شکیل
نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔
"تو اوہ کیا وہ پہلے اخبار میں اشتہار دیتی ——— ڈھول بجاتی۔ تب
لات مارتی" ——— عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل ظاہر ہے کیا جو
دیتا۔ نظریں جھکا کر خاموش ہو گیا۔
"دراصل میں چاہتا ہوں کہ میجر پرمود جیسے آدمی کو کچھ بھاگ دوڑ کا مو
مل جاتے ——— غریب یہ نہ سوچے کہ عمران کے ملک میں گئے بھی
اس نے مہمان نوازی نہ کی ——— بہرحال آؤ ——— پروفیسر اور اس کی
بھتیجی گلشن زندہ ہیں تو انہیں ڈھونڈیں" ——— عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور واپس پلٹ پڑا۔

"ہم تعداد میں زیادہ تھے میجر! ——— ہم ان دونوں کو مار گراتے"
یپٹن طارق نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"وہ تو ہم جس وقت چاہیں گے ——— انہیں مار گرائیں گے کیپٹن
ارق! ——— لیکن خوامخواہ وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔
ارا اصل مشن ویسے ہی پڑا ہوا ہے" ——— میجر پرمود نے ہونٹ
ینچتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ایک چھوٹی سی کوٹھی کے کمرے میں
ھے ہوئے تھے۔

پروفیسر کی کوٹھی سے نکلتے ہی انہوں نے شہر میں سفید کار چھوڑ
تھی اور پھر ٹیکسی کے ذریعے وہ گارڈن ٹاؤن کی اس کوٹھی میں
گئے تھے۔ توفیق کے پوچھنے پر پرمود نے اسے بتایا تھا کہ اس کی
ایات پر دونوں کاریں شہر میں تباہ کر دی گئی ہوں گی۔ لیکن میجر بھی
نتا ہے کہ ان کی رہائش گاہ سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ چکی ہو

اس لیے فی الحال وہاں جانا خطرے سے خالی نہ تھا۔ اور پھر اس نے دوسری دلیل یہ دی تھی کہ عمران وغیرہ نے ان کا تعاقب نہیں کیا۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اسے معلوم تھا کہ ہم لوگ اپنی رہائش گاہ پر ہی جائیں گے۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے ساتھیوں سے رابطہ قائم کر کے صورتحال معلوم کر لیں" ——— توفیق نے کہا۔

"ابھی انہیں وہیں رہنے دو ——— عمران اور اس کے ساتھی یقیناً اب پورا زور اس رہائش گاہ کی تلاش پر لگا دیں گے ——— اور میں اس دوران اصل مشن پر کام کر لینا چاہتا ہوں" ——— میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس لیبارٹری میں تو اب داخل ہونا ناممکن ہے میجر ——— اندر تو سارا سلسلہ ہی کمپیوٹر کنٹرول ہے" ——— کیپٹن طارق نے کہا۔

"پرواہ نہ کرو ——— جب پرمود کام کرنے پر آئے تو کمپیوٹر اس کا راستہ نہیں روک سکتے ——— تم اس لیبارٹری کا نقشہ بناؤ ——— میں اس دوران اس لیبارٹری پر ریڈ کرنے کے لیے اسلحے اور کاروں کا بندوبست کر لوں" ——— پرمود نے کہا۔ اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا۔ یہ رہائش گاہ بھی بلگارنیہ کے سفارت خانے سے متعلقہ تھی اور یہاں آنے سے پہلے میجر پرمود نے سفارت خانے کی معرفت ایسی کئی جگہوں کا بندوبست کر لیا تھا تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ انہیں استعمال کر سکے۔

"یس ——— پی اے ٹو سیکنڈ سیکرٹری" ——— نمبر گھماتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"زیرو زیرو نائن ——— سیکنڈ سیکرٹری سے بات کراؤ" ——— میجر پرمود نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— ہولڈ آن کیجئے" ——— دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"یس سبطین سپیکنگ" ——— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بلگارنیہ سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری سبطین کی آواز سنائی دی۔

"زیرو زیرو نائن بول رہا ہوں سبطین صاحب" ——— پرمود نے خشک لہجے میں کہا۔

"یس فرمائیے! ——— میں کیا خدمت کر سکتا ہوں" ——— سیکنڈ سیکرٹری نے پوچھا۔

"میں اصل مشن پر ریڈ کرنے والا ہوں ——— آپ پوائنٹ نمبر دو پر طاقتور انجن کی کاریں ——— الیون تھری سکیل کے پلاسٹک بم کم از کم دو درجن تعداد میں ——— چار سپر گیس ماسک ——— چار سٹین گنیں مع فالتو میگزین بھجوا دیں اور اس کے ساتھ وہ سامان بھی جس کی لسٹ آپ کو کرنل ڈی کی معرفت مل چکی ہو گی" ——— پرمود نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— کس وقت چاہیئے" ——— سبطین نے پوچھا۔

"کتنی دیر میں بندوبست ہو سکتا ہے" ——— پرمود نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے لگیں گے" ——— سبطین نے جواب دیا

"اوکے ——— ٹھیک وقت ہے ——— کوڈ زیرو زیرو نائن ہی ہو گا۔ انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے" ——— میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"توفیق! — تم اور کیپٹن طارق دونوں نئے میک اپ میں لیبارٹری چلے جاؤ اور وہاں جا کر حالات کا جائزہ لو تاکہ ریڈ کرتے وقت کوئی ناگہانی صورت حال سامنے نہ آ جائے — سپیشل زیرو پر مجھے رپورٹ دے دیں۔ میں اور طاہرہ آ جائیں گے" — پرمود نے کہا۔

"میں وہاں کے سیکورٹی انچارج میجر جمال کا میک اپ کر لیتا ہوں میں اسے چھاپ لوں گا — اس کے بعد ہمیں بے حد آسانی ہو جائے گی" — کیپٹن طارق نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" — پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کیپٹن طارق اور توفیق دونوں اٹھ کر اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گئے تاکہ نئے میک اپ کے ساتھ ساتھ لباس بھی بدل لیں۔

"کار تو ہے نہیں — یہ جائیں گے کیسے" — ؟ ان کے جاتے ہی لیڈی طاہرہ نے پوچھا۔

توفیق کار چوری کرنے میں ماہر ہے۔ بے فکر رہو" — پرمود نے کہا اور لیڈی طاہرہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

"میجر! — اگر لیبارٹری پر حملہ کرنے سے پہلے ہم سیکرٹ سروس خاص طور پر عمران کا صفایا کر دیتے تو ہمیں جید آسانی ہو جاتی" — لیڈی طاہرہ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"اس میں خاصا وقت ضائع ہو سکتا ہے اور پھر میری عادت کہ مجھے براہ راست کام کرنے میں لطف آتا ہے — یہ جاسوسی قسم کی حرکتیں میرے بس کا روگ نہیں ہیں" — پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے — ہماری تربیت ہی اس قسم کی ہوئی۔ لیکن میں نے

محسوس کیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی بے حد ہوشیار اور تیز ہیں اور مجھے یقین ہے کہ انہوں نے لیبارٹری پر خصوصی نگرانی کر رکھی ہو گی۔ انہوں نے وہاں ہو سکتا ہے ہمارے لئے کوئی جال بھی بچھا رکھا ہو" — لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"میں اس جال کو توڑنے کی ہمت رکھتا ہوں طاہرہ! — میں نے ایسے سینکڑوں جال پہلے بھی توڑے ہیں — ہاں اگر میں نے وہاں محسوس کیا کہ ان لوگوں کا صفایا کئے بغیر اصل مشن پورا نہیں ہو سکتا تو پھر ان پر موت بن کر جھپٹوں گا اور دیکھوں گا کہ یہ میرے ہاتھوں سے کس طرح بچ سکتے ہیں"۔ پرمود نے با اعتماد لہجے میں کہا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے میجر! — کیا آپ واقعی مشین گنیں چلاتے اور جھپٹتے ہوئے لیبارٹری میں گھس جائیں گے اور پروفیسر بارکی کو اٹھا کر لے آئیں گے — ؟" لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ اس طرح تو سوائے نقصان کے اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا — کیپٹن طارق اور توفیق وہاں جا کر پہلے پوزیشنیں سنبھالیں گے۔ پھر وہ لیبارٹری کے کسی کمزور پہلو کی نشاندہی کریں گے اور اس کے بعد ہم اس کمزور پہلو پر حملہ کر دیں گے۔ لیکن یہ کام عام جاسوسوں کی طرح ہفتوں میں ہونے کی بجائے گھنٹوں میں ہو گا۔ بس فرق صرف اتنا ہی ہے" — پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار لیڈی طاہرہ نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

میں نے جان بوجھ کر میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کو ڈھیل دے دی تھی ۔۔۔ ورنہ وہ اتنی آسانی سے وہاں سے نہ نکل سکتے تھے لیکن میرا مقصد اور تھا ۔۔۔ میں میجر پرمود کو ایسے وقت پکڑنا چاہتا ہوں جب اس پر جرم ثابت ہو سکے ۔۔۔ کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ ڈبل ایجنٹ کے ضابطے بین الاقوامی طور پر ہمارے سول ضابطوں سے مختلف ہیں اگر ہم ابھی انہیں پکڑ لیتے یا مار ڈالتے تو ہمیں کچھ بھی حاصل نہ ہو سکتا اور بلگارنیہ والے کوئی نیا ڈبل ایجنٹ بھیج دیتے ۔۔۔ میں انہیں اس لئے ڈھیل دے رہا ہوں تاکہ یہ اس دھندے میں الجھے رہیں ۔۔۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ پروفیسر بارکی کے فارمولے کی تیاری میں زیادہ سے زیادہ چند ہفتے لگیں گے ۔۔۔ اس کے بعد پروفیسر بارکی یا اس کا فارمولا ہمارے لئے بیکار ہو جائے گا۔ اس کے بعد اگر پروفیسر بارکی کو اغوا کر لیا جاتا ہے تو ہمیں اس سے کوئی فرق نہ پڑے گا۔ کیونکہ بنیادی ہتھیار تیار ہو چکا ہوگا اور جب تک

بلگارنیہ یا کوئی اور ملک اس بنیادی فارمولے کی تیاری تک پہنچے گا ہمارے اور شوگران کے سائنسدان اسے اور زیادہ ایڈوانس کر چکے ہوں گے اس طرح یہ صورت حال ہمیشہ جاری رہے گی اور چونکہ مجھے یقین ہے کہ میجر پرمود کسی طرح بھی لیبارٹری کے اندر داخل نہ ہو سکے گا۔ بس وہ حملے کرتا رہے گا ۔۔۔ سر ٹکراتا رہے گا۔ اس طرح بلگارنیہ والے اسی پر اکتفا کرتے رہیں گے اور اگر وہ لیبارٹری میں گھسنے میں کامیاب ہو بھی گیا تو پھر ہم اسے جرم کرتے ہوئے پکڑ لیں گے اور پھر اس کے بدلے میں ہم اپنے کسی ڈبل ایجنٹ بلگارنیہ کی قید سے چھڑوا لیں گے دونوں ہی صورتوں میں ہمارا فائدہ ہے ۔۔۔ میجر پرمود کی موت سے یہ سارے فائدے ختم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یوں سمجھو کہ بس میں اسے بھگا بھگا کر تھکانا چاہتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں اپنی لائن آف ایکشن بتاتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ کہ آپ میجر پرمود کے ساتھ بلی چوہے والا کھیل کھیل رہے ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک تو تمہیں آج تک مذکر مونث کی تمیز ہی نہیں آئی ۔۔ بھلے آدمی! ۔۔۔ اب میں اپنے آپ کو چوہا سمجھوں یا پرمود کو ۔۔۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو پھر مجھے چولیکو پرمود پر چھوڑنا پڑے گا اور آج کل ایٹمی دور ہے ۔۔۔ اگر بلی چوہے میں صلح ہو گئی تو ہم دونوں بلکہ تنویر سمیت تینوں بلی کے گلے میں گھنٹی باندھنے کے لئے گھنٹی اٹھائے پھرتے نظر آئیں گے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"کیپٹن شکیل نے تو بڑی شکایت کی تھی کہ عمران نے جان بوجھ کر میجر پرمود کو جانے دیا۔ ورنہ وہ اس کا تعاقب کر کے اُسے لازماً گھیر لیتے" ــــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ تو ایک عورت کی لات کھا کر فرش پر پڑا چیاؤں چیاؤں کر رہا تھا اور شکایت کرتے وقت تو اس کا انداز ایسا ہو گا جیسے وہ رستم زماں ہو ــــ اور عمران بے چارہ مٹی کا مادھو ہو" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے اُسے کہہ دیا تھا کہ عمران نے میری ہدایات پر عمل کیا ہے ظاہر ہے اس کے سوا اور کیا کرتا" ــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"صفدر کی طرف سے کوئی رپورٹ ملی ہے" ــــ؟ عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ــــ انہوں نے لیبارٹری کی سکیورٹی کا مکمل چارج سنبھال لیا ہے" ــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اور ان کاروں کا کیا ہوا" ــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"وہ کاریں شہر میں روک دی گئیں اور پھر دونوں کاریں دھماکے سے تباہ ہو گئیں ــــ نمبر پلیٹیں جعلی تھیں" ــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ اب پرمود اور اس کے ساتھیوں کا انتظار لیبارٹری پر ہی کیا جائے" ــــ عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے ــــ ان کا اصل ٹارگٹ تو وہی ہے" ــــ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میجر پرمود کی فطرت ایسی ہے کہ وہ یقیناً فوری طور پر لیبارٹری پر حملہ

کرنے کی کوشش کرے گا اور ہو سکتا ہے کہ آج رات ہی وہ حملہ کر دے اس لئے ہمیں آج رات اس کے لئے وہاں جال بچھا دینا چاہیے" ــــ عمران نے میز پر پڑے ہوئے کاغذ کا پیڈ اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔ اور پھر بال پوائنٹ اٹھا کر اس نے تیزی سے اس پر لکھنا شروع کر دیا۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا رہا۔

کافی دیر تک لکھنے کے بعد عمران نے بال پوائنٹ بند کر کے واپس رکھا اور کاغذ بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

"اسے پڑھو ــــ اور اس کے مطابق سارا انتظام کر لو ــــ اس آپریشن کو تم نے خود ڈیل کرنا ہے۔ انچارج تم خود ہو گے۔ میں نے ایک اور کام کرنا ہے" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کی آنکھیں حیرت سے چمک اٹھیں۔ کیونکہ عمران نے اُسے خود فیلڈ میں کام کرنے کا موقع دے دیا تھا۔

"کوئی مسئلہ ہو تو بی الیون ٹرانسمیٹر پر مجھ سے بات کر لینا" ــــ عمران نے کہا اور اٹھ کر آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر تیزی سے رانا ہاؤس کی طرف بڑھی جا رہی تھی اس نے جان بوجھ کر بلیک زیرو کو اس مہم کا انچارج بنا دیا تھا کیونکہ اس کے ذہن میں ایک اور پلاننگ اُبھر رہی تھی۔ ایسی پلاننگ جس سے وہ میجر پرمود کو دل بھر کر کنفیوز کر سکتا تھا۔

"ماسٹر! ــــ اب جوانا کی شادی کرا دو" ــــ رانا ہاؤس میں پہنچتے ہی جوزف نے سرگوشیانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں ــــ کیا وہ کسی کو بھا گیا ہے" ــــ عمران نے بھی اسی انداز

میں پوچھا۔ جوانا اس وقت وہاں موجود نہ تھا۔

"بھنگالا تو پھر تمہیں کہنے کی کیا ضرورت تھی ـــــ وہ سارا دن کمرے میں بیٹھا آہیں بھرتا رہتا ہے اور ڈسکو میوزک سنتا رہتا ہے" ـــــ جوزف نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈسکو میوزک تو چلو قابلِ برداشت ہے ـــــ لیکن یہ آہیں بھرنے والا مسئلہ البتہ خراب ہے ـــــ پہلے زمانے میں لوگ چلمیں بھرا کرتے تھے خوش رہتے تھے" ـــــ عمران نے کہا۔ اسی لمحے جوانا بھی وہاں پہنچ گیا۔

"ارے باس! ـــ آپ کب آئے" ـــــ جوانا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں آہیں بھرنے سے فرصت ملے تو پتہ چلے کہ اس دنیا میں باس نام کی کوئی چیز بھی رہتی ہے" ـــــ عمران نے روٹھ جانے والی بیوی کے سے انداز میں کہا اور جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"آہیں بھرنے ـــ کیا مطلب ـــ میں کیوں آہیں بھروں ـــ؟" جوانا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ـــ جوزف کہہ رہا ہے کہ جوانا کی اب شادی کرادو ـــ بے چارہ بالغ ہوگیا ہے۔ آہیں بھرتا ہے اور ڈسکو میوزک سنتا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس! ـــ ایک تو اس کالے نے میرا جینا حرام کر رکھا ہے۔ سارا دن شراب پیتا رہتا ہے اور سینے پر کراس بناتا رہتا ہے ـــ میں ذرا لمبے لمبے سانس لے کر یوگا کی مشقیں کروں تو کہتا ہے کہ تمہیں عشق ہوگیا ہے

بس تم کسی کام کے نہیں رہے ـــ اور نجانے کس کس دیوتا کے حوالے دے دیکر مجھے ڈرانے کی کوشش کرتا رہتا ہے" ـــ جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تم دونوں کو مفت کی روٹیاں مل رہی ہیں اس لئے تم دونوں ہی بے کار ہوگئے ہو ـــ چلو تیاری کرو تاکہ تمہاری اصل ورزش ہوسکے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس ویری گڈ! ـــ واقعی میں تو بے کار رہتے رہتے اب مرنے کی حد تک تنگ آچکا ہوں" ـــ جوانا نے مسرت سے اچھلتے ہوئے کہا

"جسم تو تمہارا اسی طرح وسیع و عریض ہے ـــ تنگ تو کہیں سے نہیں ہوا ـــ بہرحال آؤ ـــ میں تمہارا میک اپ کردوں ورنہ تم دونوں تو [illegible]ت کو نظر ہی نہ آؤ گے" ـــ عمران نے کہا اور وہ دونوں کو لئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

تقریباً ایک گھنٹہ مصروف رہنے کے بعد جب عمران ان دونوں سمیت ڈریسنگ روم سے باہر نکلا تو عمران سمیت تینوں کا حلیہ یکسر بدل چکا تھا۔ جوزف اور جوانا دونوں گورے چٹے سرخ بالوں والے غیر ملکی لگ رہے تھے۔ ان دونوں کے جسموں پر سلیٹی اور گہرے براؤن رنگ کے سوٹ بڑے خوبصورت لگ رہے تھے جب کہ عمران خود بھی کوئی غیر ملکی لگ رہا تھا۔

"کرنا کیا ہے باس" ـــ؟ جوانا نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"شادی ـــ اور کیا کر سکتے ہو" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شادی کس کی باس ـــ تمہاری ـــ ارے فار گاڈ سیک ـــ یہ ظلم نہ کرنا ـــ خداوند جوشوا کا غضب شادی کی صورت میں ہی ٹوٹتا ہے"۔

جوزف نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا ـــ جوشوا خود کنوارہ رہ گیا ہوگا" ـــ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ـــ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ـــ اپنی کار لے کر رانا ہاؤس پہنچ جاؤ ـــ میں انتظار کر رہا ہوں" ـــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب پروگرام سن لو" ـــ عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے جوانا اور جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ تفصیل سے اپنی پلاننگ بتلانے لگا۔

"ویری گڈ ماسٹر! ـــ اب مزہ آئے گا" ـــ جوزف اور جوانا دونوں ہی پلاننگ سن کر اچھل پڑے۔

چند لمحوں بعد کال بیل بجی اور ٹائیگر اندر آگیا۔ ٹائیگر پہلے تو ان تینوں کو دیکھ کر چونک پڑا۔

"کمال ہے عمران صاحب! ـــ یہ تو میک اپ نہیں، بلکہ جادوگری ہے۔ بھلا کون تصور کر سکتا ہے کہ جوزف اور جوانا بھی اتنے گورے ہو سکتے ہیں" ـــ ٹائیگر نے میک اپ کا پتہ چلنے پر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کہو تو تمہیں نیگرو بنا دوں" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اسے ساتھ لئے وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

لیبارٹری کے اوپر بنی ہوئی ہینٹ فیکٹری بند ہو چکی تھی اور فالتو قسم کا عملہ چھٹی کر کے جا چکا تھا جبکہ سیکورٹی کا عملہ ویسے ہی موجود تھا۔

صفدر فیکٹری کی سائیڈ میں بنے ہوئے ایک مینار کی چوٹی پر چڑھا ہوا دوربین آنکھوں سے لگائے بیٹھا تھا۔ اس کے پاس ایک ٹرانسمیٹر کھا ہوا تھا۔ دوربین کے لینز خاص قسم کے تھے جن کی وجہ سے گھپ ندھیرے میں بھی آسانی سے کسی کی نقل و حرکت چیک کی جا سکتی تھی۔ ایک ٹن کی مدد سے لینز کی پوزیشن بدلی جا سکتی تھی۔

صفدر جس رخ پر بیٹھا ہوا تھا وہاں سے فیکٹری کے ارد گرد کا تقریباً ن چوتھائی حصہ آسانی سے چیک کیا جا سکتا تھا۔ سارا علاقہ سیکورٹی کے نقطہ نظر سے صاف تھا اس لئے صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے بین کو ایک طرف رکھا اور جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر اس نے ریٹ نکالا اور پھر لائٹر سے اسے جلا کر لمبے لمبے کش لینے لگا۔ عام طور

پر وہ سگریٹ نہ پیتا تھا۔ لیکن جب کبھی نگرانی جیسے بور کام سے اس کا واسطہ پڑتا تو پھر اسے سگریٹ کی طلب ہوتی تھی۔ البتہ سگریٹ جلانے سے پہلے اس نے اپنا رخ اس طرح کر لیا تھا کہ دور سے سگریٹ کا جلتا ہوا سرا نظر نہ آ سکے۔

ابھی اس نے دو تین کش ہی لئے تھے کہ پاس پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور صفدر نے چونک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو — ایکسٹو۔ اوور" — ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"یس سر! — صفدر بول رہا ہوں سر۔ اوور" — صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تم نے سگریٹ کیوں سلگایا ہے — کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نگرانی کے وقت سگریٹ پینا ناقابل معافی جرم ہے۔ اوور" — دوسری طرف سے ایکسٹو کی انتہائی کرخت آواز سنائی دی اور صفدر نے بری طرح چونک کر سگریٹ کو فرش پر مسل دیا۔

"آئی ایم سوری سر! — میں نے تو حتی الوسع کوشش کی تھی کہ سگریٹ نظر نہ آ سکے۔ اوور" — صفدر نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"آئندہ احتیاط رکھنا — ورنہ ٹرانسمیٹر کال کی بجائے گولی بھی تمہاری پیشانی میں راستہ بنا سکتی ہے۔ اوور اینڈ آل" — دوسری طرف سے کہا گیا اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے۔ ایکسٹو کی یہ کال بتا رہی تھی کہ ایکسٹو کہیں قریب ہی موجود ہے۔ ورنہ بھلا اسے صفدر کے سگریٹ

پینے کی خبر کیسے ہو سکتی تھی۔ جب کہ اس سے پہلے ایکسٹو کے متعلق اس کا یہی خیال تھا کہ وہ دانش منزل میں بیٹھا ہوگا۔ لیکن اب اس کال کے بعد وہ پوری طرح محتاط ہو گیا۔ اس نے دوبارہ دوربین آنکھوں سے لگائی اور ساتھ ہی اندھیرے میں دیکھنے والا بٹن بھی پریس کر دیا۔ کیونکہ پہلے کی نسبت اب ماحول پر اندھیرے کی گرفت زیادہ تیز ہو گئی تھی۔

دوربین آنکھوں سے لگاتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا۔ اسے دور شہر کی طرف سے آنے والی سڑک پر ایک کار کا ہیولہ سا فیکٹری کی طرف آتا دکھائی دے رہا تھا۔ کار کی ہیڈ لائیٹس بند تھیں۔ اس بات پر صفدر چونکا تھا۔ اگر مخصوص قسم کے لینز دوربین میں فٹ نہ ہوتے تو آتی ہوئی کار اسے کسی صورت بھی نظر نہ آ سکتی۔ وہ چند لمحے کار کو دیکھتا رہا اور پھر اسے ایک اور رابطہ سڑک سے ایک جیپ بھی اسی پوزیشن میں آتی دکھائی دی۔

صفدر نے جلدی سے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو — ہیلو صفدر کالنگ۔ اوور" — صفدر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔ جولیا اٹنڈنگ۔ اوور" — دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"مس جولیا! — پوائنٹ ایک سے ایک کار اور پوائنٹ دو سے ایک جیپ آ رہی ہے — دونوں کی ہیڈ لائیٹس بند ہیں۔ اور ان کا رخ فیکٹری طرف ہی ہے۔ اوور" — صفدر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا — ٹھیک ہے۔ میں انہیں چیک کرتی ہوں۔ تم بھی ان پر

نظر رکھنا۔ اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور صفدر نے ٹرانسمیٹر آف کر کے نیچے رکھ دیا۔ اور دوربین دوبارہ آنکھوں سے لگا لی۔ اور ایک بار پھر چونک پڑا۔ کار کا رخ بدل گیا تھا اور اب وہ ایک بائی روڈ پر سے گذر رہی تھی اور اس بائی روڈ کا اختتام اسی سڑک پر ہوتا تھا جس پر جیپ موجود تھی۔ اور جیپ بھی اب سڑک کی ایک سائیڈ پر رک چکی تھی۔ لیکن جیپ میں سے کوئی باہر نہ آیا تھا البتہ اندر کچھ ہیولے سے بیٹھے نظر آ رہے تھے۔ کار کی رفتار خاصی تیز تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد کار بائی روڈ سے گذر کر اس سڑک پر پہنچی اور پھر جیپ کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ کار کے دروازے کھلے اور اس میں سے دو افراد نکل کر جیپ میں چڑھ گئے۔ کار کے دروازے بند ہوئے اور کار مڑ کر واپس اسی بائی روڈ پر دوڑنے لگی۔ جب کہ جیپ اب تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔

صفدر بڑی حیرت سے یہ بھاگ دوڑ دیکھ رہا تھا۔ کار بائی روڈ سے گذر کر بجائے آگے آنے کے واپس شہر کی طرف مڑ گئی۔ جب کہ جیپ کافی آگے آ کر ایک مکان کے پھاٹک کے اندر جا کر غائب ہو گئی۔

صفدر نے ٹرانسمیٹر اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

"یس صفدر سپیکنگ۔ اوور" ـــــ صفدر نے بٹن دبا کر کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں ـــــ کار واپس چلی گئی ہے اور جیپ ایک مکان میں غائب ہو گئی ہے ـــــ میرے خیال میں یہ کوئی اور چکر ہے۔ اوور" ـــــ جولیا کی آواز سنائی دی۔

"میرے خیال میں اس مکان کو چیک کر لینا چاہیئے۔ اوور" ـــــ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں تنویر۔ نعمانی اور چوہان کو بھیجتی ہوں۔ تم ان کی نگرانی کرتے رہنا۔ اوور اینڈ آل" ـــــ جولیا نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

صفدر نے ٹرانسمیٹر رکھ کر دوربین دوبارہ آنکھوں سے لگا لی۔ اسے جولیا کی پوزیشن کا علم تھا۔ جولیا فیکٹری سے کچھ فاصلے پر ایک مکان کی چھت پر لیٹی ہوئی تھی۔ جب کہ تنویر۔ نعمانی اور چوہان فیکٹری کے اندر تھے۔ اس کے ذہن میں ایک خلش سی پیدا ہوئی کہ ان تینوں کو لیبارٹری سے باہر بھیج دینا کہیں حماقت کا سبب نہ بن جائے۔ لیکن پھر وہ خاموش ہو گیا۔ کیونکہ ان تینوں کے علاوہ وہاں لیبارٹری کا اپنا سکیورٹی سٹاف بھی موجود تھا جس کا انچارج میجر جمال تھا۔ جو خاصا مستعد اور فرض شناس آفیسر تھا۔

تھوڑی دیر بعد صفدر نے ایک جیپ کو فیکٹری سے نکل کر تیزی سے اس علاقے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا جس میں وہ مکان تھا جس میں وہ جیپ گئی تھی۔ صفدر ہونٹ بھینچے جیپ کو جاتا دیکھتا رہا۔ جس میں یقیناً تنویر۔ نعمانی اور چوہان موجود تھے۔

تھوڑی دیر بعد جیپ اس مکان کے بند گیٹ پر پہنچ گئی اور پھر اس میں سے تین ہیولے اچھل کر باہر آئے۔ وہ تینوں پھاٹک پر پہنچے اور پھر ان میں سے ایک نے جیسے ہی پھاٹک کو دبایا پھاٹک کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر سے بند نہ تھا اور پھر وہ تینوں ہی اندر غائب ہو گئے۔ صفدر کے

ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے۔ اُسے تنویر کی عادت کا علم تھا کہ تنویر کسی قسم کی پیش بندی کا قائل نہیں ہے وہ لازماً ان سے براہِ راست ٹکرا جائے گا۔

تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

"یس صفدر اٹنڈنگ۔ اوور" ____ صفدر نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں ____ تنویر اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے کوئی کال نہیں آرہی ____ حالانکہ انہیں مکان میں گئے ہوئے کافی دیر ہوگئی ہے۔ اوور" ____ جولیا نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر۔ اوور" ____ صفدر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ تم خود وہاں جاکر دیکھو ____ میں اس دوران نگرانی کروں گی۔ اوور" ____ جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے ____ دو چار منٹ اور دیکھ لیتے ہیں ____ اس کے بعد میں جاؤں گا۔ اوور" ____ صفدر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ____ دوسری طرف سے جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ ایکسٹو کی دوبارہ کال نہ آئی تھی۔ حالانکہ اُسے یقین تھا کہ ایکسٹو نہ صرف انہیں کہیں سے دیکھ رہا تھا بلکہ ان کی بات چیت بھی سُن رہا تھا۔ پھر ایسی مشکل صورت حال میں اس نے ہدایات کیوں نہیں دیں۔ بہرحال اس نے مزید دو چار منٹ انتظار کیا اور پھر دوربین وہیں رکھ کر ٹرانسمیٹر اس نے جیب میں ڈالا اور تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آگیا جہاں اس

کی کار موجود تھی۔

چند لمحوں بعد اس کی کار فیکٹری کے گیٹ سے نکلی۔ وہاں میجر جمال نے اس سے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ لیکن صفدر اُسے ہوشیار رہنے کا کہہ کر کار آگے بڑھا لے گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس مکان تک پہنچ گیا جہاں پھاٹک کے پاس ہی تنویر اور اس کے ساتھیوں کی جیپ موجود تھی۔ پھاٹک اسی طرح کھلا ہوا تھا۔ صفدر نے جیب سے ریوالور نکالا اور تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ عمارت کے پورچ میں وہی جیپ کھڑی تھی جو سب سے پہلے اندر داخل ہوئی تھی۔ لیکن عمارت خالی محسوس ہو رہی تھی۔

صفدر اچھل کر برآمدے میں داخل ہوا۔ اور پھر وہ جیسے ہی ایک کمرے میں داخل ہوا تو وہ چونک پڑا۔ فرش پر تنویر۔ نعمانی اور چوہان بڑے ٹیڑھے میڑھے انداز میں بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ صفدر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ اُسے کسی گیس کی ہلکی سی بو محسوس ہوئی۔ اس نے سانس روکا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے سامنے پڑے ہوئے تنویر کی نبض چیک کی۔ تنویر بے ہوش تھا۔ باقی دونوں کی بھی یہی حالت تھی۔ اس نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو صفدر کالنگ۔ اوور" ____ صفدر نے تیز لہجے میں کہا لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ وہ بار بار فقرے دوہراتا رہا لیکن دوسری طرف سے خاموشی طاری رہی۔ صفدر کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اس نے ٹرانسمیٹر بند کر کے جیب میں ڈالا اور پھر اس نے سب سے پہلے تنویر کو اٹھا کر باہر برآمدے میں لاکر لٹا دیا تا کہ اُسے تازہ ہوا مل سکے۔ اس کے بعد اس نے

نعمانی اور چوہان کو بھی باہر لا کر لٹا دیا۔ اور پھر جلدی سے تنویر کو ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ اور چند لمحوں بعد ہی تنویر نے آنکھیں کھول دیں۔

"تنویر کیا ہوا تھا تمہیں ۔۔ جلدی بتاؤ" ۔۔۔ صفدر نے اس کے ہوش میں آتے ہی کہا۔

"اوہ صفدر! ۔۔ جیسے ہی ہم کمرے میں داخل ہوئے اچانک ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور پھر مجھے نہیں معلوم کہ کیا ہوا" ۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔

"اچھا جلدی سے باقی ساتھیوں کو ہوش میں لا کر واپس پہنچو۔ میں جولیا کا پتہ کرتا ہوں۔ اس کی طرف سے کال کا جواب نہیں آ رہا" ۔۔۔ صفدر نے کہا اور پھر تقریباً دوڑتا ہوا وہ پھاٹک سے باہر نکلا اور اپنی جیپ میں بیٹھ کر اس نے جیپ کو اس مقام کی طرف دوڑا دیا جہاں جولیا موجود تھی۔ یہ ... سے ذرا ہٹ کر ایک اونچی عمارت تھی جسے سیمنٹ کے گودام کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

چند لمحوں بعد صفدر وہاں پہنچ گیا۔ اور پھر وہ ایک ایک قدم میں دو سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر چھت پر پہنچا تو ٹھٹھک کر رک گیا۔ سامنے ہی چھت پر لیٹی ہوئی جولیا کے سر کی پچھلی جانب ایک گومڑ سا ابھرا ہوا تھا اور وہ بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھی۔ ساتھ ہی ایک گول پتھر پڑا ہوا تھا۔ صفدر نے جلدی سے جولیا کو سیدھا کیا۔ اس کی نبض چیک کی اور پھر اطمینان کا گہرا سانس لیا۔ اس نے وہی پرانی ترکیب جولیا کو ہوش میں لانے کے لیے آزمائی اور چند لمحوں بعد جولیا ہوش میں آ گئی اور آنکھیں کھول دیں۔

"کیا ہوا تھا جولیا ۔۔ تمہاری طرف سے کال کا جواب نہ ملنے کی وجہ سے مجھے یہاں آنا پڑا" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اوہ صفدر! ۔۔ کیا بتاؤں۔ عجیب سی بات ہے۔ سائیں کی آواز سے کوئی چیز اچانک میری کھوپڑی سے ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی میرے دماغ پر اندھیرا چھا گیا" ۔۔۔ جولیا نے بے اختیار سر کی پشت پر اپنا ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔ تو یہ پتھر مارا گیا ہے۔ یہ یقیناً کسی بڑی غلیل سے چلایا گیا ہو گا لیکن کہاں سے" ۔۔۔ صفدر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر جولیا کے سر اور زخم کی پوزیشن کو دیکھتے ہوئے اس کی نظریں ساتھ ہی ایک درخت پر جم گئیں۔ خاصا اونچا اور گھنا درخت تھا۔ اس کے علاوہ اور کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں سے ایسی حرکت کی جا سکتی۔

"لیکن یہ چکر کیا ہے ۔۔ تمہیں پتھر مارنے کی بجائے گولی بھی ماری جا سکتی تھی۔ جب کہ تنویر، نعمانی اور چوہان کو بھی صرف بے ہوش کیا گیا ہے" ۔۔۔ صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ سارا چکر ہماری توجہ ہٹانے کے لئے چلایا گیا ہے ۔۔ مجھے فیکٹری میں چیکنگ کے لئے جانا ہو گا۔ کوئی خاص ہی چکر ہے" ۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر دونوں ہی سیڑھیاں اتر کر نیچے جانے لگے۔

بلیک زیرو لیبارٹری کے اندرونی حصے کے ایک چھوٹے سے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر ایک کافی بڑی مشین موجود تھی۔ جس پر دس انچ مربع کی سکرین نصب تھی۔ یہ لیبارٹری کا کمپیوٹر سکیورٹی کنٹرول کا آپریشن روم تھا اور بلیک زیرو نے ایکسٹو کے خاص اختیارات استعمال کرتے ہوئے اپنے مخصوص ایجنٹ کے لئے یہ کمرہ حاصل کیا تھا۔ لیبارٹری کے انچارج کرنل ڈاکٹر شہاب الدین بڑی مشکل سے اس کمرے میں کسی کی موجودگی کے لئے مانے تھے اور وہ بھی صرف ایکسٹو کی وجہ سے۔ کیونکہ لیبارٹری کی کمپیوٹر سکیورٹی کا تمام نظام اسی کمرے سے منسلک تھا۔ گو یہ نظام آٹومیٹک تھا لیکن پھر بھی کوئی ذہین شخص یہاں موجود رہ کر سارے نظام کو آسانی سے تلپٹ کر سکتا تھا۔ لیکن وہ ایکسٹو کی وجہ سے مجبور ہو گئے اور پھر بلیک زیرو ایک خفیہ راستے سے اس کمرے تک پہنچ گیا۔ کرنل شہاب کے علاوہ اور کسی کو اس کی یہاں موجودگی کا علم نہ تھا۔

سامنے میز پر رکھی ہوئی کنٹرولنگ مشین حکومت شوگران کی طرف سے خاص طور پر اس لیبارٹری کی سکیورٹی کے لئے بھیجی گئی تھی۔ اس مشین کے ذریعے لیبارٹری کے ہر اندرونی حصے سے لے کر باہر کے ایک موگز علاقے کو چاروں طرف سے چیک کیا جا سکتا تھا۔

بلیک زیرو کو معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران کہاں کہاں موجود ہیں۔ اس لئے وہ بار بار ناب گھما کر ان کی لوکیشن اور کارکردگی کو چیک کر رہا تھا۔ ویسے اُسے معلوم تھا کہ پروفیسر بارکی تک میجر پرمود کسی صورت ں نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ یہاں آکر اس نے سکیورٹی کا جو کمپیوٹر نظام دیکھا تھا وہ بے خطا تھا۔ اُسے کسی صورت بھی شکست نہ دی جا سکتی تھی اور اس ں کمرے میں اس کے خود موجود ہونے کے بعد تو اندر جانے کی گنجائش ی نہ باقی رہی تھی۔ اس لئے وہ دلی طور پر مطمئن تھا۔ ایک بار جب اس نے ندر کو چیک کیا تو صفدر سگریٹ سلگا رہا تھا جس پر اس نے ٹرانسمیٹر پر مدر کو ڈانٹ پلا دی تھی۔ کیونکہ ایک تو نگرانی کے وقت سگریٹ پینا بلیک زیرو قطہ نظر سے انتہائی غلط تھا اور دوسرا وہ ان لوگوں کو یہ بتا دینا چاہتا تھا لیٹوان کی ہر حرکت کی نگرانی کر رہا ہے۔ اس لئے وہ لوگ اور زیادہ ے اور محتاط ہو جائیں گے۔

صفدر سے بات کر کے اس نے رابطہ آف کیا ہی تھا کہ دروازہ کھلا ل شہاب الدین اندر داخل ہوئے۔ وہ ادھیڑ عمر کے انتہائی باوقار شخص سفید سوٹ میں ان کی شخصیت اور وجاہت دوبالا ہو گئی تھی بلیک زیرو ں وقت لباورا ایکسٹو والا ہو نے کی بجائے صرف ایکسٹو کا ایک مخصوص تھا اس لئے اُسے کرنل شہاب کے استقبال کے لئے اٹھنا پڑا۔

"ارے آپ کنٹرولنگ مشین آن کیے ہوئے ہیں ــــ ڈونٹ وری یہاں کسی کے داخلے کی کوئی گنجائش نہیں ہے" ــــ کرنل شہاب الدین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس ویسے ہی ذرا فارغ بیٹھا تھا اس لئے" ــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ہاتھ بڑھا کر مشین آف کر دی کیونکہ ظاہر ہے اس کی ضرورت نہ تھی اور دوسری بات یہ کہ وہ کرنل شہاب الدین کے سامنے سیکرٹ سروس کے ممبران کی نشاندہی بھی نہ کرنا چاہتا تھا۔

"آپ کا نام ایکسٹو نے نہیں بتایا ــــ اور نہ ہی آپ نے اپنا تعارف کرایا ہے ــــ آخر آپ کے صرف کوڈ نمبر ہی تو نہ ہوں گے نام بھی تو آپ کا ــــ" کرنل شہاب الدین نے ایک طرف رکھی ہوئی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو نے کرنل شہاب کو صرف ایک نمبر تعارف کے طور پر بتایا تھا، فرضی نمبر۔ الیون تھرٹی۔ اور کرنل شہاب اسی بات کا تذکرہ کر رہا تھا۔

"میرا نام رضا آفتاب ہے" ــــ بلیک زیرو نے دانستہ ایک فرضی نام بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــ اچھا نام ہے ــ تو رضا آفتاب صاحب! آپ ایکسٹو کے انتہائی خصوصی نمائندہ ہیں ــ آپ کو تو یقیناً معلوم ہوگا کہ ایکسٹو دراصل کون ہے" ــــ کرنل شہاب الدین نے بڑے تجسس آمیز لہجے میں پوچھا۔ اس وقت اس کا انداز بالکل اس بچے کی طرح تھا جو کسی پری سے ملاقات کا خواہشمند ہو۔ اور بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ کرنل شہاب اسی تجسس کی بنا پر اس وقت اس کے پاس آئے ہیں۔

"میں نہیں جانتا جناب ــ صرف فون پر ہی بات ہوتی ہے" ــــ بلیک زیرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ تو آپ بھی نہیں جانتے ــــ میرے خیال میں اسے دنیا کا کوئی شخص بھی نہیں جانتا ــ کمال کی شخصیت ہے ــــ نجانے اس قدر خفیہ وہ رہ کیسے لیتا ہے" ــــ کرنل شہاب الدین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کرنل! ــ معاف چاہتا ہوں ــــ لیکن میں یہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آخر آپ کو ایکسٹو کے بارے میں اتنا تجسس کیوں ہے ــــ حالانکہ آپ کا اور ان کا فیلڈ قطعی علیحدہ ہے" ــــ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اوہ ہاں! ــ آپ کا سوال بالکل درست ہے ــــ دراصل میں نے شروع میں ملٹری انٹیلی جنس میں نوکری کی تھی لیکن میرا رجحان چونکہ سائنس کی طرف زیادہ تھا اس لئے میں اس نوکری کے ساتھ نباہ نہ کر سکا اور پھر میں اٹامکس کی اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرون ملک چلا گیا۔ اور واپس آ کر لیبارٹری میں سیٹ ہو گیا۔ اور آج اس اہم ترین لیبارٹری کا انچارج ہوں ــــ لیکن آپ جانتے ہیں کہ چور چوری سے جاتا ہے۔ ہیرا پھیری سے نہیں جاتا۔ بس یہی بات میرے ساتھ ہے ــــ ایک بار ڈیفنس لیبارٹری سے ایک اہم فارمولا غائب ہو گیا ــــ ملٹری انٹیلی جنس جب اس کی برآمدگی میں ناکام ہو گئی تو کیس سیکرٹ سروس کو ریفر کیا گیا اور اس طرح پہلی بار ایکسٹو کا نام میرے سامنے آیا ــــ میں اس لیبارٹری کا انچارج تھا۔ پھر ایک انتہائی احمق سا نوجوان ایکسٹو کا نمائندہ بن کر سامنے آیا۔ اس کا نام علی عمران تھا اور وہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا اکلوتا صاحبزادہ ہے۔ سائنس میں ڈاکٹریٹ کر رکھا ہے۔ لیکن ہے قطعی احمق اور بونگا ــــ اس نے پہلے پہل تو آتے

گھاس نہ ڈالی ـــــ لیکن اس احمق سے انتہائی حیرت انگیز انداز میں وہ فارمولا برآمد کر لیا۔ اس وجہ سے مجھے تجسس ہوا کہ آخر یہ ایکسٹو کون ہے جس نے اس جیسے احمق نوجوان پر اس قدر بھروسہ کیا اور احمق نوجوان واقعی کام کا نکلا ـــــ چنانچہ میں نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح ایکسٹو کی شخصیت سے واقف ہو جاؤں ـــــ لیکن بے انتہا کوشش کے باوجود ناکام رہا ـــــ پھر میں نے اس علی عمران کو ٹٹولنا چاہا۔ وہ شہر کے ایک فلیٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے۔ اس کے ساتھ اچھی خاصی دوستی بھی ہو گئی اور میں نے اپنی طبیعت پر جبر کر کے اس کی احمقانہ حرکتیں بھی برداشت کیں۔ لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا ـــــ آخر کار میں خاموش ہو گیا اور اب جب ایکسٹو سے بات ہوئی اور آپ انتہائی خاص نمائندہ کی حیثیت سے سامنے آئے تو میرا تجسس ایک بار پھر جاگ پڑا۔ میں نے سوچا کہ شاید آپ انہیں جانتے ہوں ـــــ کرنل شہاب الدین نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ اب وہ کرنل شہاب الدین کو کیا بتاتا کہ جسے ڈھونڈنے کے لیے وہ اتنے عرصے سے بیتاب ہے وہ دونوں سے ہی مل بیٹھا ہے۔ اصل ایکسٹو عمران سے بھی اور اب بلیک [illegible] بھی۔

کرنل ! ـــــ آپ خوامخواہ پریشان نہ ہوں ـــــ آپ تو خیر ایسے کیسے [illegible] میں ـــــ انگلینڈ اور روسیاہ جیسی سپر پاورز آج تک کوشش [illegible] بار [illegible] لیکن وہ ایکسٹو کو بے نقاب نہ کر سکیں اور یہی ایکسٹو [illegible] ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

پھر تو میرا تجسس فضول ہے ـــــ بہرحال میں [illegible]

کی دل سے قدر کرتا ہوں ـــــ اچھا آپ کام کریں اور مجھے اجازت دیں۔ کرنل شہاب الدین نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ بلیک زیرو سے مصافحہ کر کے باہر چلے گئے۔

بلیک زیرو ان کے جانے کے بعد کافی دیر تک ہنستا رہا پھر وہ دوبارہ کنٹرولنگ مشین کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے سب سے پہلے صفدر والا سوئچ آن کیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ صفدر اپنی جگہ سے غائب تھا۔ اس کی ڈوریں وہاں موجود تھی لیکن وہ خود وہاں موجود نہ تھا [illegible]س نے جلدی سے تنویر۔ نعمانی اور چوہان کو چیک کیا۔ کیونکہ وہی اس [illegible] رینج میں تھے۔ جولیا تو کافی فاصلے پر ایک مکان کی چھت پر تھی اور [illegible]اں تک اس مشین کی رینج نہ تھی۔

اور پھر بلیک زیرو یہ دیکھ کر ایک بار پھر چونک پڑا کہ سکیورٹی روم [illegible] تنویر، نعمانی اور چوہان کے ساتھ ساتھ صفدر اور جولیا بھی موجود تھے۔ [illegible]کے سر پر سفید رنگ کی پٹی ایسے بندھی ہوئی تھی جیسے اس کا سر [illegible] ہو گیا ہو۔ بلیک زیرو کے دل میں پنکھے سے لگ گئے۔ اسے خیال [illegible] کرنل شہاب الدین کے ساتھ گفتگو کے دوران ضرور کوئی ایسی بات [illegible]ہے جس سے وہ بے خبر رہا ہے۔

مس جولیا ! ـــــ آخر ایکسٹو کیوں خاموش رہا ہے ـــــ یہ بات میری [سمجھ] میں نہیں آئی ـــــ صفدر نے کہا۔

[ا]ب مجھے کیا معلوم ہو سکتا ہے ـــــ ویسے میرا خیال ہے کہ ہمیں ایکسٹو [کو ہ]ماری واردات کی اطلاع دینی چاہیئے ـــــ جولیا نے جواب دیا۔

[ک]یسے اطلاع دیں ـــــ ؟ صفدر کے کہنے کے مطابق وہ تو یہاں

قریب ہی موجود ہے پھر وہ فون کیسے اٹنڈ کرے گا۔ اور اس واردات
کی بھی سمجھ نہیں آ رہی۔ ہم تینوں کو لیبارٹری سے نکال کر مکان تک لے
جانا ـــ اور وہاں صرف بیہوش کر دینا ـــ مس جولیا کے سر پر غلیل سے
پتھر مار کر اسے بیہوش کر دینا اور اس کے بعد خاموشی ـــ آخر اس سارے
ڈرامے کا مقصد کیا ہے" ـــ تنویر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ سب کچھ ہمیں اس لیبارٹری سے آؤٹ کرنے
کی غرض سے کیا گیا ہے" ـــ نعمانی نے کہا۔

"کیا مطلب" ـــ صفدر، تنویر اور جولیا تینوں نے چونک کر کہا۔

"دیکھو! سوائے مس جولیا کے ہم چاروں یہاں لیبارٹری میں موجو
تھے ـــ صفدر اوپر نگرانی کر رہا تھا اور مس جولیا باہر ـــ اب جس نے
بھی یہ ڈرامہ کیا ہے پہلی بات تو یہ کہ وہ ہم سب کی سچویشن اچھی طرح جا
تھا حتیٰ کہ صفدر اور جولیا کی سچویشن بھی ـــ اس کے بعد ایک ڈ
ظاہر ہے صفدر اور جولیا نے ان دو
ہیڈ فون نہیں بند ہونے کی وجہ سے چیک کرنا تھا اور یہی ان کا مق
تھا ـــ چنانچہ انہیں چیک کیا گیا اور مس جولیا کے کہنے پر ہم تینو
ڈیڑھ چوہان اور میں لیبارٹری سے نکل کر اس مکان تک گئے
ہمیں کسی زود اثر گیس کی وجہ سے بیہوش کر دیا گیا ـــ اس کے بعد
پتہ کرنے صفدر گیا ـــ اس لیبارٹری سے ہم چاروں نکل گئے
جولیا کو بھی بیہوش کر دیا گیا۔ اس طرح وقتی طور پر ہم سب لیبارٹری
سے غافل ہو گئے ـــ اب اس دوران مجرم کیا مقصد حاصل
چاہتے تھے ـــ وہ کیوں ہمیں کچھ وقت کے لئے آؤٹ کرنا

تھے ـــ یہ بات البتہ سوچنے کی ہے" ـــ نعمانی نے تفصیل سے
تجزیہ کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کے لئے یہ تجزیہ کافی بہتر ثابت
ہوا کیونکہ صورت حال اس کی سمجھ میں آ گئی تھی۔ لیکن نعمانی کی بات بھی
درست تھی۔ مقصد اس کے ذہن میں بھی نہ آ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ یقیناً کچھ لوگ میری عدم موجودگی میں لیبارٹری میں
داخل ہوتے ہوں گے ـــ ہمیں اسی لئے وقتی طور پر ہٹایا گیا ہوگا" ـــ
اس بار چوہان نے کہا جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"اوہ! ـــ ایسا نہیں ہو سکتا ـــ میجر جمال گیٹ پر موجود تھا اور باقی
سکیورٹی والے بھی ـــ اگر کوئی ایسی بات ہوتی تو ہمیں ضرور پتہ چل
جاتا" ـــ صفدر نے کہا اور باقیوں نے بھی سر ہلا دیا۔ لیکن بلیک زیرو
کے ذہن میں ایک بات آ گئی۔ اب کم از کم وہ اپنی خاموشی کو کسی لائن آف
ایکشن میں بدل سکتا تھا۔ اس نے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع
کر دیئے۔ جلد ہی اس کمرے سے رابطہ قائم ہو گیا جس میں یہ سب
لوگ موجود تھے۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا اور دوسرے لمحے صفدر
کی طرح چونک پڑا۔ بلیک زیرو نے صفدر کے ٹرانسمیٹر کو ہی آن کیا
تھا۔ صفدر نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن
کیا۔

"ایکسٹو۔ اوور" ـــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر! ـــ صفدر بول رہا ہوں سر۔ اوور" ـــ صفدر نے
جواب دیا۔

"تم سب اس کمرے میں اکٹھے بیٹھ کر صرف باتیں ہی کرتے رہو گے

چوہان کی رائے درست ہے ـــــ صفدر! تم واپس اپنی جگہ پر جاؤ ـــــ
جولیا بھی واپس اپنے مقام پر چلی جائے اُسے خالی نہیں چھوڑا جا سکتا۔
البتہ نعمانی اب میجر جمال کی نگرانی کرے گا۔ انتہائی محتاط انداز میں۔ اُسے
علم نہ ہو سکے ـــــ اوور اینڈ آل" ـــــ بلیک زیرو نے کہا اور ساتھ ہی
رابطہ ختم کر دیا۔ ظاہر ہے اس کے سوا وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔ اس نے
ٹرانسمیٹر آف کیا اور خاموش ہو رہا۔ اُسے بہرحال اطمینان تھا کہ لیبارٹری
محفوظ ہے۔

ابھی اُسے وہاں بیٹھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک دروازہ کھلا
اور بلیک زیرو چونک پڑا۔
دروازے پر کرنل شہاب الدین موجود تھے۔ اس سے پہلے کہ بلیک زیرو
کچھ سمجھتا۔ اچانک کرنل شہاب کا ہاتھ جو اس کی پشت پر تھا سامنے آیا
ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کا ریوالور تھا۔ دوسرے لمحے اس عجیب ساخت
کے ریوالور سے نارنجی رنگ کا شعلہ نکلا اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا
جیسے وہ یکلخت اندھا ہو گیا ہو۔ اس نے جلدی سے اٹھنے کی کوشش کی
لیکن پھر اس کا ذہن بھی آنکھوں کی طرح تاریک ہوتا چلا گیا۔

عمران اور ٹائیگر دونوں لیبارٹری کے مشرقی حصّے کی طرف پھیلے
ہوئے کھیتوں کے درمیان ایک زرعی فارم کی چھت پر موجود تھے رات
کا اندھیرا پھیل چکا تھا۔ عمران اور ٹائیگر دونوں کی آنکھوں سے نائٹ ٹیلی
سکوپ لگی ہوئی تھیں اور وہ دونوں مختلف سمتوں میں دیکھ رہے تھے۔
عمران کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا بی۔ الیون ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا اور ساتھ ہی
ایک دور مار رائفل بھی موجود تھی جس پر دوربین نصب تھی۔
عمران کی نظریں ایک جیپ پر جمی ہوئی تھیں۔ جیپ کی ہیڈ لائٹس
بند تھیں اور وہ تیزی سے سڑک کے کنارے دوڑی چلی جا رہی تھی۔
ایک بائی روڈ پر ایک کار دوڑ رہی تھی اور اس کی ہیڈ لائٹس بھی بند تھیں
"عمران صاحب! ـــــ صفدر اور جولیا دونوں اس کار اور جیپ
کو چیک کر رہے ہیں" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔
"مجھے معلوم ہے ـــــ بس تم دیکھتے جاؤ" ـــــ عمران نے سرگوشیانہ

لہجے میں کہا۔
تھوڑی دیر بعد کار بائی روڈ سے ہوتی ہوئی جیپ والے روڈ پر
پہنچ گئی۔ جیپ وہاں پہلے سے رکی ہوئی تھی۔ پھر کار کے دروازے
کھلے اور اس میں سے دو افراد نکل کر تیزی سے جیپ میں بیٹھ گئے
اور کار واپس چلی گئی۔ جب کہ جیپ آگے بڑھ کر ایک مکان کے پھاٹک
میں داخل ہو گئی۔

"عمران صاحب!۔۔۔ لیبارٹری کے گیٹ سے ایک جیپ نکل کر
اس مکان کی طرف جا رہی ہے۔۔۔ جس میں وہ پہلی جیپ گئی ہے"
ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا۔ جیپ میں کون ہیں"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"میں انہیں پہچان نہیں سکتا"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد
اسے بھی لیبارٹری سے نکلنے والی جیپ نظر آگئی۔ جیپ اس مکان
کے پاس رک گئی اور پھر اس میں سے تین افراد نکل کر اس مکان کے اندر
چلے گئے۔ ان کے چلنے کے انداز سے عمران سمجھ گیا کہ وہ سیکرٹ سروس
کے رکن ہیں تنویر، نعمانی اور چوہان۔ عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"عمران صاحب!۔۔۔ صفدر کی کار لیبارٹری کے گیٹ سے نکل کر
جا رہی ہے۔۔۔ میں اس کی کار پہچانتا ہوں"۔۔۔ ٹائیگر نے اس طرح
کہا جیسے کرکٹ میچ کی کمنٹری کر رہا ہو۔

"ہوں"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد
اس نے صفدر کو بھی کار سے نکل کر مکان کے پھاٹک میں داخل ہوتے

"ارے"۔۔۔ اچانک ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا"۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"عمران صاحب!۔۔۔ جولیا کو ہٹ کیا گیا ہے۔۔۔ کمال ہے۔
اوہ!۔۔۔ انہیں پتھر مارا گیا ہے۔۔۔ ایک شخص کو میں بڑی سی غلیل
اٹھائے سامنے والے درخت سے نیچے اترتے دیکھ رہا ہوں"۔۔۔
ٹائیگر نے کہا اور عمران نے جلدی سے اپنا رخ موڑ لیا۔ واقعی جس طرف
جولیا موجود تھی اس کے سامنے ایک گھنے درخت سے ایک سایہ سا نیچے
اتر رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بڑی سی غلیل تھی۔ جب کہ جولیا مکان کی
چھت پر بے حس و حرکت پڑی تھی۔

اسی لمحے پاس پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلی اور عمران
نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔۔۔ جوانا کالنگ۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے جوانا
کی آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ عمران اٹنڈنگ۔ اوور"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب!۔۔۔ میں آپ کی ہدایت کے مطابق لیبارٹری
کے مشرقی حصے کی طرف ہوں۔۔۔ ابھی ابھی ایک سیاہ رنگ کا لباس
پہنے ایک شخص درختوں سے نکل کر لیبارٹری کی طرف گیا ہے۔۔۔ وہ
عمارت کے ساتھ جا کر رکا تو عمارت کا ایک حصہ کسی دروازے کی طرح
کھل گیا ہے اور وہ شخص اندر چلا گیا ہے۔۔۔ اب دروازہ غائب ہو گیا
ہے۔ اوور"۔۔۔ جوانا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ تم وہیں رکے رہو۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران

نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ ایک جیپ لیبارٹری کے گیٹ کی طرف بڑھ رہی ہے ۔۔۔ اوہ ہاں! ۔۔۔ وہ لیبارٹری کے گیٹ کے اندر داخل ہو گئی ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"یہ جیپ کہاں سے آئی ہے" ۔۔۔؟ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"معلوم نہیں جناب! ۔۔۔ اچانک ہی نمودار ہوئی ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہوں ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ صورت حال خراب ہے۔ سیکرٹ سروس مار کھا گئی ہے" ۔۔۔ عمران نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا اور تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ ٹائیگر! ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ اب وقت بے حد کم رہ گیا ہے"۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

ٹائیگر بھی تیزی سے اٹھا اور اس کے پیچھے ہو لیا۔ ٹرانسمیٹر اور رائفل عمران نے پہلے ہی اٹھا لی تھی۔

چند لمحوں بعد عمران کی کار زرعی فارم سے نکل کر تیزی سے کھیتوں کے درمیان کچی سڑک پر ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھنے لگی ٹائیگر اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

"اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کوئی خاص آدمی لیبارٹری میں پہلے سے موجود ہے ۔۔۔ اسی کی اطلاع پر سیکرٹ سروس کے سارے

آدمیوں کو ہٹایا گیا ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ظاہر ہے ۔۔۔ اور یہ غلیل والی بات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ صرف سیکرٹ سروس کی توجہ وقتی طور پر ہٹانا چاہتے ہیں ۔۔۔ ورنہ غلیل کی بجائے رائفل بھی استعمال کی جا سکتی تھی" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ٹائیگر سر ہلانے لگا۔

عمران کھیتوں کے درمیان کچی سڑک پر کار دوڑاتا ہوا لیبارٹری کے پیچھے سے گھومتا ہوا اس کی مشرقی سمت پہنچ گیا۔ اس نے ایک درخت کی اوٹ میں کار روک دی۔

اسی لمحے درختوں کے ایک ذخیرے کے اندر سے جوزف اور جوانا بھی باہر آ گئے۔ وہ دونوں غیر ملکیوں کے میک اپ میں تھے۔ وہ دونوں عمران کے قریب آ گئے۔

"کونسا حصہ دروازے کے طور پر کھلا تھا" ۔۔۔ عمران نے جوانا سے پوچھا۔ اور جوانا نے عمارت کے ایک کونے کی طرف اشارہ کر دیا۔

"کوئی آدمی اندر بھی نظر آیا تھا" ۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں! ۔۔۔ جھلک سی محسوس ہوئی تھی" ۔۔۔ اس بار جوزف نے جواب دیا۔

"تمہاری کار کہاں ہے" ۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"وہ درختوں کے پیچھے ہے" ۔۔۔ جوانا نے بتایا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تم وہیں رکو ۔۔۔ ہم دونوں پچھلی طرف جاتے ہیں اگر وہی کار دوبارہ یہاں سے نکلے تو تم نے انتہائی احتیاط سے اس کا تعاقب بھی کرنا ہے ۔۔۔ اور مجھے ٹرانسمیٹر پر کال بھی کرنا ہے۔

ہم پچھلی طرف سے نگرانی کریں گے" ____ عمران نے اطراف کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر دوبارہ کار میں بیٹھ گیا۔ کار کو بیک کر کے وہ تیزی سے اسی راستے پر واپس مڑ گیا۔

"کیا آپ اندر نہیں جائیں گے" ____ ٹائیگر نے پوچھا

"کیا ضرورت ہے ____ سیکرٹ سروس خود ہی سنبھال لے گی" ____ عمران نے منہ بناتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا تو ٹائیگر خاموش ہو گیا۔

عمران نے لیبارٹری کے عقب میں کچھ فاصلے پر ایک درخت کے پیچھے کار روک دی اور ٹرانسمیٹر اور دور بین اٹھائے وہ گھنے درخت کے اوپر چڑھتا گیا جبکہ ٹائیگر نے درخت کی اوٹ میں ہی مورچہ سنبھال لیا۔

ٹرانسمیٹر کی سیٹی بجتے ہی میجر پرمود نے جلدی سے پاس پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کا سوئچ آن کر دیا۔ پاس کرسی پر بیٹھی ہوئی لیڈی طاہرہ بھی چونک پڑی۔

"ہیلو۔ ہیلو ____ سی۔ ٹی کالنگ زیرو زیرو نائن۔ اوور" ____ ٹرانسمیٹر کا سوئچ آن ہوتے ہی کیپٹن طارق کی آواز سنائی دی۔

"یس ____ زیرو زیرو نائن اٹنڈنگ۔ اوور" ____ پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"زیرو زیرو نائن ! ____ میں اور توفیق لیبارٹری کے سکیورٹی سٹاف میں ایڈجسٹ ہو گئے ہیں ____ سکیورٹی انچارج میجر جمال اتفاق سے اپنی رہائش گاہ میں اکیلا مل گیا۔ چنانچہ میں نے اس پر تشدد کر کے اس سے ساری معلومات اگلوا لی ہیں اور اس کی جگہ بھی لے لی ____ اور پھر سیکنڈ چیف کو میں نے وہیں بلوا لیا۔ اس کے بعد توفیق نے اس کی جگہ سنبھال لی ہے ____ لیکن وہاں کی صورت حال بے حد سنگین ہے۔

اوور"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا۔

"کیا صورت حال ہے۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میجر جمال سے حاصل کردہ معلومات کے مطابق سیکورٹی کا چارج مکمل طور پر سیکرٹ سروس نے سنبھال لیا ہے۔۔۔۔ سیکرٹ سروس کے تین آدمی سیکورٹی روم میں موجود ہیں۔ جب کہ ایک آدمی ایک مینار پر چڑھ کر ٹیلی سکوپ سے نگرانی کر رہا ہے اور ان کی انچارج ایک غیر ملکی عورت ہے جو لیبارٹری سے کچھ فاصلے پر ایک مکان کی چھت پر نگرانی کے لئے موجود ہے۔۔۔۔ اور سب سے اہم بات یہ کہ کمپیوٹر کنٹرول روم میں بھی سیکرٹ سروس کا ایک خاص نمائندہ موجود ہے۔ اوور"۔۔۔۔ کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

"اچھا۔۔۔ لیبارٹری کے اندرونی سیکورٹی نظام کے متعلق کیا معلومات ہیں۔ اوور"۔۔۔۔ پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا اور جواب میں کیپٹن طارق نے کمپیوٹر کنٹرول کے اندرونی نظام کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر ہم لیبارٹری کے بیرونی حصے میں داخل ہو جائیں۔۔۔ تب بھی لیبارٹری کے اندر جانا ناممکن ہے اوور"۔۔۔۔ پرمود نے کہا۔

"سر!۔۔۔ میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔۔۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو۔ اوور"۔۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا۔

"ہاں بتاؤ۔۔۔ کیا تجویز ہے۔ اوور"۔۔۔۔ پرمود نے چونک کر پوچھا

"سر!۔۔۔ لیبارٹری کا انچارج کرنل ڈاکٹر شہاب الدین ہے۔ جو بالکل آپ کے قد و قامت کا ہے۔۔۔۔ آپ آسانی سے اس کا میک اپ کر سکتے ہیں۔۔۔۔ لیبارٹری کے مشرقی حصے کی طرف سے ایک اور خفیہ راستہ ہے جس کا علم صرف میجر جمال اور کرنل شہاب الدین کو ہی ہے۔۔۔۔ اور اتفاق سے میجر جمال اور کرنل شہاب الدین دونوں سگے بھائی ہیں۔۔۔۔ کرنل شہاب بڑا ہے جب کہ میجر جمال چھوٹا ہے۔۔۔۔ اور سیکورٹی پر سیکرٹ سروس کے آ جانے کی وجہ سے میجر جمال بے حد خفا تھا اور اسی طرح کرنل شہاب بھی۔۔۔۔ میں نے اس خفیہ راستے کے متعلق معلومات حاصل کر لی ہیں۔ اگر آپ کسی طرح اس راستے کے ذریعے اندر آ جائیں تو میں بحیثیت میجر جمال، کرنل شہاب کو وہاں بلوا سکتا ہوں۔۔۔۔ اس کے بعد آپ آسانی سے کرنل شہاب کا روپ دھار سکتے ہیں۔ اس کے بعد پروفیسر بارکی کو وہاں سے اغوا کرنا آسان ہو جائے گا۔۔۔۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لیبارٹری کے اندر ایک مخصوص ہیلی پیڈ بھی بنا ہوا ہے جہاں ایک ہیلی کاپٹر موجود ہے۔ اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے شوگران سے سائنس کا ایسا سامان لایا جاتا ہے جسے سڑک کے ذریعے نہیں لایا جا سکتا۔۔۔۔ ہیلی کاپٹر بے حد طاقتور ہے اور لمبی پرواز کے لئے مخصوص ہے۔۔۔۔ اگر ہم اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیں تو پروفیسر بارکی کو اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے آسانی سے براہ راست لیبارٹری سے بلگارنیہ لے جایا جا سکتا ہے۔ بس اگر مسئلہ ہے تو یہ سیکرٹ سروس کا ہے۔۔۔۔ پہلے تو میں نے سوچا تھا کہ ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔۔۔۔ لیکن پھر یہ خیال آیا کہ اگر

ذرا بھی فائر کھلا تو لیبارٹری میں ہنگامی حالات ہو جائیں گے ___ اور ہو سکتا ہے کہ ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے ملٹری ایئر فورس یا ملٹری انٹیلی جنس کا کوئی خاص سلسلہ بنایا گیا ہو ___ اور پھر ہمارے نکلنے سے پہلے ہی وہ لوگ جھپٹ پڑیں۔ لیکن سیکرٹ سروس کی اس انداز کی نگرانی کے دوران کسی بھی طرح کوئی آدمی لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اوور" ___ کیپٹن طارق نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تمہاری تجویز قابلِ عمل ہے ___ رہ گئی سیکرٹ سروس ___ تو اس کی توجہ وقتی طور پر ہٹائی جا سکتی ہے۔ اوور" ___ پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" وہ کس طرح سر ___؟ وہ لوگ تو بے حد چوکنا ہیں۔ اوور" ___ کیپٹن طارق نے کہا اور میجر پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اُسے پلان بتانا شروع کر دیا۔ اس کے ذہن میں ایک نقشہ سا اُبھر آیا تھا اور اس نے اس نقشے پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

" بہت خوب سر! ___ بے حد خوبصورت پلان ہے ___ اس طرح وہ لوگ زیادہ سے زیادہ لیبارٹری کے باہر سر پٹختے رہ جائیں گے ___ لیکن سر! ___ وہ کمپیوٹر روم میں جو آدمی موجود ہے۔ اس کا خاتمہ بے حد ضروری ہے ___ کیونکہ اُسے ختم کئے بغیر کمپیوٹر نظام کو بند نہیں کیا جا سکتا۔ اوور" ___ کیپٹن طارق نے کہا۔

" خاتمے کی ضرورت نہیں ___ میرے پاس ریز ریوالور ہے جس سے وہ کم از کم دو گھنٹے کے لئے بیہوش ہو جائے گا اور ہم دو گھنٹے

دوران آسانی سے پروفیسر بارکی کو وہاں سے نکال کر لے جائیں گے اس آدمی کو ختم کرنے کی صورت میں ہو سکتا ہے کہ کوئی اور پیچیدگی پیدا ہو جائے اور ہمارے لئے مشکل بن جائے۔ اوور" ___ میجر پرمود نے کہا۔

" ٹھیک ہے سر! ___ جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی ہو گا ___ پھر اس پلان پر کب عمل کیا جائے گا۔ اوور" ___ کیپٹن طارق نے پلان سے اتفاق کرتے ہوئے پوچھا۔

" رات کا اندھیرا پھیلتے ہی اس پلان پر کام شروع ہو جائے گا۔ میں مشرقی سمت موجود رہوں گا ___ جب کہ میرے باقی تمین ساتھی ان لوگوں کو بیہوش کر کے لیبارٹری کے پاس پہنچ کر چھپ جائیں گے ___ لیڈی طاہرہ اس غیر ملکی عورت کو بیہوش کر کے سیدھی ان کے ساتھ آ ملے گی ___ اور وہاں سے یہ لوگ لیبارٹری میں داخل ہو جائیں گے ___ تم توفیق کو وہاں کھڑا کر دینا اور خود خفیہ دروازے کی طرف آ جانا ___ توفیق انہیں فوراً اندر پہنچا دے گا اس طرح ہم سب وہاں اکٹھے ہو جائیں گے ___ اس کے بعد کرنل شہاب الدین کی جگہ میں لے لوں گا ___ اور کمپیوٹر روم میں موجود اس آدمی کو بے ہوش کر کے ہم اندر چلے جائیں گے ___ وہاں سے پروفیسر بارکی کو اغوا کر کے ہم سیدھے ہیلی پیڈ پر پہنچیں گے اور وہاں پر موجود طاقتور ہیلی کاپٹر کے ذریعے یہاں سے نکل جائیں گے۔ اوور" ___ میجر پرمود نے ھدایات دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے سر! ___ یہ ٹھیک رہے گا۔ اوور" ___ کیپٹن طارق

نے پُرمسرت لہجے میں کہا۔

"اور اگر اس پلان میں کسی جگہ کوئی گڑبڑ ہوئی تو پھر ہم طاقت کا مظاہرہ کریں گے ——— اور اگر کوئی گڑبڑ نہ ہوئی تو پھر طاقت کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ہر طرح سے محتاط اور ہوشیار رہنا ہے۔ اوور" ——— میجر پرمود نے کہا۔

"ایسا ہے سر! ——— کہ میں لیبارٹری کی ایک جیپ پہلے ہی لیبارٹری کے گیٹ سے ذرا فاصلے پر درختوں کے ایک جھنڈ میں چھپا دوں گا ——— آپ کے آدمی اس جیپ کے ذریعے لیبارٹری کے اندر داخل ہوں گے ——— اس طرح لیبارٹری کی جیپ ہونے کی وجہ سے سکیورٹی کا دوسرا سٹاف چوکنا نہ ہوگا ——— اگر یہ لوگ پیدل آتے تو باقی سٹاف کو شک گزرے گا اور وہ چوکنا ہو جائے گا۔ اوور" ——— کیپٹن طارق نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— تم لیبارٹری کی جیپ وہاں کھڑی کر دینا۔ میں سب کو ہدایات دے دوں گا کہ وہ وہیں پہنچ جائیں اور جیپ کے ذریعے لیبارٹری میں داخل ہوں ——— یہ ساری کارروائی شروع ہونے سے پہلے ہم ایک دوسرے کو کاشن دے دیں گے ——— اسپیشل زیرو ٹرانسمیٹر ہر وقت اپنے ساتھ رکھنا کیونکہ کسی وقت بھی اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اوور اینڈ آل" ——— میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ اور پھر اپنے پلان کے متعلق سوچنے لگا۔ کیونکہ یہ پلان بالکل اس کی فطرت کے خلاف تھا۔

"بڑا عجیب پروگرام بنا ہے میجر! ——— آپ کی طبیعت اور فطرت کے بالکل خلاف ——— خالص جاسوسی انداز کا پلان" ——— لیڈی طاہرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جو ساتھ ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اور سارا پلان تفصیل سے سن چکی تھی۔

"ہاں! ——— بعض اوقات حالات کے تحت بھی چلنا پڑتا ہے۔ اس لیبارٹری کی صورت حال ہی ایسی ہے کہ ہم براہ راست اس پر حملہ نہیں کر سکتے" ——— میجر پرمود نے کہا۔ اور لیڈی طاہرہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

میجر پرمود نے پاس پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر ایک اور فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر اپنے دیگر آدمیوں سے رابطہ قائم کر کے انہیں تفصیل سے ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔

عمران نے کا خیال تھا کہ میجر پرمود اور اس کے ساتھی پروفیسر
کو اغوا کر کے سامنے کی بجائے سائیڈ یا عقبی طرف سے ہی نکلیں
کیونکہ سامنے کے رُخ تو نہ صرف لیبارٹری کا سکیورٹی سٹاف موجود
بلکہ سیکرٹ سروس کے ارکان بھی موجود تھے۔
بلیک زیرو بھی لیبارٹری کے اندر موجود تھا۔ اس نے عمران کو بتا
تھا کہ اس نے لیبارٹری کے انچارج کرنل شہابُ الدین سے بات
کے کمپیوٹر کنٹرول روم میں جگہ سنبھال لی ہے۔ اس لئے بھی عمران
اس سارے ڈرامے پر زیادہ توجہ نہ دی تھی۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا
پرمود اور اس کے ساتھی اوّل تو کسی طرح لیبارٹری کے اندرونی
میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ اور اگر ہو بھی جائیں۔ تب بھی بلیک
کی وہاں موجودگی کی وجہ سے وہ کسی صورت بھی پروفیسر بارکی کو با
نکال سکیں گے۔ ایک آدمی کے خفیہ دروازے سے داخل ہونے

بنا پر اُسے یقین ہو گیا تھا کہ لیبارٹری کے سکیورٹی سٹاف میں سے کسی
کو میجر پرمود نے یقیناً اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود
لیبارٹری کے اندرونی حصے میں داخلہ ناممکن تھا۔ چنانچہ وہ اپنی جگہ
مطمئن تھا۔ اس کے باوجود اس نے دوسری صورت میں بھی پلاننگ
کر لی تھی۔

اگر میجر پرمود کسی طرح پروفیسر بارکی کو وہاں سے نکال لاتا ہے
تو عمران، ٹائیگر، جوزف اور جوانا ایک غیر ملکی تنظیم کی صورت میں
ان پر جھپٹیں گے اور پروفیسر بارکی کو ان سے چھین کر لے جائیں گے۔
میجر پرمود کو ایک فرضی ملک کی نشاندہی کی جائے گی۔ چنانچہ میجر پرمود
لازماً پروفیسر بارکی کے پیچھے اس ملک کو روانہ ہو جائے گا اور اُسے
وہاں ڈھونڈتا پھرے گا۔ جب کہ عمران پروفیسر بارکی کو دوبارہ خفیہ طور
پر لیبارٹری پہنچا دے گا۔ اس طرح وہ میجر پرمود کو مکمل ڈاج دینا
چاہتا تھا تاکہ فارمولا مکمل ہونے تک میجر پرمود کی توجہ پاکیشیا کی
طرف سے ہٹا دی جائے۔

یہی وجہ تھی کہ عمران نے سیکرٹ سروس کو بلیک زیرو کی نگرانی میں
رکھ کر خود علیحدہ گروپ بنا لیا تھا۔ اور اگر میجر پرمود ناکام ہو جاتا ہے تو
پھر عمران غیر ملکی گروپ کی صورت میں اس سے ٹکرائے گا اور اُسے
یہ باور کرائے گا کہ وہ بھی پروفیسر بارکی کو اغوا کرنے آیا ہے اور اس
کے بعد پروفیسر بارکی کے اغوا کا ڈرامہ رچایا جائے گا اور کیپٹن شکیل
کو پروفیسر بارکی کے میک اپ میں میجر پرمود کے سامنے لایا جائے گا اور
پھر وہ میجر پرمود کو اپنے پیچھے لگا کر ملک سے باہر نکل جائے گا۔ اور

وہاں پہنچ کر وہ سب اپنا میک اپ ختم کر کے واپس پاکیشیا آجائیں گے اس طرح میجر پرمود وہیں سر پٹختا رہ جائے گا اور یہاں پروفیسر بارکی اطمینان سے کام کرتا رہے گا۔

عمران نے جان بوجھ کر یہ سارا پلان بنایا تھا۔ کیونکہ اُسے میجر پرمود کی صلاحیتوں کا پوری طرح علم تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اوّل تو میجر پرمود کو ختم کرنا مشکل ہوگا۔ وہ بے حد تیز طرار ایجنٹ ہے اور اگر اُسے ختم بھی کر دیا جاتے تو پھر بلگارنیہ کا کوئی اور ڈی ایجنٹ میدانِ عمل میں آجائے گا ——— اور اگر پرمود کو ختم نہ کیا جا سکا تو پھر لازماً وہ بھوت کی طرح پروفیسر بارکی کے پیچھے پڑا رہے گا۔ اس لئے اس نے اس قسم کا پلان بنایا تھا کہ دونوں صورتوں میں ہی میجر پرمود کو ڈاج دے کر اس کی توجہ پاکیشیا سے ہٹا دی جائے۔ بعد میں جب میجر پرمود کو اصل صورت حال کا علم ہوگا تو ظاہر ہے سوائے سر پٹخنے کے اس کے پاس اور کوئی چارہ نہ رہے گا۔

درخت پر چڑھے ہوئے جب عمران کو کچھ دیر ہوگئی تو اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی سیٹ کی اور بٹن دبا دیا۔ یہ بلیک زیرو کی مخصوص فریکوئنسی تھی۔ وہ بلیک زیرو سے لیبارٹری کی اندرونی صورت حال کے متعلق تازہ ترین رپورٹ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جب بار بار کال کرنے کے باوجود بلیک زیرو کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو عمران کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بج اٹھی۔

بلیک زیرو کی طرف سے جواب نہ ملنے کا مطلب تھا کہ اندرونی طور پر کوئی شدید گڑبڑ ہو چکی ہے۔ لیکن کیسی گڑبڑ ——— ؟ یہ بات

اس کے شعور میں نہ آرہی تھی۔

اس نے کافی دیر تک کال کرنے کے بعد ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ یہ صورت حال بالکل نئی تھی اور وہ ابھی اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک فیکٹری کی عمارت کے عقبی طرف گڑگڑاہٹ کی تیز آواز سنائی دی۔ وہ چونک کر اس طرف متوجہ ہوا تھا کہ اس نے زمین کے ایک حصے کو کسی ڈھکن کی طرح کھلتے ہوئے دیکھا اور دوسرے لمحے ایک کافی بڑا ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے کھلے حصے سے نکل کر اوپر اٹھتا نظر آیا۔

ہیلی کاپٹر کے باہر آتے ہی کھلے حصے کے اندر سے اُسے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے ہیلی کاپٹر کو روکنے کے لئے فائرنگ کی جا رہی ہو۔ یا پھر اندر کوئی سخت لڑائی ہو رہی ہو۔

عمران نے تیزی سے ساتھ ہی ایک شاخ میں لٹکی ہوئی ڈوربار رائفل کھینچی اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر کچھ اونچا ہوا۔ اس نے رائفل کا رُخ اس کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور رائفل سے نکلنے والی گولی سیدھی ہیلی کاپٹر کے پٹرول ٹینک میں گھستی چلی گئی۔ عمران نے دوسرا فائر کیا اور ہیلی کاپٹر فضا میں بُری طرح ڈولا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے زمین کی طرف گرنے لگا۔ یوں لگتا تھا جیسے ہیلی کاپٹر زمین سے ٹکرا کر تباہ ہو جائے گا۔ لیکن زمین کے قریب پہنچتے ہی ہیلی کاپٹر یک بار پھر سنبھلا اور ایک بار پھر تیزی سے نہ صرف اوپر کو اٹھا۔ بلکہ آگے کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران نے تیسرا فائر کیا اور اس بار گولی ہیلی کاپٹر کی پچھلی دم پر لگے

ہوئے چھوٹے پنکھے پر لگی۔ اور ہیلی کاپٹر نے ایک زوردار جھٹکا کھایا۔
اور دوسرے لمحے اس کا اگلا حصہ تیزی سے نیچے کی طرف جھکا اور
ہیلی کاپٹر سنبھل نہ سکا اور وہ سیدھا کھیتوں میں موجود فصل کے
اندر گرتا چلا گیا۔

عمران نے بجلی کی سی تیزی سے درخت سے نیچے چھلانگ لگائی
اور اپنی کار کی طرف دوڑا۔ ٹائیگر بھی اچھل کر کار میں بیٹھا اور عمران نے
پوری رفتار سے کار کو اس جگہ کی طرف دوڑا دیا جدھر ہیلی کاپٹر گرا تھا
اسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ کھیتوں کی طرف سے سنائی دیا۔
اور پھر اس طرح آگ کے شعلے فضا میں بلند ہونے لگے جیسے اچانک
کوئی سویا ہوا آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔ اور آگ کے شعلے آسمان تک
بلند ہوتے جا رہے تھے۔

بلیک زیرو کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ پہلے چند سیکنڈ
تو اس کے ذہن میں ہلکا ہلکا اندھیرا سا چھایا رہا۔ مگر پھر جیسے ہی اس کا
شعور بیدار ہوا۔ وہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ فرش پر پڑا ہوا
تھا اور اس کے ساتھ ہی اسے ایک اور احساس ہوا اور وہ بری طرح
چونک پڑا۔ کمپیوٹر کنٹرولنگ نظام بند تھا۔ اس کی مشین سے نکلنے والی
مخصوص آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ اور اس کی آواز کی عدم موجودگی نے
اسے چونکا دیا تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے کنٹرولنگ مشین کی طرف
جھپٹا تاکہ اسے چالو کرے۔ مگر دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک گیا۔ کیونکہ مشین
گولیوں سے چھلنی ہو چکی تھی۔ اس کو بری طرح توڑ پھوڑ دیا گیا تھا۔ کمرے
کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

بلیک زیرو اچھل کر دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے پنڈلی سے
بندھا ہوا مخصوص ساخت کا ریوالور کھینچ لیا۔ اور پھر دوڑتا ہوا وہ

راہداری میں پہنچ گیا۔

اس راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوتا تھا۔ جس کے بعد لیبارٹری کا اندرونی حصہ آجاتا تھا۔ جہاں سائنسدان کام کرتے تھے۔

بلیک زیرو جب وہاں پہنچا تو دروازہ چوپٹ کھلا ہوا تھا۔ دروازہ کراس کرتا ہوا جب وہ اندرونی حصے میں پہنچا تو اس نے وہاں شوگران کے دو سائنسدانوں کو اوندھے منہ فرش پر پڑے ہوئے دیکھا۔ ان کے گرد خون پھیلا ہوا تھا۔

اسی لمحے اسے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھا۔ مختلف کمروں کو کراس کرتا ہوا وہ ایک چھوٹی سی راھداری میں پہنچا تو اس نے وہاں سات افراد کو ایک کمرے سے نکل کر راہداری کے آخری حصے کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے سب سے آگے جانے والے کے کاندھے پر ایک بوڑھا آدمی لدا ہوا تھا۔ وہ بیہوش تھا۔

بلیک زیرو نے جلدی سے ریوالور سیدھا کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائر کھول دیا۔ زوردار دھماکوں کے ساتھ ہی دو چیخیں بلند ہوئیں اور سب سے آخر میں دوڑنے والے دو افراد چیختے ہوئے زمین پر گرے اسی لمحے ایک آدمی نے پلٹ کر بلیک زیرو پر فائر کیا اور بلیک زیرو نے بڑی مشکل سے ایک ستون کی آڑ لے کر اپنے آپ کو بچایا۔ لیکن فائر کرنے والا اور اس کے دو اور ساتھی بجلی کی سی تیزی سے راہداری کے دوسری طرف غائب ہو گئے۔

بلیک زیرو نے ایک لمحے توقف کیا اور پھر وہ اچھل کر ستون کی

آڑ سے نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا راھداری کے آخری سرے پر موجود دروازے کی طرف بھاگا۔ وہ تینوں اسی دروازے سے ہی غائب ہوتے تھے۔ جب کہ ہٹ ہو جانے والے دونوں افراد دروازے کے قریب ہی فرش پر مردہ پڑے ہوئے تھے۔

بلیک زیرو ایک لمحے کے لئے دروازے کے قریب رکا اور پھر اچھل کر دروازے کے پار پہنچا ہی تھا کہ اس پر مشین گن کی گولیوں کی بارش سی ہوئی۔ بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے منہ کے بل زمین پر گرا۔ یہ کھلی جگہ تھی اور وہاں کچھ فاصلے پر ایک چھوٹا سا ہیلی پیڈ بنا ہوا تھا۔ اور اس ہیلی پیڈ پر دو پنکھوں والا ایک بڑا سا ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔ بلیک زیرو پر فائرنگ ہیلی کاپٹر کی سائیڈ سے ہوئی تھی۔

بلیک زیرو نیچے گرتے ہی تیزی سے رینگتا ہوا ایک ڈرم کی اوٹ میں ہو گیا۔ اسی لمحے ایک زوردار گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی چھت درمیان سے ہٹتی چلی گئی۔ اسی لمحے بلیک زیرو نے ایک آدمی کو ایک سائیڈ سے نکل کر دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف جاتے دیکھا۔ بلیک زیرو پر ہیلی کاپٹر کی طرف سے مسلسل گولیوں کی بارش ہو رہی تھی۔ اس لئے وہ ہاتھ تک ڈرم کی اوٹ سے باہر نہ نکال سکتا تھا اس لئے دوڑنے والا نہ صرف بخیریت ہیلی کاپٹر تک پہنچ گیا بلکہ وہ اچھل کر ہیلی کاپٹر پر چڑھ بھی گیا۔ اس کے ساتھ ہی فائرنگ بند ہو گئی اور پھر ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا۔ بلیک زیرو نے ہیلی کاپٹر پر فائر کھولا۔ لیکن ہیلی کاپٹر بجلی کی سی تیزی سے اوپر کو اٹھتا گیا اور بلیک زیرو کے مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیاں اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں۔

پلک جھپکنے میں ہیلی کاپٹر چھت کے خالی حصے سے باہر نکل گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی چھت ایک بار پھر گڑگڑاہٹ کے ساتھ بند ہو گئی۔ بلیک زیرو اچھل کر ڈرم کی اوٹ سے نکلا اور اس نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ اور اس کا بٹن دبا کر اس نے چیخنا شروع کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ ایکسٹو کالنگ۔ اوور"۔۔۔ بلیک زیرو کا لہجہ تو مخصوص تھا لیکن اس میں بے پناہ سختی تھی۔

"یس سر۔۔۔ صفدر اٹنڈنگ۔ اوور"۔۔۔ دوسرے لمحے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"صفدر۔۔۔ مجرم پروفیسر بارکی کو اغوا کر کے ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے لیبارٹری کے عقب سے نکلے ہیں۔۔۔ ہیلی کاپٹر کا پیچھا کرو۔ اور اسے ہر صورت میں ہٹ کر دو۔۔۔ فوراً حرکت میں آجاؤ۔ فوراً۔ اوور اینڈ آل"۔ بلیک زیرو نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈالا اور پھر تیزی سے واپس لیبارٹری کی طرف لپکا۔ لیبارٹری کا حلیہ ہی بگڑا ہوا تھا۔ وہاں موجود سائنسدان اور معاون عملہ گولیوں سے چھلنی ہوا پڑا تھا۔ چند کو سر پر ضربیں لگا کر بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ بلیک زیرو کے ذہن میں دھماکے سے اٹھ رہے تھے۔ اس کی اور سیکرٹ سروس کی بطور سیکورٹی وہاں موجودگی کے باوجود نہ صرف میجر پرمود پروفیسر بارکی کو اغوا کر کے لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا بلکہ لیبارٹری بھی تباہ ہو چکی تھی۔ اور سائنسدانوں کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ عمران کو کیا منہ دکھائے گا۔ اس بار عمران نے اسے انچارج بنایا تھا اور اس کے انچارج ہونے کا نتیجہ یہ نکلا تھا۔

وہ ہونٹ کاٹتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر ہے اب اس کے سوا وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔ اس نے صفدر کو ہیلی کاپٹر کا پیچھا کرنے کا کہہ تو دیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے صفدر اور اس کے ساتھی جب تک اس کے پیچھے جانے کے لئے جیپیں اور کاریں سنبھالتے۔ ہیلی کاپٹر نجانے کہاں تک پہنچ چکا ہو گا۔

بلیک زیرو کے پاس وسیع حلقہ عمل کا ٹرانسمیٹر بھی موجود نہ تھا جس کے ذریعے وہ یہاں سے ایئر فورس کو متعلق کر سکتا۔ تاکہ ہیلی کاپٹر کو گھیرا جا سکتا۔ اس کے پاس بلیک زیرو ٹرانسمیٹر تھا اور یہ محدود حلقہ عمل کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اور ایسی صورت میں ظاہر ہے شرمندگی اور ناکامی ہی اس کا مقدر بن چکی تھی۔

"میجر! — اگر آپ اس آدمی کو ختم کر دیتے تو زیادہ بہتر تھا۔ یہ کسی بھی وقت ہوش میں آکر مسئلہ پیدا کر سکتا ہے" — کیپٹن طارق نے دروازے سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

میجر پرمود اس وقت کرنل شہاب کے روپ میں تھا اور اس کی پلاننگ بے حد کامیاب رہی تھی۔ اور وہ باہر نگرانی کرنے والی سیکرٹ سروس کو وقتی طور پر بیہوش کر کے لیبارٹری کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ توفیق باہر گیٹ پر رہا تھا اور اس کے ساتھی لیڈی طاہرہ کے ساتھ لیبارٹری کی جیپ پر بڑے گیٹ سے اندر داخل ہوئے اور توفیق انہیں سیدھا کرش ہال تک لے آیا۔ کرش ہال لیبارٹری کا وہ حصہ تھا جہاں سے اندر کمپیوٹر کنٹرول شروع ہوتا تھا۔ لیکن باہر موجود مینٹ فیکٹری سے یہ یکسر علیحدہ تھا۔ اور اس کا راستہ بھی خفیہ تھا جو کیپٹن طارق نے میجر جمال اور سیکنڈ چیف سے اگلوایا تھا۔ اسی طرح

ٹھیک اسی وقت میجر پرمود بھی خفیہ راستے سے کرش ہال تک پہنچ چکا تھا۔ اُسے مشرقی حصے کی طرف سے خفیہ دروازے سے کیپٹن طارق اندر لے آیا تھا۔ اس کے بعد میجر جمال نے کرنل شہاب کو ایک ضروری بات کے لئے کرش ہال میں بلوایا۔

کرنل شہاب جیسے ہی کمپیوٹر کنٹرول روم سے نکل کر لیبارٹری میں گئے انہیں میجر جمال کا پیغام مل گیا۔ میجر جمال چونکہ ان کا چھوٹا بھائی تھا اس لئے وہ بے دھڑک کرش ہال میں آگئے اور یہاں آتے ہی میجر پرمود نے ان پر حملہ کر کے انہیں بے ہوش کر دیا اور اس کے بعد ان کا لباس اور میک اپ تبدیل کرنے میں اُسے زیادہ دیر نہ لگی۔ پھر وہاں سے میجر پرمود اور کیپٹن طارق کمپیوٹر کنٹرول رُوم میں پہنچے جہاں بلیک زیرو موجود تھا۔

میجر پرمود نے خصوصی ریز پسٹل سے بلیک زیرو کو بیہوش کیا اور اس کے بعد دوسرے ریوالور سے فائرنگ کر کے اس نے کمپیوٹر کنٹرول مشین کو مکمل طور پر توڑ پھوڑ دیا تاکہ لیبارٹری کے اندر جانے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو سکے۔

"تم نہیں سمجھتے کیپٹن! — بعض اوقات قتل نقصان دہ ہوتا ہے ایک مشن میں جب میں نے ایک جاسوس کو قتل کیا تو اس کے مرتے ہی میں بُری طرح پھنس گیا — بڑی مشکل سے میں نے جان بچائی۔ بعد میں پتہ چلا کہ اس جاسوس کے جسم میں ایک ایسا آلہ فٹ تھا جو کہ اس جاسوس کے مرتے ہی خود بخود حرکت میں آ جاتا تھا۔ اور ہیڈ کوارٹر کو مکمل نشاندہی کر دیتا تھا۔ تب سے میں جاسوس کو قتل کرنے کی بجائے انہیں

بیہوش کر دینا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں ـــــ ہاں ! مجبوری کی بات الگ ہے اور اس ریز کے اثر سے یہ آدمی دو گھنٹوں سے پہلے کسی صورت بھی ہوش میں نہ آ سکے گا ـــــ اور دو گھنٹے ہمارے لئے بہت زیادہ ہیں۔ اب اندر چلو ـــــ اندرونی نقشہ تو تمہارے پاس ہوگا" ـــــ میجر پرمود نے راہداری میں چلتے ہوئے کیپٹن طارق کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ توفیق لیڈی طاہرہ اور تین مسلح افراد ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ ان سب کے پاس مخصوص قسم کے ریوالور تھے۔

"ہاں میجر ! ـــــ یہ دیکھو ـــــ یہ نقشہ میجر ہمال کے کاغذات میں سے ملا تھا" ـــــ کیپٹن طارق نے جیب سے ایک نقشہ نکالتے ہوئے کہا۔ اور پرمود اسے غور سے دیکھنے لگا۔

"یہ وہ کمرہ ہے ـــــ جہاں پروفیسر بارکی ہوگا ـــــ اور یہ ہیلی پیڈ ہے جہاں ہیلی کاپٹر موجود ہوگا" ـــــ کیپٹن طارق نے نقشے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ ہم دونوں ان دو کمروں سے ہو کر سیدھے پروفیسر بارکی کے پاس پہنچیں گے ـــــ اور توفیق اور لیڈی طاہرہ ان کمروں اور راہداریوں سے گزر کر یہاں ہمارے ساتھ آ ملیں گے۔ سائنسدانوں کے سلسلے میں کسی رعایت کی ضرورت نہیں ـــــ جتنے سائنسدان ہم ختم کر سکیں گے اتنا ہی بلگارنیہ کو فائدہ ہوگا۔ اس لئے راستے میں جو بھی سائنسدان آئے اس کا خاتمہ کر دینا ـــــ پوری لیبارٹری میں کوئی بھی سائنسدان یا اس کا عملہ زندہ نہ رہے۔ اسے مار دینا یا بیہوش کر دینا۔ تاکہ فوری طور پر وہ کوئی ہنگامی رکاوٹ پیدا نہ کر سکے اور نہ کسی اور جگہ

اطلاع کر سکے" ـــــ میجر پرمود نے کرخت لہجے میں سب کو سمجھاتے ہوئے کہا اور اس کے بعد وہ سب تیزی سے راہداری کے اختتام پر موجود دروازے کو کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ اس کے بعد تو لیبارٹری میں جیسے بھونچال آ گیا۔

میجر پرمود اور کیپٹن طارق بجلی کی سی تیزی سے ایک کمرے میں داخل ہوئے جہاں چار سائنسدان مشینوں کے سامنے بیٹھے کام میں مصروف تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ صورت حال کو سمجھتے، گولیوں نے انہیں چھلنی کر دیا۔ اور وہ دونوں بھاگتے ہوئے دوسرے کمرے میں پہنچے۔ یہاں ایک معاون نے اچانک کیپٹن طارق پر حملہ کر دیا۔ لیکن کیپٹن طارق نے بجلی کی سی تیزی سے اسے ایک طرف اچھالا اور پرمود کے ریوالور نے اسے فرش سے نہ اٹھنے دیا۔ دو افراد کو پہلے ہی میجر پرمود ختم کر چکا تھا۔ چونکہ یہاں کا ہر کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اس لئے دوسرے کمروں تک دھماکوں اور چیخوں کی آوازیں نہ پہنچ سکیں۔ اس کے بعد وہ بڑا اور خاص کمرہ آتا تھا جس میں اس فارمولے کو تیار کیا جا رہا تھا۔ جس کی وجہ سے میجر پرمود نے اس لیبارٹری پہ حملہ کیا تھا۔

کمرے کا دروازہ بند تھا۔ لیکن چونکہ کمپیوٹر کنٹرول روم ختم ہو چکا تھا اس لئے جیسے ہی میجر پرمود نے دروازے کو دبایا۔ دروازہ کھلتا چلا گیا میجر پرمود کیپٹن طارق کو وہیں رکنے کا اشارہ کر کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کمرے میں شوگران کے چار اور پاکیشیا کے تین سائنسدان کام میں بری طرح منہمک تھے۔ ایک بڑی سی مشین کے [illegible] پروفیسر بارکی

بیٹھا ہوا انہیں ہدایات دے رہا تھا۔

جیسے ہی میجر پرمود اندر داخل ہوا۔ سب سائنسدانوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"کرنل! — دروازے کھلنے پر مخصوص بلب نہیں جلا — کیا بات ہے" — ؟ شوگران کے ایک بوڑھے سائنسدان نے چونک کر میجر پرمود سے پوچھا۔

"ارے ہاں واقعی کرنل" — پروفیسر بارکی نے بھی چونک کر۔

"سیکرٹ سروس کے حکم پر ایسا کیا گیا ہے — آپ لوگ گھبرائیں نہیں بس کام کرتے رہیں" — میجر پرمود نے کرنل شہاب کے لہجے میں کہا اور قدم بڑھاتا سیدھا پروفیسر بارکی کے پاس پہنچ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی سنبھلتا، میجر پرمود کا ہاتھ فضا میں اٹھا اور پروفیسر بارکی کے سر پر ریوالور کا دستہ پوری قوت سے پڑا۔ پروفیسر بارکی چیخ مار کر پہلو کے بل کرسی سے نیچے گرا۔

"یہ — یہ کیا" — سارے سائنسدان ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہی تھے کہ میجر پرمود کے ہاتھ میں موجود ریوالور نے گولیاں اگلنا شروع کر دیں اور دیکھتے ہی دیکھتے چھ افراد ڈھیر ہو گئے۔

"آجاؤ کیپٹن" — میجر پرمود نے چیخ کر کہا اور اسی لمحے دروازہ کھول کر نہ صرف کیپٹن طارق اندر آیا۔ بلکہ لیڈی طاہرہ، توفیق اور باقی ساتھی بھی اندر آ گئے۔

"ساری لیبارٹری صاف ہو چکی ہے میجر! — میں نے ہیلی پیڈ کی سائیڈیں بھی صاف کر دی ہیں — وہاں چار مسلح افراد اور ایک

پائلٹ تھا — میں نے ان کا خاتمہ کر دیا ہے اور میں نے چھت کے کھولنے کا سسٹم بھی چیک کر لیا ہے" — توفیق نے تیز لہجے میں کہا۔

"او۔ کے — چلو کیپٹن! — پروفیسر بارکی کو اٹھاؤ — میں اس دوران یہاں کی تلاشی لے لوں۔ شاید کوئی کام کی چیز مل جائے" — میجر پرمود نے کہا اور پھر اس نے جلدی جلدی میزوں کی درازیں کھول کھول کر چیک کرنا شروع کر دیں۔ اس دوران کیپٹن طارق نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے پروفیسر بارکی کو اٹھا کر کندھے پر لادا اور پھر وہ توفیق کی رہنمائی میں ہیلی پیڈ کی طرف بڑھے۔

اسی لمحے میجر پرمود کو دور ایک کھٹکے کی آواز سنائی دی اور میجر پرمود چونک پڑا۔

"چلو جلدی کرو — فوراً یہاں سے نکلو — کسی بھی لمحے کوئی بھی گڑبڑ ہو سکتی ہے" — میجر پرمود نے کہا اور وہ سب تیزی سے ایک راہداری میں سے ہو کر ہیلی پیڈ کی طرف بڑھنے لگے۔ توفیق چھت کھولنے کے لئے پہلے ہی آگے جا چکا تھا۔

پھر جیسے ہی وہ ہیلی پیڈ کے حصے میں پہنچنے کے لئے راہداری کے آخری دروازے پر پہنچے، اچانک ان کے عقب میں دھماکے ہوئے اور عقب میں چلنے والے دو افراد چیختے ہوئے زمین پر گر پڑے۔ میجر پرمود نے پلٹ کر فائر کھول دیا۔ اور پھر باقی ماندہ افراد اچھل کر دروازہ کراس کر گئے۔ پرمود مسلسل فائر کر رہا تھا۔

"بھاگو — ہیلی کاپٹر میں پہنچو — جلدی" — میجر پرمود نے چیخ

کر کہا اور وہ سب بے تحاشا دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچے۔ میجر پرمود بھی دروازے میں فائرنگ کر کے دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچا اور اچھل کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

کیپٹن طارق سائیڈ کی سیٹ پر بیٹھا باہر کو جھکا ہوا تھا۔ اسی لمحے اسے راہداری کے دروازے پر ایک سایہ سا نظر آیا تو اس نے فائر کھول دیا۔ اس کے ہاتھ میں ہلکی مشین گن تھی۔ وہ مسلسل اس دروازے پر اور اس کے اردگرد فائر کئے جا رہا تھا۔

اسی لمحے گڑگڑاہٹ کی تیز آواز سے چھت درمیان سے کھلی اور توفیق دوسری سائیڈ سے دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف آیا۔ کیپٹن طارق جانتا تھا کہ اگر اس نے ایک لمحے کے لئے بھی فائر بند کیا تو توفیق ہٹ ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے فائر مسلسل جاری رکھا۔

توفیق صحیح سلامت ہیلی کاپٹر تک پہنچ گیا۔ اسی لمحے میجر پرمود نے ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکے سے بلند کیا اور توفیق بمشکل اوپر چڑھ سکا۔

ہیلی کاپٹر خاصی تیز رفتاری سے اوپر کو اٹھتا ہوا کھلی چھت سے باہر نکل آیا۔ اور اس کے ساتھ ہی نیچے چھت بند ہو گئی۔ ہیلی کاپٹر پر نیچے سے فائر کی آواز سنائی دی۔ لیکن یہ ریوالور کی آواز تھی اور میجر پرمود جانتا تھا کہ تیز رفتار ہیلی کاپٹر پر ریوالور کی گولیاں کوئی اثر نہ کر سکتی تھیں چنانچہ جیسے ہی ہیلی کاپٹر کے نیچے چھت بند ہوئی پرمود نے اطمینان کا سانس لیا۔ وہ کامیاب ہو چکا تھا۔

"یہ کون ہو سکتا ہے ـــــ شاید تم کسی کو نظر انداز کر گئے ہو ـــــ؟" میجر پرمود نے توفیق کی طرف مڑتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں باس ! ـــــ ہم نے تو پوری تسلی کر لی تھی" ـــــ توفیق نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ یہ وہی سیکرٹ سروس کا آدمی ہو جسے آپ نے بیہوش کیا تھا" ـــــ کیپٹن طارق نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ! ـــــ وہ ریز فائر کی وجہ سے دو گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا" ـــــ پرمود نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

لیکن اسی لمحے دور سے ایک زوردار دھماکے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اور ڈیش بورڈ پر ایک سرخ بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"اوہ ! ـــــ پٹرول ٹینک ہٹ ہو گیا ہے" ـــــ میجر پرمود نے کہا اور جلدی سے ہیلی کاپٹر کو سنبھالنے لگا۔

لیکن دوسرے لمحے ایک اور دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کو پہلے سے بھی زیادہ زوردار جھٹکا لگا اور اس کا توازن بری طرح بگڑ گیا وہ سب ایک دوسرے سے بری طرح ٹکرا کر ہیلی کاپٹر کے فرش پر گر گئے۔ ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے نیچے گرنے لگا۔ پرمود کو ایک لمحے کے لئے ایسے لگا کہ جیسے ہیلی کاپٹر زمین سے ٹکرا کر تباہ ہو جائے گا۔

میجر پرمود نے ایک لیور کو زور سے کھینچا تو ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھا۔ اس کی رفتار یکلخت بے حد تیز ہو گئی تھی۔ میجر پرمود کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ ہیلی کاپٹر کو اس حالت میں بھی کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ پٹرول ٹینک میں سوراخ ہو چکا تھا اور تیل لیک کر رہا ہو گا۔ لیکن یہی غنیمت تھا کہ

ہیلی کاپٹر کو آگ نہ لگی تھی۔ لیکن کی اُسے پرواہ نہ تھی کیونکہ جب تک
پورا تیل لیک نہ ہو اس وقت تک وہ ہیلی کاپٹر کو بلگاریہ کی سرحد
تک لے جا سکتا تھا۔ ایسے ہیلی کاپٹرز کا اُسے علم تھا کہ ان کی ٹینکیاں
ہر وقت فل رکھی جاتی تھیں

کافی اونچا اٹھا کر اس نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے آگے بڑھایا اس
کے دوسرے ساتھی اب سنبھل گئے تھے کہ اسی لمحے دُور سے ایک اور
دھماکہ ہوا اور اس بار ہیلی کاپٹر کا توازن یکلخت بگڑ گیا۔

"نیچے چھلانگیں لگاؤ ۔۔۔ پروفیسر کو بھی دھکیل دو ۔۔۔ جلدی کرو"۔
میجر پرمود نے چیخ کر کہا۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری
سے الٹا ہو کر نیچے کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی میجر پرمود
نے چھلانگ لگا دی۔

اسی لمحے باقی ساتھی بھی نیچے چھلانگیں لگا گئے۔ اور جیسے ہی پرمود
کے قدم زمین سے لگے اس نے قلابازی کھائی اور پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔
پیرا ٹروپنگ کے مخصوص انداز کی وجہ سے اُسے چوٹ نہ لگی تھی۔ ویسے
بھی جس وقت انہوں نے چھلانگیں لگائی تھیں۔ ہیلی کاپٹر کی بلندی زیادہ
نہ تھی۔ اور پھر جس جگہ وہ گرے تھے وہاں اونچی فصل اور نرم زمین
تھی۔ ہیلی کاپٹر کچھ دُور آگے جا کر کھیتوں کے درمیان جا گرا اور پھر ایک
خوفناک اور دل ہلا دینے والا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی آگ کے
شعلے آسمان تک بلند ہونے لگے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی سویا
ہوا آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔

"میجر ۔ میجر" ۔۔۔ اچانک اُسے قریب سے چیختی ہوئی آواز

سنائی دی۔ یہ کیپٹن طارق کی آواز تھی۔

"میں ادھر ہوں ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ جو زندہ ہو یہاں آ جائے ۔
جلدی فوراً" ۔۔۔ میجر پرمود نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے دوڑتے
ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور کیپٹن طارق سب سے پہلے
اس کے قریب پہنچا۔ اس نے کاندھے پر پروفیسر بارکی کو اٹھایا ہوا تھا۔
پھر لیڈی طاہرہ اور توفیق بھی پہنچ گئے۔ البتہ ایک آدمی غائب تھا۔

"وہ مر گیا ہے ۔۔۔ وہ میرے ساتھ ہی گرا تھا سر کے بل ۔۔۔ اس
کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے ۔۔۔ میں نے اسے چیک کیا تھا" ۔
لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"چھوڑو اسے ۔۔۔ یہ بتاؤ کہ پروفیسر بارکی زندہ ہے یا مر گیا" ۔۔۔
میجر پرمود نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"زندہ ہے میجر ۔۔۔ میں نے اس کی وجہ سے خود چوٹیں کھائی
ہیں ۔۔۔ لیکن اسے بچا لیا ہے۔ مگر اس قدر جھٹکے کے باوجود اسے
ہوش نہیں آیا" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا۔

"ابھی ہوش آئے گا بھی نہیں ۔۔۔ میں نے جس جگہ دستہ مارا تھا اس
لم کی چوٹ دو تین دن سے پہلے ہوش میں نہیں آنے دیتی ۔۔۔ جلد
ب نکل چلو ۔۔۔ ورنہ سارا علاقہ گھیر لیا جائے گا ۔۔۔ ادھر شمال کی طرف
د ۔۔۔ ادھر ایک بڑی ندی ہے ۔۔۔ جلدی چلو" ۔۔۔ میجر پرمود
نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ سب کھیتوں کے درمیان دوڑتے ہوئے
ال کی طرف بڑھنے لگے۔

میجر پرمود نے ہیلی کاپٹر بلند ہوتے ہی ایک نظر میں ارد گرد کا علاقہ

دیکھ لیا تھا اور اندھیرے میں چمکتے ہوئے پانی کی پٹی اس کے ذہن میں محفوظ تھی۔ ادھر چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں اور جگہ ویران تھی اس لئے پرمود نے ادھر کا ہی رُخ کیا تھا۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں میجر! ــــ جنہوں نے ہیلی کاپٹر پر حملہ کیا ہے ــــ سیکرٹ سروس والے تو سامنے کے رُخ پر تھے" ــــ ؟ کیپٹن طارق نے دوڑتے ہوئے پوچھا پروفیسر بارکی کو اب کیپٹن توفیق نے اٹھا لیا تھا۔

ہو سکتا ہے ان کا کوئی گروپ لیبارٹری کی پچھلی طرف چھپا ہوا ہو۔ دھماکے دُور مار رائفل کے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں پہلے سے خدشہ تھا کہ ہیلی کاپٹر باہر آ سکتا ہے ــــ فی الحال دوڑتے چلو۔ ابھی ہم خطرے سے باہر نہیں آئے" ــــ میجر پرمود نے دوڑتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب ندی پر پہنچ گئے۔ ندی خاصی چوڑی تھی۔ پھر دُور انہیں کنارے پر روشنی سی نظر آئی۔ روشنی کا انداز ایسا تھا جیسے ریلوے کراسنگ پر لیمپ جل رہا ہو۔

" ادھر چلو روشنی کی طرف ــ جلدی" ــــ میجر پرمود نے کہا اور وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے اس طرف دوڑتے چلے گئے۔

"کون ہے ــ کون دوڑ رہا ہے" ــــ ؟ اچانک روشنی کے قریب ہی ایک اور روشنی نظر آئی اور ساتھ ہی ایک سایہ سا بھی نظر میں پڑا۔

" دوست ہیں" ــــ میجر پرمود نے چیخ کر کہا۔ اب ریلوے کراسنگ

عاف نظر آنے لگا تھا۔

سلئے کے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ پرمود سمجھ گیا کہ یہ کراسنگ پھاٹک بند لرنے والا چوکیدار ہے۔

چند ہی لمحوں میں وہ چوکیدار کے قریب پہنچ گئے۔ چوکیدار ایک ڈھیڑ عمر آدمی تھا جس نے پورے جسم پر کمبل لپیٹ رکھا تھا کراسنگ کے دروازے بند تھے۔ اور دروازے بند دیکھ کر میجر پرمود سمجھ گیا کہ اڑی کسی طرف سے آنے والی ہے۔

" کون ہو تم ــــ اور یہ کون ہے جسے تم نے اٹھایا ہوا ہے" ــ ؟ ڈھیڑ عمر چوکیدار نے حیران ہو کر پوچھا لیکن دوسرے لمحے وہ چیخ رکر اچھلا اور زمین پر گر گیا۔ پرمود کے ہاتھ میں تھامے ہوئے چھوٹے ے ریوالور سے نکلنے والی گولی سیدھی چوکیدار کے دل میں گھس گئی ی۔ لالٹین اس کے ہاتھ سے گر کر لڑھکتی ہوئی ایک طرف جا رکی۔

" اسے بجھا دو" ــــ میجر پرمود نے کہا اور لیڈی طاہرہ نے ہی سے آگے بڑھ کر لالٹین بجھا دی۔

اسی لمحے دُور سے گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں۔

" گاڑی آ رہی ہے ــــ میں اسے روکتا ہوں۔ تم جلدی سے کسی بے میں چڑھ جانا ــــ یہ گاڑی دارالحکومت سے باہر جا رہی ہے۔ ڑاہٹ کی آواز سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اس کا رُخ دارالحکومت رف سے باہر کی طرف ہے" ــــ میجر پرمود نے کہا اور پھر تیزی راسنگ کے دروازوں کی طرف دوڑا۔ لیکن دروازے کے ب سے گذر کر وہ تیزی سے ایک جگہ رُک گیا۔ یہاں بیرونی سگنل

کا لیور موجود تھا۔ اس سے کانٹا بھی بدلا جاتا تھا۔

گڑگڑاہٹ اب قدرے نزدیک آ چکی تھی۔ میجر پرمود نے لیور کو پکڑ کر ایک زور دار جھٹکے سے کھینچا اور اس کے ساتھ ہی دُور سگنل کی نظر آنے والی سبز بتی سُرخ ہو گئی۔

"سائیڈ میں ہو جاؤ ___ گاڑی اب اس کراسنگ سے کچھ دُور رک جائے گی ___ ہم نے احتیاط سے چڑھنا ہے۔ کسی کو نظر نہ آئے" میجر پرمود نے کہا اور وہ سب سائیڈ میں درختوں کے ذخیرے میں رک گئے۔

گڑگڑاہٹ اب نزدیک آگئی تھی اور پھر انہیں دُور سے انجن ؂ گاڑی نظر آگئی۔ بریکوں کی چرچراہٹ کی آواز فضا میں گونجی اور پھر گاڑی کی رفتار آہستہ ہونے لگ گئی۔

اسی لمحے میجر پرمود کو اس چوکیدار کی لاش کا خیال آیا۔ جو ابھی تک لائن کے پاس ہی پڑی ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے دوڑا اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر ادھیڑ عمر چوکیدار کی لاش کا بازو پکڑا اور اُسے گھسیٹتا ہوا درختوں کی طرف لے آیا۔ اس کے بعد اس نے اُسے زور سے اچھال کر درختوں کے اندر پھینک دیا۔

اسی لمحے گاڑی اس کراسنگ کے قریب آ کر رک گئی۔ یہ مال گاڑی تھی۔ اس نے زور سے ہارن دیا۔ ایک بار ___ دو بار ___ شاید یہ ہارن چوکیدار کے لئے تھا۔ اور پھر چند سائے انہیں گاڑی سے نیچے اترتے نظر آئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں بڑی سی لالٹین تھی۔ یہ یقیناً گارڈ تھا۔ وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کراسنگ

کے قریب آ گئے۔

"کراسنگ ڈور بھی بند ہے ___ اس کے باوجود سگنل آف ہے" ___ ایک بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کوئی افیمی چوکیدار ہو گا ___ ریلوے کو بھی ایسے ہی لوگ ملتے ہیں ___ سگنل آن کرنا بھول گیا ہو گا" ___ دوسری آواز سنائی دی۔ اور پھر وہ سب اس ہٹ کی طرف بڑھ گئے۔ وہ تعداد میں چار تھے وہ شاید اس چوکیدار کو ڈھونڈنے جا رہے تھے۔

پھر جیسے ہی وہ چاروں ہٹ میں داخل ہوئے۔ میجر پرمود نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب دوڑتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔ سامنے ہی ایک ٹرالر تھا جس میں بھاری مشینری لادی ہوئی تھی۔

"اس ٹرالر پر چڑھ جاؤ ___ جلدی" ___ میجر پرمود نے اچھل کر اوپر چڑھتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کیپٹن توفیق نے کاندھے پر لدے ہوئے پروفیسر بارکی کو اوپر کی طرف اچھالا۔ میجر پرمود نے اُسے جھپٹا اور پھر گھسیٹ کر مشین کی اوٹ میں لٹا دیا۔ پلک جھپکنے میں توفیق، لیڈی طاہرہ اور آخر میں کیپٹن طارق بھی اوپر چڑھ آیا۔ اور وہ سب مشینری کی اوٹ اور سائیڈوں میں رینگ گئے۔

اسی لمحے انہیں انسانی آوازیں دوبارہ ٹرالر کے قریب سے آتی سنائی دیں اور پھر دو آدمی باتیں کرتے ہوئے پاس سے گزر گئے۔

"یہ بہت بڑی کوتاہی ہے ___ سگنل آن کئے بغیر وہ چوکیدار کہیں چلا گیا ہے ___ میں اس کی رپورٹ کروں گا" ___ ایک آدمی

جس کے ہاتھ میں بڑی سی لالٹین تھی دوسرے آدمی سے کہہ رہا تھا لالٹین والا یقیناً گارڈ تھا اور دوسرا اس کا معاون ہوگا۔ باقی دو آدمی ان کے ساتھ نہ تھے۔ وہ انجن کے آدمی ہوں گے۔

میجر پرمود اور اس کے ساتھی دم سادھے پڑے ہوئے تھے تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک جھٹکے سے حرکت میں آئی اور پھر اس کی رفتار تیز ہوگئی۔

اسی لمحے قریب پڑے ہوئے پروفیسر بارکی کی کراہ سنائی دی وہ شاید ہوش میں آرہا تھا۔ پرمود اس پر کسی عقاب کی طرح جھپٹا اور اس نے اس کی کنپٹی پر پوری قوت سے مکہ مارا۔ پروفیسر بارکی کے جسم میں پیدا ہونے والی حرکت غائب ہوگئی اور وہ ساکت ہوگیا۔ گاڑی کی رفتار اب کافی تیز ہوگئی تھی۔

"میں اس کا میک اپ کر دوں ـــــ ورنہ اسے کسی بھی وقت پہچانا لیا جا سکتا ہے" ـــــ میجر پرمود نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کے پاس میک اپ باکس ہے ـــــ؟" کیپٹن طارق نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میری مخصوص جیکٹ میں ہر چیز ہر وقت موجود رہتی ہے" ـــــ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا چپٹا باکس نظر آنے لگا۔

"لیکن میجر ـــــ اس اندھیرے میں میک اپ کیسے ہوگا" ـــــ لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"میں نے اس پر مکمل میک اپ تو نہیں کرنا ـــــ صرف ریڈی میڈ

میک اپ کرنا ہے تاکہ کچھ بدل جائے" ـــــ میجر پرمود نے کہا اور پھر اس کے ہاتھ ٹرالر کے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے پروفیسر بارکی کے چہرے اور سر پر حرکت کرنے لگے۔

جب میجر پرمود نے ہاتھ روکا تو اسی لمحے گاڑی نے ہارن دیا اور اس کے ساتھ ہی گاڑی کی رفتار آہستہ ہونے لگ گئی۔ میجر پرمود نے سائیڈ سے آگے دیکھا۔ دور اسے اندھیرے میں چند بتیاں نظر آرہی تھیں۔ سگنل کی لائٹ سرخ تھی۔ اور پھر گاڑی آہستہ ہوتے ہوتے اس سگنل کے قریب رک گئی۔

"ادھر سے اتر جاؤ ـــــ جلدی کرو ـــــ گاڑی کسی بھی لمحے حرکت میں آسکتی ہے" ـــــ میجر پرمود نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جھپٹ کر پروفیسر بارکی کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور نیچے چھلانگ لگا دی۔

سامنے ہی درختوں کا ذخیرہ تھا۔ میجر پرمود تیزی سے دوڑتا ہوا اس ذخیرے میں گھستا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد ہی ایک ایک کر کے اس کے باقی ساتھی بھی اس ذخیرے میں پہنچ گئے۔

اسی لمحے گاڑی کا ہارن سنائی دی۔ اور پھر گاڑی حرکت میں آگئی۔ وہ سب درختوں کی اوٹ میں کھڑے گاڑی کو جاتے ہوئے دیکھتے رہے۔

"میرا خیال ہے کہ ہم دارالحکومت کے نواحی قصبے میں ہیں" ـــــ کیپٹن طارق نے کہا۔

"ہاں! — اب ہمیں کوئی سواری ڈھونڈنی ہو گی" — میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ادھر اسٹیشن کی طرف چلیں" — توفیق نے کہا۔

"نہیں! — ادھر گڑبڑ ہو سکتی ہے — انہی درختوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ چلو — یہ زرعی علاقہ ہے — یہاں کوئی نہ کوئی زرعی فارم نظر آجائے گا — اور وہاں کوئی ٹرک یا ویگن کھٹری بھی مل جائے گی" — میجر پرمود نے پروفیسر بارکی کو توفیق کے کاندھے پر منتقل کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے درختوں کے درمیان سے گذرتے ہوئے ریلوے لائن سے دور ہٹتے چلے گئے۔

عمران نے آندھی اور طوفان کی طرح کار دوڑاتا ہوا اس جگہ پر پہنچا جہاں ہیلی کاپٹر کے دھماکے سے پھٹنے کے بعد آگ کے شعلے ابھی تک بلند ہو رہے تھے۔ آگ کے ان شعلوں نے بھی اس کی رہنمائی کی تھی اس لئے وہ اپنی توقع سے پہلے ہی وہاں تک پہنچ گیا تھا۔ ورنہ شاید اسے کافی دیر تک کھیتوں میں چکرانا پڑتا۔

لیکن وہاں پہنچ کر اسے ہیلی کاپٹر کے ملبے کے علاوہ صرف ایک لاش پڑی ہوئی نظر آئی۔ اس آدمی کی گردن کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی اور اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ بلندی سے اچانک اور افراتفری کے عالم میں گرنے کی وجہ سے گردن تڑوا بیٹھا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں اور کوئی شخص نہ تھا۔ البتہ اردگرد ٹوٹی ہوئی فصل سے ظاہر ہو رہا تھا کہ تین چار افراد ادھر ادھر گرے ہیں اور پھر اکٹھے ہوئے ہیں۔

عمران شعلوں کی روشنی میں اردگرد کا علاقہ دیکھ رہا تھا کہ ان

لوگوں کے فرار ہونے کے راستے کا تعین کر سکے کہ اچانک دُور سے ایک جیپ کے آنے کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔

"لیبارٹری کی جیپ ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا جو ایک اونچی منڈیر سے جھانک رہا تھا۔

"یہ سیکرٹ سروس کے ارکان ہوں گے"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ بھی تیزی سے منڈیر پر پہنچ گیا۔ اسی لمحے اُسے جیپ سے اچانک مشین گن کی نال جھانکتی ہوئی نظر آئی۔ چونکہ ہیلی کاپٹر سے آگ کے شعلے ابھی تک خاصے بلند تھے اس لئے رات ہونے کے باوجود ارد گرد کا علاقہ روشن تھا۔

"ہاتھ اٹھا دو ٹائیگر!۔۔۔ ورنہ یہ ہمیں غیر ملکی مجرم سمجھ کر گولی چلا دیں گے"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہوا اور اس نے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر دیئے۔ ٹائیگر نے بھی اس کی پیروی کی۔

جیپ سے جھانکنے والی مشین گن سے فائرنگ ہوئی لیکن گولیاں منڈیر کے نیچے پیوست ہو گئیں۔ یہ شاید دھمکی کے لئے کیا گیا تھا۔

"کیا وقت آ گیا ہے کہ اصل مجرم تو فرار ہو گئے ہیں۔۔۔ اور ہم ہینڈز اَپ ہوئے کھڑے ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے جیپ تیزی سے ان کے قریب آ کر رکی اور پھر اس میں سے صفدر، تنویر، نعمانی اور چوہان بجلی کی سی تیزی سے نکلے اور انہوں نے بڑی مہارت سے منڈیر کو گھیر لیا۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں موجود تھیں۔

"خوش آمدید۔۔۔ خوش آمدید!۔۔۔ پہلے تو پولیس والوں کے متعلق مشہور تھا کہ وہ اس وقت تک موقع واردات پر نہیں آتے جب تک واردات کرنے والے اپنے محفوظ ٹھکانوں تک نہ پہنچ جائیں لیکن اب سیکرٹ سروس بھی اسی راہ پر چل نکلی ہے۔۔۔ اب یقیناً پولیس والوں کی طرح ان کی توندیں بھی باہر نکل آئیں گی"۔۔۔ عمران نے اونچی آواز سے کہا۔

"عمران صاحب آپ!۔۔۔ اور اس میک اَپ میں۔۔۔"؟ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جب سیکرٹ سروس پولیس بن جائے۔۔۔ تو پھر مجبوراً مجھے کسی غیر ملک میں ہی پناہ لینی ہو گی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ نیچے گرا کر منڈیر سے اُتر آیا۔ ظاہر ہے ٹائیگر نے بھی اس کی پیروی کی۔

"یہ کیا عمران صاحب!۔۔۔ ایکسٹو نے ہمیں اچانک کال کیا کہ مجرم پروفیسر مارکی کو لے کر ہیلی کاپٹر کے ذریعے نکل گئے ہیں۔۔۔ ہم جیپ لے کر لیبارٹری سے نکلے ہی تھے کہ ہیلی کاپٹر کے تباہ ہونے کا دھماکہ سنا اور پھر آسمان تک بلند شعلے نظر آنے لگے۔۔۔ لیکن یہاں پہنچنے پر آپ نظر آئے"۔۔۔ صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے باس کو مراقبے میں اچانک کشف ہو جاتا ہے۔۔۔ بس ایسا ہی کشف ہوا ہو گا۔۔۔ بہرحال ڈھونڈو مجرموں کو۔۔۔ اگر اور کوئی نہ مل سکے تو یہ ایک لاش تو پڑی ہی ہے"۔۔۔ عمران نے اِدھر اُدھر غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھا۔

اس نے ٹائیگر کو بھی اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

"سوری عمران! — تم لوگ نہیں جا سکتے — جب تک باس کو اطلاع نہ کر دی جائے" — اچانک تنویر نے مشین گن سیدھی کرتے ہوئے کہا۔

"تو کرتے رہو اطلاع — میں نے کب منع کیا ہے" — عمران نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"خبردار! — میں کہتا ہوں رک جاؤ" — تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کے سینے سے مشین گن کی نال لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"تنویر! — یہ کیا کر رہے ہو" — ؟ صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"صفدر! — یہ ڈاج بھی ہو سکتا ہے — ہیلی کاپٹر کی تباہی کے بعد یہ لوگ موقع پر موجود ہیں اور نئے میک اپ میں — یہ لازماً کوئی گڑبڑ ہے — میں اسے ایسے نہ جانے دوں گا" — تنویر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ارے میں نے پولیس کا نام تو مذاق میں لیا تھا — لیکن تم تو سچ مچ پولیس والے بن رہے ہو — تمہارا کیا خیال ہے کہ مجرم تمہارے باس کو اطلاع دینے تک ہاتھ باندھے کھڑے رہیں گے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا مگر آخری الفاظ پر اس کا لہجہ تلخ ہو گیا۔

"کچھ بھی ہو — میں جب تک باس کو اطلاع نہ کر دوں — تم نہیں جا سکتے — صفدر! — تم باس سے بات کرو" — تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے کراہ نکلی اور وہ لڑکھڑا

ہوا دو قدم پیچھے ہٹ کر پشت کے بل نیچے گرا۔ عمران نے اچانک کار کا آدھا کھلا ہوا دروازہ ایک جھٹکے سے کھولا تھا اور تنویر جو دروازے کے ساتھ کھڑا تھا دروازے کی زوردار ضرب پیٹ پر کھا کر پیچھے جا گرا۔ مشین گن بھی اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی۔

"اسے سنبھالو صفدر! — ورنہ —" عمران نے تلخ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر جو دوسری طرف خاموش کھڑا تھا تیزی سے دوسری طرف بیٹھ گیا اور عمران نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔

تنویر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جھپٹ کر اپنی مشین گن اٹھانی چاہی۔ مگر صفدر نے آگے بڑھ کر مشین گن پر پیر رکھ دیا۔

"ہوش میں آؤ تنویر! — اگر ہم آپس میں لڑتے رہے تو مجرم پروفیسر بارکی کو لے جائیں گے" — صفدر نے بے حد سخت لہجے میں کہا۔

عمران انتہائی تیز رفتاری سے کار فصل کے اندر دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ ٹائیگر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ کیونکہ اندھیرے کے باوجود اسے عمران کی سنجیدگی محسوس ہو رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کار ندی کے کنارے پہنچ گئی۔ عمران نے دیکھا کہ دور کراسنگ کے قریب سے ایک مال گاڑی گذر رہی تھی۔ عمران نے ندی کے کنارے کار روکی اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

ندی خاصی چوڑی تھی اور اسے بغیر پل یا کشتی کے پار نہیں کیا جا سکتا تھا۔

عمران نے کار کراسنگ کی طرف موڑ دی۔ کیونکہ ادھر لائٹیں نظر آ رہی تھیں۔ گاڑی اب سٹیشن کراس کر چکی تھی۔

عمران نے کار کراسنگ کے قریب جا کر روک دی۔ وہ چند لمحے ادھر اُدھر دیکھتا رہا۔ پھر کار کا دروازہ کھول دیا۔

"گاڑی کے گذر جانے کے باوجود پھاٹک نہیں کھولا گیا" ——— عمران نے سیٹ کے نیچے سے ہاتھ بڑھا کر ایک لمبی سی ٹارچ نکال کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— یہ واقعی عجیب بات ہے" ——— ٹائیگر نے بھی سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ بھی کار سے باہر آ گیا تھا۔

"ارے یہ خون" ——— عمران نے چونک کر کہا۔ اس کے ہاتھ میں موجود ٹارچ کی روشنی ایک جگہ مرکوز تھی جہاں کسی کے گرنے کے نشانات کے ساتھ ساتھ خون بھی موجود تھا۔ گو خون کچی زمین میں جذب ہو چکا تھا مگر ٹارچ کی روشنی میں اس کے دھبے صاف نظر آ رہے تھے۔ خون کے دھبے درختوں کے ذخیرے کی طرف جا رہے تھے۔ اور ساتھ ہی ایسے آثار بھی تھے جیسے کسی چیز کو گھسیٹا گیا ہو۔

عمران ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھتا رہا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس نے درختوں کے ذخیرے میں پڑی ہوئی چوکیدار کی لاش تلاش کر لی۔

"میجر پرمود اور اس کے ساتھی یقیناً اس گاڑی میں سوار ہوئے ہیں انہوں نے چوکیدار کو قتل کر کے کسی نہ کسی طریقے سے گاڑی رکوائی ہو گی" ——— عمران نے تیزی سے واپس پلٹتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں سے لائن پار کر کے دوسری طرف گئے

ہوں ——— یہاں کراسنگ پر پل بھی ہے" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اگر ایسا ہوتا ——— تو پھر وہ یقیناً کراسنگ کھول لیتے۔ اور گاڑی ہمارے سامنے گذری ہے ——— آؤ جلدی کرو ——— ہمیں اس گاڑی کا پیچھا کرنا ہے" ——— عمران نے واپس کار کی طرف دوڑتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد ان کی کار تیز رفتاری سے کچے راستے پر ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

اسی لمحے عمران کی جیب میں ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں تو اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹرانسمیٹر باہر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"جوزف کالنگ باس۔ اوور" ——— دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ——— تم لوگ کہاں ہو۔ اوور" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہم آپ کی طرف سے کال کے منتظر ہیں ——— لیبارٹری پر تو ہنگامی حالات نافذ ہو چکے ہیں ——— بے شمار جیپیں اور کاریں آ رہی ہیں۔ اوور" جوزف نے کہا۔

"تم دونوں واپس رانا ہاؤس چلے جاؤ ——— میں بعد میں تمہیں کال کروں گا ——— کسی کے سامنے آنے کی ضرورت نہیں۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ لیکن ابھی وہ ٹرانسمیٹر واپس جیب میں رکھ ہی رہا تھا کہ ٹرانسمیٹر کی سیٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ عمران نے دوسری بار اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ایکسٹو کالنگ عمران۔ اوور" ——— ایکسٹو کی مخصوص آواز آئی۔

"یس سر! ___ عمران اٹنڈنگ۔ اوور" ___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ کیونکہ ٹائیگر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"تم کیا کر رہے ہو ___ تم مجرموں کے پیچھے ندی کی طرف گئے تھے۔ اوور" ___ ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر! ___ میں ان کا پیچھا کر رہا ہوں ___ میرا خیال ہے کہ مجرم ایک مال گاڑی پر سوار ہو کر فرار ہوئے ہیں ___ مال گاڑی اس وقت قصبہ شہباز سے چار پانچ میل آگے ہو گی۔ اوور" ___ عمران نے جواب دیا۔

"مجھے رپورٹ دیتے رہنا ___ مجرموں نے لیبارٹری میں بے حد تباہی مچائی ہے ___ بائیس سائنسدان ہلاک اور تین شدید زخمی ہیں۔ اوور" ___ ایکسٹو نے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ___ اس کا مطلب ہے کہ اب مجرموں کو رعایت نہ دی جائے۔ اوور" ___ عمران نے یکلخت زیادہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ہونٹ بھینچ گئے تھے۔

"اعلیٰ حکام سخت پریشان ہیں ___ شوگران کے انتہائی اہم سائنسدان ہلاک ہو گئے ہیں۔ اوور" ___ ایکسٹو نے کہا۔

"اب تو جناب ہو گئے ہیں ___ انہیں میں زندہ تو رنے سے رہا۔ البتہ مجرموں نے اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے ہیں۔ اوور" ___ عمران نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور ٹائیگر ایکسٹو کے سامنے عمران کے اس انداز پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"اوور اینڈ آل" ___ دوسری طرف سے ایکسٹو نے بغیر کچھ کہے

رابطہ ختم کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔

"جناب کی سیکرٹ سروس تو پولیس والوں کی طرح اپنے ہی آدمیوں کو پکڑتی پھر رہی ہے ___ اور رعب مجھ پر ڈالا جا رہا ہے" ___ عمران نے ٹائیگر کو سنانے کے لئے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر خاموش رہا۔ ظاہر ہے ایسے موقع پر وہ کیا کہتا۔

"وہ گاڑی بیرونی سگنل پر رکی ہوئی ہے" ___ چند لمحوں بعد ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"ہاں ___ میں دیکھ رہا ہوں" ___ عمران نے کہا اور کار کی رفتار اور زیادہ بڑھا دی۔ لیکن جب تک وہ گاڑی کے قریب پہنچتے سگنل گرین ہو چکا تھا اور گاڑی دوبارہ حرکت میں آ چکی تھی۔ عمران کار دوڑائے چلا گیا۔ آگے ایک جنکشن اسٹیشن تھا۔ اور عمران جانتا تھا کہ گاڑی وہاں کافی دیر تک رکے گی۔ اور پھر وہی ہوا۔ مال گاڑی ایک سائیڈ پر رک چکی تھی۔ عمران کار دوڑاتا ہوا گاڑی کے قریب پہنچا اور اس نے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔

"آؤ ٹائیگر! ___ تم دوسری طرف چلے جاؤ ___ تمام کھلے ہوئے ڈبے چیک کرنے ہوں گے" ___ عمران نے کار سے اترتے ہوئے کہا اور ٹائیگر بھی سر ہلاتا ہوا نیچے اترا۔ اور پھر وہ دونوں ہی گاڑی کے دونوں اطراف میں آخری ڈبے سے انجن تک چلتے گئے۔ چونکہ اسٹیشن ہونے کی وجہ سے یہاں بجلی کے کھمبے مناسب فاصلوں پر موجود تھے جن پر بڑے بڑے بلب جل رہے تھے اس لئے ہر چیز روشن اور صاف نظر آ رہی تھی۔

چلتے چلتے عمران ایک مشینری کے ٹرالر کے پاس رک گیا۔ چند لمحے وہ غور سے اُسے دیکھتا رہا۔ پھر اچھل کر ٹرالر پر چڑھ گیا۔ پھر اس نے ایک مشین کے پائے کے ساتھ ٹکا ہوا ایک چھوٹا سا ٹشو پیپر دیکھ لیا جسے مروڑ کر پھینکا گیا تھا۔

عمران ادھر اُدھر دیکھتا رہا۔ پھر ایک طویل سانس لے کر واپس نیچے اتر آیا۔ خیریت گذری کہ گاڑی ایک سائیڈ پر تھی۔ اور ادھر ریلوے کا کوئی آدمی اس وقت موجود نہ تھا۔ ورنہ وہ عمران کو اتنی آسانی سے مشینری کے ٹرالر پر نہ چڑھنے دیتا۔

عمران تیزی سے واپس اپنی کار کی طرف لپکا۔ اس نے کار موڑی اور واپس جانے لگا۔ اسی لمحے ٹائیگر بھی گاڑی کے اختتام پر گھوم کر واپس پہنچ گیا تھا۔

"آؤ ٹائیگر! ___ جلدی کرو ___ وہ لوگ گاڑی پر چڑھے ضرور ہیں۔ لیکن راستے میں ہی اتر گئے ہیں جہاں گاڑی بیرونی سگنل پر رکی تھی ۔ وہ لوگ وہیں اترے ہوں گے" ___ عمران نے ٹائیگر کے بیٹھتے ہوئے اُسے تفصیل بتا دی۔

"پھر" ___ ٹائیگر بھنویں اچکاتے ہوئے بولا۔

"وہ یقیناً درختوں کے جھنڈ سے گذر کر پچھلی ہائی وے پر گئے ہوں گے ___ اور وہاں سے انہوں نے کسی سواری کا بندوبست کیا ہوگا۔ یہ ہائی وے خاصا لمبا چکر کاٹ کر شہر میں داخل ہوتی ہے۔ اور میں ایک شارٹ کٹ جانتا ہوں ___ اس لئے مجھے یقین ہے کہ میں ان سے پہلے پہنچ جاؤں گا" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کہاں ___ شہر میں ان کا ٹھکانہ کہاں ہوگا" ___ ٹائیگر نے کہا۔

"تم دیکھو تو سہی ___ شرط صرف ان کے ٹھکانہ کرنے کی ہے ___ ڈھونڈ میں لوں گا" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ شاید صحیح کلیو مل [illegible]نے کی وجہ سے اس کی شگفتگی دوبارہ عود کر آئی تھی۔

کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑی چلی جارہی تھی۔ عمران اسٹیشن کی [illegible]ئیڈ سے ہو کر اس کے پچھلے چوک پر آیا اور پھر وہاں سے دائیں طرف [illegible]الحکومت کی طرف جانے کی بجائے وہ بائیں طرف کو مڑا اور کافی آگے [illegible] ایک بائی روڈ پر اس نے اپنی کار موڑ لی۔ یہ چھوٹی سڑک تھی جس کے [illegible]ون کناروں پر سبزیوں کے کھیت تھے۔ تقریباً دس منٹ تک مسلسل کار [illegible]نے کے بعد دارالحکومت کی بتیاں نظر آنے لگ گئیں جو آہستہ آہستہ [illegible]یب آتی جارہی تھیں۔ سڑک کچھ آگے جا کر بائیں طرف مڑی اور پھر [illegible] وے کے ساتھ مل گئی۔ عمران نے ہائی وے پر پہنچتے ہی کار کی رفتار [illegible]کر دی۔ اور پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا گیا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک [illegible]ل پمپ اور اس کے ساتھ ایک روڈ سائیڈ کیفے تھا جس کے سامنے [illegible] کاریں موجود تھیں۔ عمران نے کار کیفے کی ایک سائیڈ پر روکی۔

"تم یہیں بیٹھو" ___ عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا [illegible]سے اتر کر وہ چند لمحے ادھر اُدھر دیکھتا رہا جیسے ماحول کا جائزہ لے [illegible]۔ پھر تیز تیز قدم اٹھاتا پٹرول پمپ کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے معلوم تھا [illegible]ئی وے پر اس پٹرول پمپ کے بعد تقریباً سو کلو میٹر تک کوئی پٹرول [illegible]نہیں آتا۔ اس لئے ہائی وے سے آنے والی تقریباً ہر گاڑی لازماً [illegible] پٹرول ڈلواتی ہے۔ پمپ بوائے فارغ کھڑا تھا۔

"یس سر" ——— پمپ بوائے نے عمران کو قریب آتے دیکھ کر مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔ کیونکہ عمران اس وقت ایک غیر ملکی کے میک اپ میں تھا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے ایک بیمار دوست کو دارالحکومت لایا گیا ہے ——— مجھے ذرا دیر ہو گئی ہے۔ میرا دوست بیحد بیمار تھا اس کی بیوی بھی ساتھ تھی ——— نجانے وہ یہاں تک زندہ بھی رہا ہے یا نہیں" ——— عمران نے جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکال کر انگلی میں مروڑتے ہوئے کہا۔

"آپ کے دوست کے بال برف کی طرح سفید اور مونچھیں کالی تھیں اور وہ شدید بیمار تھے ——— وہی" ——— پمپ بوائے نے کہا۔

"ہاں ہاں ——— بالکل وہی ——— جلدی بتاؤ وہ زندہ تھے" ——— عمران نے بے چین لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ——— میرے خیال میں تو زندہ تھے ——— ابھی چند لمحے پہلے وہ پٹرول ڈلوا کر یہاں سے گئے ہیں ——— سبز رنگ کی مرسڈیز تھی نئے ماڈل کی ——— آپ کے دوست پچھلی سیٹ پر آنکھیں بند کئے بیٹھے تھے۔ ان کی بیوی اور ایک اور آدمی نے انہیں دونوں طرف سے سنبھالا ہوا تھا لیکن سر! ——— ان کی بیوی تو ان سے کافی کم عمر تھی اور وہ تھے بھی مقامی لوگ سر" ——— پمپ بوائے کچھ ضرورت سے زیادہ ہی باتونی ثابت ہو رہا تھا۔

"سبز مرسڈیز ——— لیکن وہ تو ٹویوٹا اکارڈ میں سفر کر رہے تھے ——— پھر یہ مرسڈیز کہاں سے آ گئی ——— نمبر کیا تھا اس کا" ——— عمران نے پوچھا۔

"نمبر ——— ہاں ——— ڈی۔ جے سکس تھری ——— سکس تھری نمبر تھا جناب مجھے اس لئے یاد رہ گیا کہ نمبر پلیٹ بالکل نئے ڈیزائن کی تھی۔ مخروطی قسم کی ——— اس لئے میری نظر اس پر پڑ گئی تھی" ——— پمپ بوائے نے جواب دیا۔

"او۔ کے ——— شکریہ" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس اپنی کار کی طرف بڑھا۔ اس نے کار سٹارٹ کر کے واپس موڑی اور پھر ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی سیٹ کر کے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— عمران کالنگ۔ اوور" ——— عمران نے بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"ایکسٹو۔ اوور" ——— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"مجرم شہباز قصبے کی طرف سے آنے والی ہائی وے کے ذریعے دارالحکومت میں داخل ہوئے ہیں ——— سبز رنگ کی نئے ماڈل کی مرسڈیز نمبر ڈی جے سکس تھری سکس تھری ——— انہیں دارالحکومت میں داخل ہوئے زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ ہوئے ہوں گے۔ اوور" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں چیک کراتا ہوں۔ اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کمال ہے ——— اتنی تفصیل سے پتہ لگ گیا" ——— ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یار کبھی کبھی رعب بھی جما لیا کرتے ہیں ——— اب ڈھونڈتے پھریں گے خود ہی" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔ جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ عمران ایکسٹو سے بھی غلط بیانی کر سکتا ہے۔ لیکن عمران کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔ وہ ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

"اب اس پروفیسر کو کیسے بلگارنیہ پہنچایا جائے گا میجر" ــــ

طارق نے قدرے پریشان لہجے میں کہا۔ وہ ابھی سبز رنگ کی مرسڈیز

اس کوٹھی میں پہنچے تھے۔

یہ کوٹھی گرینڈ کالونی میں تھی اور شاید یہ آخری کوٹھی تھی جس کا بندوبست

پہلے سے کیا گیا تھا۔ کوٹھی میں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ یہاں سیاہ

کی ایک جیگوار کار بھی موجود تھی۔ جو اپنی بناوٹ سے ہی بلٹ پروف

رہی تھی۔

یہاں پہنچتے ہی میجر پرمود نے توفیق کو مرسڈیز گرینڈ کالونی سے

اور چھوڑ آنے کے لئے کہا تھا۔ پروفیسر بارکی کے ہاتھ اور پیر باندھ کر

ایک الگ کمرے میں رکھا گیا تھا اور لیڈی طاہرہ کو اس کی مسلسل نگرانی

لئے وہیں بٹھا دیا گیا تھا۔ اس کے بعد میجر پرمود نے ٹرانسمیٹر پر سفارتخانہ

سے بات کی تھی لیکن سفارت خانے سے اسے بتایا گیا کہ سفارت خانہ

کی خفیہ نگرانی کی جا رہی ہے۔ اس لئے وہ اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتے۔ ابھی ابھی ٹرانسمیٹر پر بات ختم ہوئی تو قریب بیٹھے ہوئے کیپٹن طارق نے سوال کیا۔

"اب اسے خود ہی لے جانا پڑے گا" ــــ "اسی وجہ سے اس کوٹھی میں جیگوار کار کا بندوبست کیا گیا تھا" ــــ میجر پرمود نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مطلب یہ ہے کہ سڑک کے راستے سے جانا ہو گا" ــــ کیپٹن طارق نے کہا۔

"ہاں! ــ لیکن مجھے یقین ہے کہ ہر راستے کی مکمل نگرانی اور چیکنگ ہو رہی ہو گی اور ہم زیادہ دیر تک یہاں رک نہیں سکتے" ــــ میجر پرمود نے کہا۔

"تو پھر آپ نے کوئی پلان بنایا ہے" ــــ؟ کیپٹن طارق نے پوچھا

"پلان بنانے میں بہت وقت ضائع ہوتا ہے ــــ جو ہو گا دیکھا جائے گا ــــ بس توفیق مرسڈیز چھوڑ آئے تو ہم یہاں سے چل دیں گے" ــــ میجر پرمود نے کہا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد توفیق واپس آ گیا۔

"چھوڑ آئے مرسڈیز ــــ ویسے گاڑی بے حد پیاری تھی" ــــ کیپٹن طارق نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ لڑکی پیاری نہ تھی جس سے ہم نے مرسڈیز چھینی تھی" ــــ توفیق نے مسکرا کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ــ مجھے اس پر بڑا ترس آیا تھا ــــ بیچاری ہوش میں آنے

کے بعد نجانے کیسے دارالحکومت پہنچے گی" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایسی لڑکیوں کو ہر شخص لفٹ دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ تم اس کی فکر نہ کرو ۔۔۔ سفارت خانے سے بات ہوئی" ۔۔۔ توفیق نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ انہوں نے کہا ہے کہ سفارت خانے کی نگرانی ہو رہی ہے اس لئے وہ سامنے نہیں آسکتے ۔۔۔ اب میجر کہہ رہے ہیں کہ ہم ٹرک کے راستے یہاں سے نکلیں گے" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا۔

اسی لمحے میجر پرمود کمرے میں داخل ہوا۔

"چھوڑ آئے گاڑی" ۔۔۔ ؟ میجر پرمود نے پوچھا۔

"یس میجر! ۔۔۔ کافی دور چھوڑ آیا ہوں" ۔۔۔ توفیق نے جواب دیا۔

"کوئی تعاقب یا نگرانی" ۔۔۔ ؟ میجر پرمود نے پوچھا۔

"نو سر! ۔۔۔ میں نے حتی الوسع احتیاط کی ہے" ۔۔۔ توفیق نے جواب دیا۔

"اوکے! ۔۔۔ اب تم سب نئے لباس اور میک اپ کر لو۔ الماری سے کاغذات نکال لو۔ انہیں پہلے سے تیار کرایا گیا ہے ۔۔۔ اس کے مطابق میک اپ بھی کر لینا" ۔۔۔ پرمود نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن سر! ۔۔۔ لیڈی طاہرہ کے کاغذات تو نہیں ہیں ۔۔۔ توفیق نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ وہ یہیں رہے گی ۔۔۔ بعد میں آجائے گی" ۔۔۔ میجر پرمود نے کہا۔ وہ بھی اس وقت نئے میک اپ میں تھا۔

"آؤ کیپٹن! ۔۔۔ میک اپ کر لیں" ۔۔۔ توفیق نے اٹھتے ہوئے کہا

اور کیپٹن طارق سر ہلاتا ہوا اٹھ کر اس کے پیچھے چل پڑا۔

"میجر! ۔۔۔ آپ مجھے ساتھ نہیں لے جا رہے" ۔۔۔ ؟ لیڈی طاہرہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے کاغذات تیار نہیں ہیں ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ ہم چیکنگ میں پھنس جائیں ۔۔۔ تم بعد میں آجانا" ۔۔۔ میجر پرمود نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس نئے کاغذات موجود ہیں ۔۔۔ میں نے ایمرجنسی کے لئے پہلے سے بنوا رکھے تھے" ۔۔۔ لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"اوہ اچھا ۔۔۔ پھر ٹھیک ہے ۔۔۔ جاؤ پھر تیاری کرو" ۔۔۔ میجر پرمود نے مطمئن لہجے میں کہا اور لیڈی طاہرہ کے جانے کے بعد وہ اٹھا۔ اور ایک الماری کھول کر اس میں سے ایک تہہ کیا ہوا بڑا سا کاغذ نکال کر درمیانی میز پر پھیلا دیا اور کرسی پر بیٹھ کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

یہ دارالحکومت اور ارد گرد کے علاقے کا تفصیلی نقشہ تھا۔ میجر پرمود کافی دیر تک غور سے نقشے کو دیکھتا رہا۔

اسی لمحے توفیق اور کیپٹن طارق اندر داخل ہوئے۔ وہ اب نئے میک اپ اور نئے لباس میں تھے۔

"میرے خیال میں تاہنا کی پہاڑیوں والا راستہ ٹھیک رہے گا میجر وہ طویل تو ضرور ہے لیکن محفوظ ہے" ۔۔۔ توفیق نے میجر پرمود کو نقشے پر جھکے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ میں بھی اسی راستے کے بارے میں سوچ رہا ہوں ۔۔۔ طوالت کی تو خیر کوئی بات نہیں ۔۔۔ کیونکہ جیکوار کے لئے فاصلے کوئی

حیثیت نہیں رکھتے ۔ لیکن یہاں منشیات کی چیکنگ کرنے والی چوکیا
ضرور ہوں گی ۔۔۔ میں ان کے بارے میں سوچ رہا ہوں“ ۔۔۔۔ میجر
پرمود نے کہا۔

”ہاں ! ۔۔۔ ایسے راستوں پر چیکنگ تو بہرحال ہوتی ہی ہے
پروفیسر بارکی کو چھپانا ہمارے لئے مسئلہ بن جائے گا ۔۔۔۔ ہو سکتا
ہے کہ ان تمام چیک پوسٹوں پر پروفیسر بارکی کے بارے میں خصوصی
چیکنگ کی اطلاع دی جا چکی ہو ۔۔۔ بہرحال خطرہ تو ہر طرف سے
ہے“ ۔۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا۔

”اب اس کے سوا اور کوئی حل بھی تو نہیں ہے ۔۔۔۔ جتنی
دیر ہو گی ۔۔۔ اتنا ہی ۔۔۔ ہمارے گرد جال زیادہ سخت اور تنگ
ہوتا جائے گا ۔۔۔ اس لئے جو بھی ہو گا ۔۔۔ دیکھا جائے گا ۔۔۔
توفیق ! ۔۔۔ تم باہر جا کر وہاں سے کوئی نئی اور طاقتور انجن کی کا
چرا کر لے آؤ ۔۔۔ ہم اس کی نمبر پلیٹ بدل دیں گے ۔۔۔ ایک کا
بجائے دو کاریں زیادہ بہتر رہیں گی ۔۔۔ میں اس دوران پروفیسر
بارکی کا میک اپ کر لوں“ ۔۔۔۔ میجر پرمود نے کندھے اچکاتے ہو
فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”اگر وہ سبز مرسڈیز کھڑی ہو تو وہی لے آؤں“ ۔۔۔۔ توفیق نے
اٹھتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں ! ۔۔۔ اس کے قریب بھی مت جانا ۔۔۔ اس کی اطلا
اب تک پولیس کو دی جا چکی ہو گی ۔۔۔ کوئی ایسی کار لے آنا۔ جو جنگ
کار کے ساتھ ساتھ دوڑ بھی سکے ۔۔۔ اور کیپٹن طارق ! ۔۔۔ تم پچھ

کمرے میں موجود بڑی الماری سے آدھا اسلحہ نکال کر جنگوار کار میں ڈال
دو ۔۔۔ باقی آدھا دوسری کار میں رکھ لیں گے ۔۔۔ ایسے موقعوں پر
جتنا اسلحہ ہو ۔۔۔ اتنا ہی فائدہ رہتا ہے“ ۔۔۔ میجر پرمود نے کہا اور پھر
تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا ۔جس میں پروفیسر بارکی
پڑا ہوا تھا ۔ وہ پروفیسر بارکی کا میک اپ کرنا چاہتا تھا ۔

توفیق بھی اٹھا اور پھر کوئی نئی اور طاقتور انجن والی کار چرانے
کے لئے تیزی سے بیرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا جب کہ کیپٹن طارق
پچھلے کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں اسلحہ موجود تھا ۔

لیڈی طاہرہ پہلے ہی نئے میک اپ اور لباس تبدیل کرنے کے
لئے ڈریسنگ روم میں جا چکی تھی ۔

"کچھ پتہ چلا سنز مرسڈیز کا" ــــــ عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔ وہ ٹائیگر کو ٹیکسی پر اپنے ہوٹل جانے کا کہہ کر خود دانش منزل آ گیا تھا۔

"سنز مرسڈیز فاطمہ یونیورسٹی کے قریب ایک بند گلی میں کھڑی ملی ہے۔ لیکن ایسا کوئی کلیو نہیں ملا کہ اسے وہاں کون چھوڑ گیا ہے" ــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"پھر تم نے کیا کیا" ــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"کرنا کیا ہے ــــ فی الحال میں نے سفارت خانے کی نگرانی شروع کرا دی ہے ــــ تین ممبرز کی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ وہ مختلف کالونیوں کے چکر لگاتے رہیں ــــ شاید کوئی کلیو مل جائے ــــ کچھ ممبرز ایئرپورٹ ریلوے اسٹیشن اور باہر جانے والی شاہراہوں پر موجود ہیں" ــــ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا ــــ ہیلی کاپٹر پر نیچے سے فائرنگ تم کر رہے تھے" ــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا اور بلیک زیرو نے جواب میں شروع سے آخر تک تمام تفصیل بتا دی۔

"اگر تمہارے جسم میں اینٹی ریز میگنٹ نہ لگایا گیا ہوتا تو تمہیں کم از کم دو گھنٹوں بعد ہوش آنا تھا ــــ ویسے میجر پرمود کی مہربانی سمجھو کہ اس نے تمہیں گولی نہیں مار دی" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ یہ بات میری سمجھ میں بھی نہیں آئی کہ پہلے بھی اس نے سیکرٹ سروس کے افراد کو صرف بیہوش کرنے پر ہی اکتفا کیا ــــ اور میرے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا ــــ جبکہ سائنسدانوں کو اس نے بڑے سفاکانہ انداز میں موت کے گھاٹ اتار دیا ہے" ــــ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس نے سوچا ہوگا کہ اگر سیکرٹ سروس ختم ہو گئی تو کہیں پاکیشیا یتیم نہ ہو جائے" ــــ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے ندامت سے آنکھیں جھکا لیں۔ عمران کا طنز بڑا کاٹ دار تھا۔

"سر سلطان کی طرف سے کوئی اطلاع" ــــ عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"کئی فون آ چکے ہیں ــــ تین فون تو میری عدم موجودگی میں ریکارڈ شدہ تھے ــــ جبکہ ایک ابھی آپ کے آنے سے چند لمحے پہلے آیا ہے۔ سر سلطان، پروفیسر بارکی کے اغوا اور سائنسدانوں کے قتل پر بے حد پریشان ہیں ــــ میں نے انہیں سارا قصہ بتایا تو انہوں نے کہا ہے کہ اب ہر قیمت پر نہ صرف پروفیسر بارکی کو برآمد کیا جائے ــــ بلکہ اس

میجر پرمود کو بھی زندہ گرفتار کیا جائے۔ تاکہ اسے شوگران حکومت کے
حوالے کر دیا جائے ——— صرف اسی طرح حکومت شوگران کو مطمئن کیا
جاسکتا ہے۔ ورنہ دوسری صورت میں پاکیشیا اور شوگران کے درمیان
تعلقات ختم ہو سکتے ہیں ——— اور ان کا کہنا ہے کہ اگر ایسا ہوا تو پاکیشیا
کو اتنا بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا کہ جس کا پھر مداوا بھی نہ ہو سکے
گا اور ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا کی سلامتی بھی خطرے میں پڑ جائے" ———
بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں ——— میجر پرمود جیسے آدمی سے مجھے ایسی امید نہ
تھی ——— بہرحال اب پرمود نے خود ہی پہل کر دی ہے۔ اس لئے
اب اس نے میری طرف سے ساری رعایتیں ختم کر دی ہیں ——— اب
وہ پاکیشیا کا قومی مجرم بن گیا ہے اور تم جانتے ہو کہ ایسے آدمیوں کے
ساتھ میں کیا سلوک کرتا ہوں" ——— عمران کے لہجے میں ایسی غراہٹ
عود کر آئی تھی کہ بلیک زیرو کے جسم میں بے اختیار سردی کی لہریں سی
دوڑنے لگیں۔

"ذرا دارالحکومت اور آس پاس کے علاقوں کا تفصیلی نقشہ لے آؤ۔
میں میجر پرمود کی فطرت کو سمجھتا ہوں ——— وہ ہر قیمت پر یہاں سے
فوری طور پر نکلنے کی کوشش کرے گا" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور پھر رسیور
اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس ——— ایئر مارشل آفس" ——— دوسری طرف سے ایک سنجیدہ
آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹو ——— ایئر مارشل حسن سے بات
کراؤ" ——— عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر! ——— ہولڈ آن سر" ——— دوسری طرف سے بولنے والا
ری طرح بوکھلا گیا۔ وہ شاید ایئر مارشل کا پی۔ اے تھا۔

"یس ایئر مارشل حسن سپیکنگ" ——— چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز
یور پر گونجی۔ لہجہ ایسا تھا جیسے اس کی ساری عمر دوسروں پر حکم چلاتے
دیتے گذری ہو۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے مخصوص مگر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر! ——— فرمائیے سر" ——— تحکمانہ انداز میں بولنے والے
یر مارشل کا لہجہ عمران کا لہجہ سنتے ہی مودبانہ ہو گیا۔ اور عمران اس کے
ے کی ایسی تبدیلی پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"بلگارنیہ کا ایک ڈی ایجنٹ ڈیفنس لیبارٹری سے ایک سائنسدان
ا اغوا کر کے فرار ہو گیا ہے ——— وہ اس سائنسدان کو ہر قیمت پر بلگارنیہ
ے جانے کی کوشش کرے گا ——— سیکرٹ سروس اس کے پیچھے ہے۔
لک کے تمام ایئر اسٹیشنوں کو فوری ہدایات جاری کر دو۔ اور خصوصاً
ارنیہ کی سرحدی پٹی کے ساتھ ساتھ ایئر اسٹیشنوں کو، کہ وہ کسی مشکوک
زیا ہیلی کاپٹر کو دیکھتے ہی ہر قیمت پر نیچے اتار لیں ——— اسے
ٹ نہ کیا جائے اور نہ ہی بلگارنیہ کی سرحد میں داخل ہونے دیا جائے۔
ے ہر قیمت پر صحیح سلامت اترنا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں اہم ترین
ئنسدان موجود ہے اور فوراً اس کی اطلاع سیکرٹری وزارت خارجہ
لطان کو دی جائے" ——— عمران نے سرد لہجے میں تفصیلی ہدایات

دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کس قسم کے جہاز یا ہیلی کاپٹر میں ہو سکتے ہیں سر" —— ایئر مارشل نے پوچھا۔

"کسی بھی قسم میں ہو سکتے ہیں —— یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایئر فورس کا ہی کوئی ہیلی کاپٹر یا جہاز لے اڑیں۔ اس لئے تم نے انتہائی سخت نگرانی کرنی ہے —— معمولی سے شک کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے اور سنو! —— اگر تمہارے عملے سے کوئی کوتاہی سرزد ہوئی تو اس کی سزا تمہاری ذات کو بھگتنا ہو گی —— انتہائی سخت سزا۔ سمجھے" —— عمران کا لہجہ لمحہ بہ لمحہ سرد سے سرد ترین ہوتا چلا گیا۔

"بس —— سمجھ گیا جناب! —— آپ بے فکر رہیں جناب۔ کوئی کوتاہی نہ ہو گی" —— ایئر مارشل اب پوری طرح بوکھلا چکا تھا۔ اور بوکھلاہٹ اس کے لہجے سے ظاہر تھی۔

"او۔ کے" —— عمران نے کہا اور ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"تو آپ کا خیال ہے کہ وہ کوئی جہاز یا ہیلی کاپٹر اغوا کر کے نکلے گا" —— بلیک زیرو نے کہا جو اس دوران نقشہ لا کر اسے میز پر پھیلا چکا تھا۔

"سب کچھ ممکن ہے —— وہ میجر پرمود ہے —— بلگارنیہ کی ناک۔ تم نے دیکھا نہیں کہ اس نے کس دیدہ دلیری سے اپنے ساتھیوں کو ملٹری انٹیلی جنس کی عمارت سے نکالا —— اور پھر کس عقلمندی اور چالاکی سے وہ تم سب کو دھوکہ دے کر لیبارٹری سے پروفیسر بارکی کو اغوا کر کے لے گیا اور اب وہ دارالحکومت کی پچاس لاکھ آبادی میں غائب

ہو چکا ہے —— اگر مجھے اس لیبارٹری میں ہیلی کاپٹر کی موجودگی کا علم ہوتا تو پھر شاید پرمود اتنی آسانی سے نہ نکل سکتا —— بہرحال اب بھی اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس کا مقابلہ عمران سے ہے" —— عمران نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا اور نقشے پر جھک گیا۔ وہ کافی دیر تک نقشے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے طویل سانس لیتے ہوئے سر اٹھایا۔

"اگر پرمود سڑک کے راستے فرار ہوا تو وہ لازماً اس راستے کا انتخاب کرے گا —— مشکل اور دشوار گذار راستے کا" —— عمران نے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"تاشا کی پہاڑیوں والے راستے سے —— یہ تو انتہائی دشوار گذار طویل راستہ ہے عمران صاحب" —— بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں! —— وہ ایسا ہی آدمی ہے —— میں اسے جانتا ہوں" —— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون کا رسیور دوبارہ اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"جولیا سپیکنگ" —— چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" —— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" —— جولیا کا لہجہ یکلخت بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔

"کوئی رپورٹ" —— ؟ عمران نے پوچھا۔

"نو سر! —— ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی" —— جولیا نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ جیسے رپورٹ کا نہ ملنا بھی اس کی ذاتی کوتاہی

ہو۔ ایکسٹو کے سامنے اس کی ایسی ہی حالت ہوتی تھی۔

"تم، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو کال کر کے خود ان کے ساتھ ایئر بیس ہیڈ کوارٹر پر پہنچ جاؤ ۔۔۔ عمران وہاں پہنچے گا اور اس کے بعد تم سب عمران کی لیڈری میں کام کرو گے" ۔۔۔ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس سر! ۔۔۔ ملک سے باہر جانا ہوگا" ۔۔۔؟ جولیا نے پوچھا۔

"یہ تمہارا درد سر نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا پروگرام ہے" ۔۔۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"فی الحال تو شادی کر کے بچے پیدا کروں گا ۔۔۔ پھر بچوں کو سکول میں داخلے کا پرابلم حل کروں گا ۔۔۔ اور پھر تعلیم کے بعد نوکریوں کا چکر اور آخر میں ان کی شادیاں اور ۔۔۔" عمران کی زبان رواں دواں ہو گئی۔

"بس بس ۔۔۔ میں سارا پروگرام سمجھ گیا ہوں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔ وہ عمران کا موڈ اچھی طرح سمجھتا تھا۔

عمران نے اس بار میز کی سائیڈ پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اپنی طرف کھینچا۔ اس کی فریکوئنسی سیٹ کر کے بٹن آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر پر بلب جل اٹھا۔

"ٹائیگر اٹنڈنگ ۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ۔۔۔ تم مسلح ہو کر سیدھے رانا ہاؤس پہنچ جاؤ۔ وہاں سے جوزف اور جوانا کو ساتھ لے کر تاشا کی پہاڑیوں والے راستے

کی پہلی پہاڑی میں کہیں چھپ کر رک جانا ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ میجر پرمود پروفیسر بارکی کو لے کر وہیں سے گزرے گا ۔۔۔ بی الیون ٹرانسمیٹر اپنے پاس رکھنا اور جیسے ہی وہ نظر آئیں ۔۔۔ مجھے زیرو ہیڈ کوارٹر پر کال کر دینا۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے اسے سنجیدہ لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب! ۔۔۔ رات کے اندھیرے میں انہیں کیسے پہچانوں گا ۔۔۔ دوسری بات یہ کہ وہ لازماً میک اپ میں ہوں گے۔ اور تیسری بات یہ کہ وہ کار میں ہوں گے۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اور چوتھی بات یہ کہ تم وہاں بیٹھ کر مراقبہ کرنا ۔۔۔ تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا ۔۔۔ وہ لازماً اتنا طویل سفر کسی طاقتور انجن والی گاڑی پر کریں گے ۔۔۔ جیگوار، رولز رائس، سیڈان، ڈاج ڈارٹ، مرسڈیز یا شیورلیٹ پر ۔۔۔ تمہارا لباس نارکوٹک سپروائزر کا ہو گا ۔۔۔ ایسی کسی گاڑی کو دیکھتے ہی تم اچانک منشیات کی چیکنگ کے لئے انہیں روکنا ہے۔ اور بالکل اسی طرح تلاشی لینی ہے جیسے نارکوٹک سپروائزر کرتے ہیں ظاہر ہے ان کے پاس منشیات نہ ہوں گی ۔۔۔ اس لئے ظاہر ہے کہ تم نے انہیں جانے دینا ہے ۔۔۔ وہ لازماً سیاحوں کے روپ میں ہوں گے ۔۔۔ میجر پرمود کو بہرحال تم پہچان لو گے وہ جس طرح کا میک اپ بھی کرے۔ اس کے دائیں ہاتھ کا گرز نما انگوٹھا اس کی مخصوص پہچان ہے سمجھے ۔۔۔ ہو سکتا ہے پروفیسر بارکی کو انہوں نے اپنا بیمار ساتھی بنا رکھا ہو یا اسے یہ ظاہر کیا جائے کہ وہ سو رہا ہے ۔۔۔ ایسی صورت میں تم نے انہیں کچھ نہیں کہنا۔ آگے جانے دینا ہے اور صرف مجھ کو اطلاع دے کر ان کا احتیاط سے اور فاصلے سے تعاقب کرنا ہے۔

اب مراقبہ پورا ہو گیا۔۔۔۔ یا تمہیں بابا گورداسپوری کا تعویز بھی لے کر دوں۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔۔۔ میں سمجھ گیا۔ اوور"۔۔۔۔ ٹائیگر کی آواز آئی اور عمران نے۔۔۔ "اوور اینڈ آل"۔۔۔ کہہ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور پھر دوبارہ ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔

ابھی اس نے ناب کو گھمایا ہی تھا کہ یکلخت ٹرانسمیٹر کا سبز بلب جل اٹھا اور عمران نے چونک کر ہاتھ روک لیا۔

"یس کرنل ڈی!۔۔۔ میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ سڑک کے راستے پروفیسر کو لایا جائے۔۔۔ ہم ابھی آدھے گھنٹے بعد چل پڑیں گے۔ میں نے تمام تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ اوور"۔۔۔۔ میجر پرمود کی آواز آپریشن روم میں گونجی اور عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

میجر پرمود وسیع حیطہ عمل کے ٹرانسمیٹر پر باس کرنل ڈی سے بات کر رہا تھا اور دانش منزل کے ٹرانسمیٹر نے اچانک کال پکڑ لی۔

"لیکن سڑک کے راستے تو انہوں نے انتہائی سخت چیکنگ کر رکھی ہو گی۔۔۔۔ تم اگر ایک دو روز رک سکو تو میں پاکیشیا میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے کوئی ہیلی کاپٹر اغوا کرا کے تم تک پہنچانے کا بندوبست کر دوں۔ اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بھاری آواز سنائی دی۔

"میں نے تاشا کی پہاڑیوں والے راستے کا انتخاب کیا ہے باس! یہ راستہ دشوار گذار اور طویل ضرور ہے۔ لیکن محفوظ رہے گا۔ اس راستے کی طرف کم ہی کسی کی توجہ رہے گی۔۔۔۔ زیادہ سے زیادہ یہاں منشیات چیک کرنے والی چوکیاں ہوں گی۔ ان سے میں نپٹ

لونگا۔۔۔۔ پھر میں نے اسی لئے پہلے ہی جیگوار کا بندوبست کر رکھا تھا۔ جیگوار یہ فاصلہ آسانی سے طے کر جائے گی۔۔۔۔ توفیق ایک ہیوی ڈیوٹی ڈاج ڈارٹ گاڑی اڑا لایا ہے۔۔۔ اس طرح دو گاڑیوں میں ہم آسانی سے پروفیسر بارکی کو لے آئیں گے۔۔۔۔ ہیلی کاپٹر آسانی سے نظروں میں آجاتا ہے۔ البتہ آپ ایسا کریں کہ پہاڑیوں کے پیچھے اپنی سرحد پر دو ہیلی کاپٹروں کو تیار رکھیں۔ اگر مجھے ضرورت پڑی تو میں ریڈ کاشن دے دوں گا۔ ہیلی کاپٹر ہمیں اٹھا لیں گے۔ اوور"۔۔۔۔ میجر پرمود نے کہا۔

"تاشا کی پہاڑیوں میں پاکیشیا کا ایک بڑا ایئر بیس موجود ہے اس لئے ہیلی کاپٹر زیادہ دور پاکیشیا کے اندر نہ آسکیں گے۔۔۔ البتہ نزدیک کی بات اور ہے۔۔۔۔ بہرحال وہ تیار رہیں گے۔ اوور"۔۔۔۔ کرنل ڈی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب!۔۔۔ اول تو مجھے امید نہیں کہ ان کی ضرورت پڑے۔۔۔ بہرحال جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔۔ پروفیسر بارکی کو زیادہ دیر یہاں روکنا ٹھیک نہیں ہے۔ اوور"۔۔۔۔ پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے!۔۔۔ وش یو گڈ لک۔۔۔ میں پہاڑیوں کے پار تمہارا انتظار کروں گا۔۔۔ اس عمران سے بہرحال محتاط رہنا۔۔۔۔ اس کی ٹانگیں آکٹوپس کی طرح پاکیشیا میں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہیں اور میں تمہیں کسی صورت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔ اور سنو!۔۔۔ میں نے اعلیٰ حکام سے بات کر لی ہے۔۔۔۔ اگر پروفیسر بارکی کسی صورت بھی یہاں تک نہ پہنچ سکے تو

پھر اُسے گولی مار دینا ——— اگر وہ ہمارے کام کا نہیں رہا تو پھر کسی اور کے کام بھی نہ آئے۔ اوور" ——— کرنل ڈی نے کہا۔

"او۔کے ——— اوور" ——— میجر پرمود نے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ——— کرنل ڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا بلب بجھ گیا۔

"اچھا ہی ہے یہ ——— مجھے آکٹوپس بنا دیا اس نے ——— اگر جولیا کو پتہ چل گیا تو کیا ہوگا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنس دیا۔

"آپ کا آئیڈیا سو فیصد درست نکلا عمران صاحب! ——— میجر پرمود نے تاشا کی پہاڑیوں والے راستے کا ہی انتخاب کیا ہے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"اب کیا کروں ——— بی اماں نے جوتیاں مار مار کر میری کھوپڑی کے بے شمار سیل چالو کر دیئے ہیں ——— اس لئے میرا آئیڈیا درست نکلتا ہے اور لوگ مجھے آکٹوپس کہنا شروع کر دیتے ہیں ——— ہونہہ! ناخلف کہیں کے ——— اماں بی کی جوتیاں کھا لیں تو یہ بھی آکٹوپس بن سکتے ہیں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اب تو اتفاق سے ساری پلاننگ سامنے آ گئی ہے ——— میرے خیال میں ہمیں تاشا کی پہاڑیوں والے راستے کے آغاز میں ہی پکٹنگ کر لینی چاہئے ——— تاکہ یہ لوگ آگے بڑھ ہی نہ سکیں" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"آغاز میں کافی رش ہوتا ہے ——— اس کے بعد جب سڑک رالام

کی طرف مڑ جاتی ہے تو پھر سارا ٹریفک ادھر گھوم جاتا ہے اور تاشا کی پہاڑیوں والی سڑک سنسان ہو جاتی ہے ——— رالام موڑ سے ذرا آگے پکٹنگ کرنی ہوگی" ——— عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہاں سے بلگارنیہ کی سرحد کافی نزدیک ہے ——— ایسا نہ ہو کہ وہ نکل جائیں" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"خواہ مخواہ نکل جائیں گے ——— آکٹوپس سے بچ نکلنا آسان ہے کیا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"جوزف دی گریٹ" ——— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف! ——— ٹائیگر پہنچ گیا ہے ———؟" عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اوہ ماسٹر! ——— یس ابھی پہنچا ہے ——— بڑی شاندار یونیفارم پہن رکھی ہے اس نے ——— مجھے کہہ رہا تھا کہ شراب کا پرمٹ دکھاؤ ——— اور ماسٹر! میں نے پرمٹ دکھا دیا ——— اور اب جوانا اس کی مرہم پٹی کر رہا ہے" ——— جوزف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے کالے دیو! ——— کیسا پرمٹ دکھا دیا غریب کو ———؟" عمران نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"صرف ایک لفٹ ہک کافی رہا ماسٹر" ——— جوزف نے مسرت بھرے انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو تم نے میرے مہمان پر ہاتھ اٹھا دیا ——— ایک سو ڈنڈ ———

فوراً شروع ہو جاؤ ــــ میں آ رہا ہوں ــــ تیری شکل دیکھ کر گنتی کر لونگا۔ اور اگر بے ایمانی کی تو رشمیا کی سُرخ چیل تمہارے سر پر انڈے دینا شروع کر دے گی" ــــ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ماسٹر! ــــ فار گاڈ سیک معاف کر دو ماسٹر" ــــ جوزف نے یکلخت گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈیڑھ سو" ــــ عمران کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا اور دوسری طرف سے ایک زوردار کراہ کے ساتھ ہی رسیور کریڈل پر گر گیا اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"بڑی سخت سزا دیتے ہیں آپ جوزف کو" ــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اگر ایسا نہ کروں تو کسی روز وہ مجھے بھی پرمٹ دکھانے سے باز نہ آئے گا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں ــــ اُمید تو نہیں ہے کہ جوزف رشمیا کی سُرخ چیل کے خوف کے باعث گنتی میں بے ایمانی کرے ــــ لیکن پھر بھی تم ایسا کرو کہ صفدر۔ کیپٹن شکیل۔ تنویر اور جولیا کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے تاشتا کی پہاڑیوں کے آخری سرے پر پہنچا دو ــــ وہ وہاں چھپے رہیں گے تاکہ اگر کسی بھی صورت میں میجر برمود وہاں تک پہنچ بھی جائے تو وہ اُسے کور کر لیں ــــ ایئر مارشل کو بطور ایکسٹو کہہ دینا کہ وہ سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹر کو مشکوک نہ سمجھے۔ اُسے نمبر اور جگہ بتا دینا ــــ میں جوزف۔ جوانا اور ٹائیگر کو ساتھ لے کر رالام موڑ پر میجر برمود سے مصافحہ کی سعادت حاصل کرنے پہنچ جاؤں گا۔ بی۔ الیون ٹرانسمیٹر پر رابطہ

رہے گا" ــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو ــــ" بلیک زیرو نے رُکتے رُکتے کچھ کہنا چاہا۔

"تمہیں شاید پھر بے ہوش ہونے کا شوق پیدا ہو رہا ہے۔ بہرحال تم بھی شوق پورا کر لو ــــ تم تین نمبر پہاڑی پر پہنچ جانا ــــ وہاں سے تم آسانی سے نگرانی کر سکو گے ــــ اس طرح ہو سکتا ہے کہ بیہوش ہو جانے سے پہلے کوئی کام دکھا سکو" ــــ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔

جیگوار اور ڈاج ڈارٹ خاصی تیز رفتاری سے ایک دوسرے کے
پیچھے بھاگتی ہوئی دارالحکومت کی سڑکوں پر سے گذر رہی تھیں۔ جیگوار
کا سٹیرنگ کیپٹن طارق کے ہاتھوں میں تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ والی
سیٹ پر میجر پرمود بیٹھا ہوا تھا۔ پچھلی سیٹ پر لیڈی طاہرہ اور پروفیسر بارکی
بیٹھے ہوئے تھے۔

پروفیسر بارکی کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن چہرہ بالکل سپاٹ تھا
اور وہ سیٹ سے پشت لگائے بالکل خاموش بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھوں
سے ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ دور خلاؤں میں جھانک رہا ہو۔ میجر پرمود
نے اسے آرگیم ایکس فائیو کے تین انجکشن بیک وقت لگا دیئے تھے۔
ان انجکشنوں کا یہ ہی اثر تھا کہ وہ جسمانی طور پر ہوش میں ہونے کے
باوجود ذہنی طور پر بیہوشی کے عالم میں تھا۔ ان سب نے غیر ملکی سیاحوں
کا میک اپ کر رکھا تھا۔ کاغذات کی رو سے وہ جرمن کی ایک مشہور

یونیورسٹی کے پروفیسر تھے۔ اور چھٹیوں کے دوران تفریح کے لئے آئے
تھے اور اب پاکیشیا سے بلگارنیہ کی طرف جا رہے تھے۔ چونکہ پاکیشیا اور
بلگارنیہ کے درمیان ویزے کی پابندی نہ تھی۔ اس لئے اجازت نامے
اور ویزے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ صرف پاسپورٹ وغیرہ ہی کافی تھے۔
ڈاج ڈارٹ میں اکیلا توفیق تھا۔ اس کے پاس ایکریمیا کا پاسپورٹ
تھا جس پر مقصد سفر، تفریح اور سیاحت لکھا ہوا تھا۔

میرا ذہن کہہ رہا ہے میجر! ۔۔۔ کہ ہم سخت حالات سے گزریں
گے۔ ۔۔۔ اچانک کیپٹن طارق نے ایک موڑ سے جیگوار کو گھماتے
ہوئے کہا۔

"ہم ہمیشہ سخت حالات سے گزرتے رہتے ہیں ۔۔۔ ہمارا پیشہ ہی
ایسا ہے" ۔۔۔ میجر پرمود نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"اگر سیکرٹ سروس یا ملٹری انٹیلی جنس نے اس راستے پر بھی پکٹنگ
کر رکھی ہوئی تو بڑی مشکل ہو جائے گی" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے چند لمحے
خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"کونسے راستے سے" ۔۔۔؟ میجر پرمود نے مسکرا کر پوچھا۔

"یہی تاشا کی پہاڑیوں والا راستہ ۔۔۔ عام طور پر سیاح اس راستے
سے بلگارنیہ نہیں جاتے" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا۔

"بس تم چلتے رہو ۔۔۔ تم میجر پرمود کو احمق سمجھتے ہو شاید" ۔۔۔ میجر
پرمود نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر! ۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔۔۔ اگر آپ نے ایسا محسوس کیا ہے
تو میں معافی چاہتا ہوں" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو کیپٹن! ۔۔۔ پرمود نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں ۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے لازماً اس راستے پر چیکنگ کر رکھی ہو گی ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی ذہین آدمی اس راستے کو نظر انداز کر دے ۔۔۔ اگر عمران کی جگہ میں ہوتا تو سب سے پہلے میں اسی راستے کے متعلق ہی سوچتا" ۔۔۔ میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ میجر! ۔۔۔ میں بھی یہی سوچ رہا تھا ۔۔۔ لیکن ہم پھر بھی ۔۔۔" کیپٹن طارق نے دانستہ فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"پرواہ مت کرو ۔۔۔ اگر وہ علی عمران ہے تو میرا نام بھی پرمود ہے میں شطرنج کھیلنا جانتا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ شہ مات کیسے دی جاتی ہے" ۔۔۔ پرمود نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کیپٹن طارق نے سر ہلا دیا۔

"لیکن میجر! ۔۔۔ آپ نے کرنل ڈی کو ٹرانسمیٹر پر یہی بتایا تھا کہ آپ اسی راستے سے آ رہے ہیں" ۔۔۔ پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی لیڈی طاہرہ نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا تھا ۔۔۔ وسیع حیطہ عمل کی ٹرانسمیٹر کال کسی بھی جگہ مانیٹر کی جا سکتی ہے" ۔۔۔ میجر پرمود نے جواب دیا اور کیپٹن طارق اور لیڈی طاہرہ دونوں خاموش ہو گئے۔

اب وہ تاشا کی پہاڑیوں کی طرف جانے والے راستے پر پہنچ چکے تھے۔ اور اب ڈاج ڈوارٹ کافی فاصلے پر پیچھے آ رہی تھی۔ سڑک پر خاصا ٹریفک تھا۔ اس لئے ان دونوں کاروں کے درمیان دس بارہ کے قریب کاریں چل رہی تھیں۔

"یہ سارا ٹریفک رالام موڑ تک ہو گا ۔۔۔ اس کے بعد تو شاذ و نادر ہی کاریں باقی رہ جائیں گی" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔ وہ اب ایک نئے زاویے سے بات کر رہا تھا۔ لیکن میجر پرمود نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بالکل خاموش رہا۔

کیپٹن طارق نے چہرہ موڑ کر ایک نظر میجر پرمود کو دیکھا اور پھر وہ بھی خاموش ہو گیا۔

جیگوار کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی اور دوسری کاریں سپیڈ میں اس کا مقابلہ نہ کر رہی تھیں۔ اس لئے وہ انہیں پیچھے چھوڑتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد اچانک ایک موڑ مڑتے ہی میجر پرمود یکلخت سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے جلدی سے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ۔۔۔ نمبر نائن کالنگ۔ اوور" ۔۔۔ میجر پرمود کا لہجہ بدلا ہوا تھا۔

"یس تھرٹی ون اٹنڈنگ۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے توفیق کی آواز سنائی دی۔ وہ اصل لہجے میں بول رہا تھا۔

"غور سے سنو! ۔۔۔ میں بی۔ ون سے گھوم کر جاؤں گا ۔۔۔ تم ون ون سیدھے چلے جانا ۔۔۔ اور پھر تھرٹی ون پر پہنچ کر فوراً ون کی طرف گھومتے ہی فائیو ون پر ہمارے پاس پہنچ جانا ۔۔۔ اس دوران کوئی بھی سلسلہ کال کر لینا۔ اوور" ۔۔۔ میجر پرمود نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں سمجھ گیا۔ اوور" ۔۔۔ توفیق کی اطمینان بھری آواز دی اور میجر پرمود نے ۔۔۔ "اوور اینڈ آل" ۔۔۔ کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا

اور اسے جیب میں ڈال لیا۔

"کیپٹن! ـــ اگلے موڑ کے بعد دائیں طرف خشک پہاڑیوں کی
کی طرف ایک چھوٹی سی سڑک جا رہی ہے ـــ تم کار اس پر موڑ لینا۔
اور احتیاط سے چلانا۔ سڑک بے حد خراب ہے" ـــ میجر پرمود
نے کیپٹن طارق سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"یس میجر" ـــ کیپٹن طارق نے کہا اور پھر اگلے موڑ کے بعد واقعی
ایک پتلی سی سڑک دائیں طرف جاتی دکھائی دی۔ کیپٹن طارق نے کار
ادھر موڑ دی۔ اور ساتھ ہی رفتار آہستہ کر لی۔ کار اب ہچکولے کھاتی ہوئی
آگے بڑھی جا رہی تھی۔

"اپنے ہتھیار نکال کر ہاتھوں میں لے لو" ـــ میجر پرمود نے کہا
اور ساتھ ہی اس نے جھک کر قدموں میں پڑی ہوئی ایک چھوٹی نال کی
مشین گن اٹھا کر رانوں پر رکھ لی۔ اب وہ کسی زخمی چیتے کی طرح پوری
طرح چوکنا نظر آ رہا تھا۔

کار آہستہ آہستہ آگے بڑھی جا رہی تھی۔ یہ سڑک سانپ کی طرح بل
کھاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ سڑک کی حالت بتا رہی تھی کہ اسے
عرصے سے استعمال نہیں کیا گیا۔ کیپٹن طارق بڑی احتیاط سے کار چلا رہا
تھا۔ اب کار پہاڑیوں کے اندر گھومتی پھر رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ
سڑک آگے بڑھنے کی بجائے مختلف پہاڑیوں میں ہی گھوم رہی ہو۔ میجر
پرمود خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد میجر پرمود نے کیپٹن طارق سے کار
روکنے کے لئے کہا۔ اس وقت کار خاصی بلندی پر موجود تھی۔ میجر پرمود

کی نظریں بائیں طرف نیچے جمی ہوئی تھیں۔ اور پھر اسے دور سے پیچھے
ایک کار کی بتیاں جھلملاتی ہوئی نظر آئیں اور پرمود کے لبوں پر مسکراہٹ
رینگ گئی۔ اسے معلوم تھا کہ یہ توفیق کی کار ہے اور چونکہ توفیق نے اب
تک خطرے کا کوئی کاشن نہ دیا تھا اس لئے ظاہر ہے کہ اسے چیک
نہیں کیا جا سکا۔

تھوڑی دیر بعد ڈاج ڈارٹ مختلف راستوں سے گھومتی ہوئی ان
کے پاس پہنچ کر رک گئی اور توفیق نیچے اتر کر میجر پرمود کی طرف بڑھا۔

"کیا رپورٹ ہے توفیق" ـــ میجر پرمود نے اشتیاق بھرے
لہجے میں پوچھا۔

"معمول کی چیکنگ ہوئی ہے ـــ اس کے سوا اور کچھ نہیں" ـــ
توفیق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے! ـــ اب نیچے اترو" ـــ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے
اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"توفیق! ـــ پیکٹ نکال لاؤ" ـــ میجر پرمود نے توفیق سے کہا
اور توفیق سر ہلاتا ہوا اپنی کار کی طرف مڑا۔ اس نے کار کی ڈگی کھولی اور
پھر ایک بڑا سا پیکٹ نکال کر نیچے رکھ دیا۔

"اس پیکٹ میں ہیلیم گیس والا غبارہ ہے ـــ اسے تیار کرو ـــ
میں اور پروفیسر بارکی اس کے ذریعے جائیں گے ـــ تم سب کاروں کے
ذریعے اصل راستے سے آؤ گے" ـــ پرمود نے کہا۔

"اوہ ـــ اس میں غبارہ ہے ـــ میں تو ریڈی میڈ کپڑے سمجھتا رہا ـــ
چیکنگ کرنے والوں نے بھی اسے یہی سمجھ کر چھوڑ دیا تھا" ـــ توفیق

کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"میں نے اس کی پیکنگ بھی اس طرح کی تھی ——— تم اسے تیار کرو" ——— میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے جیگوار کار سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں بلند ہوئیں اور میجر پرمود بری طرح چونک کر جیگوار کار کی طرف مڑا۔ اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا اسٹیرنگ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر کار میں نصب ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— کرنل ڈی کالنگ زیرو زیرو ناٹن۔ اوور" ——— دوسری طرف سے کرنل ڈی کی آواز سنائی دی اور پرمود نے ایک طویل سانس لیا۔

"یس ——— زیرو زیرو ناٹن اٹنڈنگ۔ اوور" ——— میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے میجر! ——— میں تمہاری کال کا منتظر ہوں۔ اوور" ۔ کرنل ڈی کا لہجہ خشک تھا۔

"سر! ——— ہم تاشا کی پہاڑیوں میں سفر کر رہے ہیں ——— میں نے ایک نیا پروگرام بنایا ہے۔ ہم پرانی سڑک پر گھوم کر بڑی سڑک چھوڑ کر اندر آ گئے ہیں ——— میرا پروگرام ہے کہ یہاں سے ہم کاروں کی بجائے ہیلیم گیس غبارے کے ذریعے سفر کر کے بلگارنیہ پہنچیں گے صرف میں اور پروفیسر بارکی ——— باقی لوگ کاروں کے ذریعے بلگارنیہ پہنچیں گے۔ اس طرح اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو کم از کم پروفیسر بارکی صحیح سلامت پہنچ جائے گا۔ اوور" ——— پرمود نے جواب دیا۔

"لیکن غبارہ ہٹ بھی تو کیا جا سکتا ہے۔ اوور" ——— کرنل ڈی نے کہا۔

"اس میں روشنی نہیں ہوگی کرنل! ——— اور میں اسے نیچی پرواز کرتا ہوا

لے آؤنگا۔ مجھے امید ہے کہ ہم صحیح سلامت پہنچ جائیں گے۔ اوور" ——— میجر پرمود نے جواب دیا۔ اور دوسری طرف سے ——— "اوور اینڈ آل" ——— کہنے کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ میجر پرمود نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا اور واپس توفیق کی طرف مڑا جو غبارہ تیار کرنے میں مصروف تھا۔ پیکٹ کی تہہ میں موجود ہیلیم گیس کے سلنڈر سے وہ غبارے میں گیس بھر رہا تھا اور غبارے کا حجم تیزی سے پھیلتا جا رہا تھا۔

"میجر! ——— یہ کال بھی تو مانیٹر ہو سکتی ہے" ——— لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"نہیں! ——— یہ چیک نہیں ہو سکتی ——— یہاں سے بلگارنیہ کا فاصلہ کم ہے اور کال شارٹ ویو پر ہو رہی تھی۔ اسی لئے تو کار ٹرانسمیٹر نے اسے کیچ کر لیا" ——— میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ویسے میجر! ——— آپ بے حد ذہین ہیں ——— آج مجھے یقین ہو گیا ہے۔ آپ نے واقعی بے داغ پروگرام بنایا ہے" ——— کیپٹن طارق نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا اور میجر پرمود مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

رالام موڑ سے ذرا آگے ایک پہاڑی کی دیوار نما چٹان کے پیچھے فور وہیلز اور طاقتور انجن والی جیپ چھپی کھڑی تھی۔ جیپ کے اندر جوزف، جوانا اور ٹائیگر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ تینوں اصل شکل میں تھے۔ کیونکہ عمران کا پہلا پروگرام تو ختم ہو گیا تھا۔ عمران پہاڑی کے اوپر ایک چٹان کے پیچھے لیٹا ہوا آنکھوں سے نائیٹ ٹیلی سکوپ لگائے رالام موڑ کی طرف نظریں جمائے ہوئے تھا۔

دارالحکومت کی طرف سے آنے والا ٹریفک تمام تر رالام موڑ سے مڑا چلا جا رہا تھا۔ اور کوئی گاڑی آگے نہ آ رہی تھی۔ ویسے بھی عمران کو جیگوار اور ڈاج ڈراپ کی تلاش تھی۔ لیکن اس قسم کی کوئی گاڑی بھی ابھی سڑک پر نظر نہ آئی تھی۔

وقت تیزی سے گذر رہا تھا اور عمران کے ذہن میں تشویش کے کیڑے رینگنے لگے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں یہ ٹرانسمیٹر کال وغیرہ دھوکہ نہ ہوں۔

اور میجر پرمود نے ادھر آنے کی بجائے کوئی اور سیدھا سادا سا راستہ منتخب کر لیا ہو۔ لیکن جہاں تک اُسے میجر پرمود کی فطرت کا اندازہ تھا اس لحاظ سے اُسے یہی راستہ اختیار کرنا چاہیئے تھا۔

اسی لمحے عمران کی جیب میں پڑے ہوئے الیون بی ٹرانسمیٹر کی ٹوں ٹوں سنائی دی۔ عمران نے جلدی سے ٹرانسمیٹر باہر نکالا اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو — ایکسٹو کالنگ عمران۔ اوور" — بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"یس عمران اٹنڈنگ۔ اوور" — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ بی۔ الیون ٹرانسمیٹر صفدر اور جولیا کے پاس بھی تھا اس لئے کال کیچ ہو جانے کا رسک بہرحال موجود تھا۔

"رالام موڑ سے پہلے پہاڑیوں کے درمیان دو کاروں کی بتیاں دیکھی گئی ہیں — وہ مختلف راستوں پر چل رہی ہیں۔ اوور" — ایکسٹو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے عمران کے سنجیدہ جواب کی وجہ سے وہ بھی اس خدشے کو سمجھ گیا ہو گا۔

"بتیوں سے ان کاروں کی ساخت کا پتہ چل سکتا ہے۔ اوور" — عمران اس بار واقعی سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"ہاں! — بتایا گیا ہے کہ ان میں سے ایک جیگوار اور دوسری ڈاج ڈارٹ ہو سکتی ہے۔ اوور" — بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس نے تو بس بلیک زیرو کا دل رکھنے کے لئے اُسے سب سے اونچی پہاڑی پر نگرانی کرنے کا کہہ دیا تھا لیکن اب یہ

دل رکھنا کام آ رہا تھا۔ ظاہر ہے میجر پرمود اس کی توقع سے کہیں زیادہ چالاک ثابت ہو رہا تھا۔ وہ براہ راست سڑک پر آنے کی بجائے رالام موڑ سے پہلے ہی پہاڑیوں کی طرف گھوم گئے تھے۔

"چیک کرائیں کہ ان کا مقصد کیا ہو سکتا ہے ــــ کیونکہ ان پہاڑی راستوں کی سڑکوں کے ذریعے وہ کسی طور پر بھی سرحد پار نہیں کر سکتے۔ اوور" ــــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــ میں چیکنگ کا حکم دے دیتا ہوں ــ اوور اینڈ آل" ــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جواب دیا۔ ظاہر ہے وہ یہ تو نہ کہہ سکتا تھا کہ وہ خود بیٹھا چیکنگ کر رہا ہے۔ اس لئے ایسا انداز استعمال کیا جا رہا تھا جیسے کوئی ماتحت چیک کر کے ایکسٹو کو رپورٹ دے رہا ہو۔ اسی طرح ایکسٹو کا وقار قائم رہ سکتا تھا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر چٹان سے اتر کر تیزی سے دوڑتا ہوا جیپ کی طرف بڑھا۔ اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر جیپ کو بجائے سڑک پر لے آنے کے وہ اندرونی پہاڑیوں کی طرف دوڑانے لگا۔ اس نے دانت بھینچ رکھے تھے اور چہرہ انتہائی سنجیدہ تھا۔

"کیا ہوا عمران صاحب!" ــــ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا وہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"لڑکا یا لڑکی ــــ کچھ نہ کچھ تو ضرور ہو گا" ــــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سہم کر خاموش ہو گیا۔ وہ عمران کا موڈ سمجھ گیا تھا کہ وہ اس وقت گفتگو کرنے کے موڈ میں نہیں ہے۔

جیپ کی ہیڈ لائٹس بند تھیں لیکن عمران اس کے باوجود جیپ کو

اس مہارت سے ٹیڑھے میڑھے اور ٹوٹے پھوٹے راستے پر دوڑائے چلا جا رہا تھا جیسے وہ دن کی روشنی میں جیپ چلا رہا ہو۔ ٹائیگر کے چہرے پر عمران کو اس انداز میں جیپ چلاتے دیکھ کر شدید حیرت کے آثار جیسے منجمد ہو کر رہ گئے تھے۔ کم از کم وہ اتنی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے ایک اونچی پہاڑی کے دامن میں جیپ روکی اور پھر اچھل کر نیچے اترا۔ نائٹ ٹیلی سکوپ چونکہ اس کے گلے میں لٹک رہی تھی اس لئے نیچے اترتے ہی وہ تیزی سے چیتا میں پھلانگتا ہوا پہاڑی کے اوپر چڑھتا گیا۔

کافی اونچائی پر پہنچ کر وہ ایک چٹان پر لیٹ گیا اور اس نے نائٹ ٹیلی سکوپ آنکھوں سے لگا لی اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکلا۔ اب دونوں کاریں اسے آسانی سے نظر آ رہی تھیں۔ ایک کار جو اپنی ہیڈ لائٹس کی وجہ سے جگنو سی نظر آ رہی تھی ایک پہاڑی کے ساتھ رکی کھڑی تھی۔ جبکہ دوسری جو یقیناً ڈاج ڈارٹ تھی تیزی سے پہاڑی راستوں پر دوڑتی پھر رہی تھی۔ عمران چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر وہ سمجھ گیا کہ دوسری کار لازماً پہلی کار کے پاس ہی پہنچے گی۔ اس نے فاصلے کا اندازہ کیا اور پھر اس نے ایک پتھر اٹھایا اور اسے نیچے گہرائی میں کھڑی ہوئی جیپ کے ہڈ پر پھینک دیا۔

پتھر جیپ کے ہڈ پر لگنے سے ہلکا سا دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے ٹائیگر تیزی سے جیپ سے باہر نکل آیا اور اوپر کی طرف دیکھنے لگا۔

"ٹائیگر! ــــ میری سیٹ کے نیچے ایک چھوٹا ٹرانسمیٹر باکس میں موجود ہے۔ اسے نکالو" ــــــ عمران نے تیز آواز میں کہا۔

ٹائیگر نے نیچے سے ایسے ہاتھ ہلا دیا جیسے اُسے عمران کی بات سمجھ میں آگئی ہو۔

عمران نے جیب سے ٹرانسمیٹر باہر نکالا اور پھر اس کی ناب گھما کر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ٹائیگر! —— عمران بول رہا ہوں۔ اوور" —— عمران نے آہستہ سے کہا۔

"یس عمران صاحب! —— میں سن رہا ہوں۔ اوور" —— دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"تم تینوں جیپ سے نکلو —— مکمل اسلحہ اٹھا لو —— یہاں سے کچھ دور ایک پہاڑی پر میجر پرمود اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود ہے۔ تم نے وہاں پہنچنا ہے —— میں تمہاری راہنمائی کروں گا —— جلدی کرو —— اور سنو! —— جب تک میں نہ کہوں۔ تم نے کوئی ایکشن نہیں لینا۔ اوور" —— عمران نے کہا۔

"یس سر۔ اوور" —— دوسری طرف سے جواب ملا۔ اور پھر چند لمحوں بعد تینوں سائے جیپ سے باہر نکل آئے۔ اور عمران نے ان کی راہنمائی شروع کر دی۔ وہ انہیں راستہ بتاتا جا رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں اس پہاڑی کے قریب پہنچ چکے تھے۔

"تم یہیں رک جاؤ اور میرے اشارے کا انتظار کرو۔ اوور اینڈ آل" عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب میں ڈالا اور پھر کسی بندر کی طرح چھلانگیں لگاتا ہوا نیچے اترا۔ اور دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر جیپ میں بیٹھ چکا تھا اور جیپ دوبارہ پہاڑی راستوں پر

دوڑنے لگی۔ ہیڈ لائیٹیں بدستور بند تھیں۔ حالانکہ اس بار عمران اُسے اس قدر زیادہ تیز رفتاری سے چلا رہا تھا جیسے وہ شہر کی بڑی سڑک پر اُسے دوڑا رہا ہو۔ جیپ برق کی طرح اچھلتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ سٹیرنگ عمران کے ہاتھوں میں جیسے ناچ رہا تھا۔ کئی بار جیپ اس طرح ایک سائیڈ سے اٹھی جیسے اُلٹ کر ہزاروں فٹ کی گہرائی میں جا گرے گی۔ لیکن پھر سنبھل جاتی۔ عمران ہونٹ بھینچے مسلسل ایکسیلیٹر دبائے چلا جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایک موڑ کاٹنے کے بعد اس نے جیپ کو ایک چٹان کی اوٹ میں روک دیا۔ یہاں سے آگے جانے میں جیپ کے انجن کی آواز میجر پرمود تک پہنچ جانے کا خدشہ تھا۔ اور عمران نے اس بات کا بھی خیال رکھا تھا کہ جیپ اس راستے پر دوڑائے جدھر سے ہوا کا رُخ مخالف ہو۔ میجر پرمود کی سائیڈ سے ہوا آ رہی ہو۔ جا نہ رہی ہو۔ کیونکہ اس قدر خاموشی میں دور سے بھی طاقتور جیپ کے انجن کی آواز پہنچ سکتی تھی اور عمران جانتا تھا کہ میجر پرمود ہلکی سی آواز سے بھی چونک سکتا تھا۔ جیپ روک کر اس نے جھک کر نیچے رکھی ہوئی مشین گن اٹھا کر کاندھے سے لٹکائی ہی تھی کہ جیب میں رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلیں۔ عمران نے جلدی سے ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر بجائے اس کا بٹن آن کرنے کے اس نے ناب گھما کر فریکوئنسی بدل دی۔ اس جگہ وہ ٹرانسمیٹر کال کرنے کا خدشہ مول نہ لے سکتا تھا۔ اور اُسے معلوم تھا کہ یہ کال بلیک زیرو کی طرف سے ہی ہوگی۔ وہ اُسے سچویشن بتانا چاہتا ہوگا۔ جب کہ اب اُسے اس کی ضرورت نہ تھی۔ اور عمران جانتا تھا کہ فریکوئنسی

بدلے جانے کے بعد بلیک زیرو سمجھ گیا ہوگا کہ عمران کسی ایسی سچویشن میں ہے کہ وہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے وہ لازماً خاموش ہو رہے گا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر واپس جیب میں ڈالا اور پھر چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا وہ آگے کی طرف بڑی احتیاط سے کھسکتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا اور اب وہ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے بالکل قریب تھا۔

اسی لمحے میجر پرمود کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ وہ ٹرانسمیٹر پر کرنل ڈی سے باتیں کر رہا تھا۔ جب کہ اس کا ایک ساتھی ہیلیم گیس کا غبارہ تیار کر رہا تھا۔ اور دو ساتھی جیگوار کار کے باہر کھڑے تھے۔ اندر کار کی سیٹ سے پشت لگائے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ یوں بیٹھا ہوا تھا جیسے کوئی مجسمہ ہو۔ اور عمران سمجھ گیا کہ وہ یقیناً پروفیسر بارکی ہوگا۔

میجر پرمود کی آواز عمران کو صاف سنائی دے رہی تھی۔ وہ کرنل ڈی کو اپنا نیا پروگرام بتا رہا تھا۔ اور عمران کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

غبارے والا آئیڈیا خوب تو تھا لیکن میجر پرمود کو معلوم نہ تھا کہ اونچی پہاڑی پر بلیک زیرو موجود ہے۔ ظاہر ہے غبارہ اس کی نظروں سے چھپا نہ رہ سکتا تھا۔ اور پھر اس کے بعد اس غبارے کو گرا لینا کوئی مشکل بات نہ تھی۔

تھوڑی دیر میں غبارہ تیار ہو چکا تھا۔ بڑے سے غبارے کے

نیچے ایک بڑی سی پلاسٹک کی ٹوکری بندھی ہوئی تھی۔

کیپٹن طارق! ـــ پروفیسر بارکی کو لا کر اس ٹوکری میں اٹھا دو۔ اور جانے کے بعد تم علیحدہ علیحدہ کاروں میں واپس سڑک پر جانا اور اطمینان سے سرحد پار کر جانا! ـــ میجر پرمود کا لہجہ بے حد فاتحانہ تھا۔ جیسے اسے اپنی سکیم کی کامیابی پر مکمل یقین ہو۔ اور پھر ایک آدمی جو یقیناً کیپٹن طارق تھا، نے جیگوار کار کا دروازہ کھولا اور پروفیسر بارکی کو بازو سے پکڑ کر باہر کھینچ لیا۔ پروفیسر بارکی کسی روبوٹ کی طرح باہر نکلا اور کیپٹن طارق کے ساتھ غبارے کی طرف بڑھ آیا۔ جسے توفیق نے کنٹرول کر رکھا تھا۔ ایک رسی چٹان کے ساتھ باندھ دی گئی تھی۔ کیپٹن طارق نے پروفیسر کو ٹوکری میں بٹھا دیا۔

ٹھیک ہے ـــ سب کام احتیاط سے ہونا چاہئے ـــ میجر پرمود نے ٹوکری میں چڑھتے ہوئے کہا اور توفیق اس طرف بڑھنے لگا جدھر غبارے کی رسی چٹان سے بندھی ہوئی تھی کہ اسی لمحے عمران نے جیب سے ریوالور نکالا اور ساتھ ہی ہاتھ لہرا کر اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور گولی نے غبارے میں سوراخ کر دیا اور ہیلیم گیس سیٹی کی آواز نکالتی ہوئی غبارے سے نکلنے لگی۔

تمہارا کھیل ختم ہو گیا میجر پرمود! ـــ تم مکمل طور پر گھیرے میں ہو۔ سب اپنے ہاتھ اٹھا لیں ـــ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اس کی آواز پہاڑیوں میں گونجتی چلی گئی۔

ریوالور کے دھماکے کی آواز اور غبارے سے نکلنے والی ہیلیم گیس کی سیٹی کی آواز کے ساتھ ہی عمران کی کرخت آواز بھی پہاڑیوں میں گونج اٹھی۔

یہ تینوں آوازیں سنتے ہی میجر پرمود کے تینوں ساتھی تو حیرت کے مارے بت بنے رہ گئے۔ لیکن میجر پرمود جو اس وقت ٹوکری کے اندر کھڑا تھا بجلی کی سی تیزی سے تڑپا اور دوسرے لمحے پروفیسر بارکی اس کے سینے سے لگا کھڑا تھا اور اس کے ساتھ ہی میجر پرمود کے ہاتھ میں بھی ریوالور آ گیا تھا۔

"خبردار عمران!۔۔۔ میں پروفیسر بارکی کو گولی مار دوں گا۔۔۔" میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ عمران کی آواز پہچان گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر پروفیسر بارکی کے ساتھ ہی ٹوکری سے باہر آ گیا۔ اسی لمحے غبارے کی گیس پوری طرح نکل گئی اور اس کا پھیلا ہوا بڑے محیط کا پلاسٹک

کسی پھٹتے ہوئے آتش فشاں کے لاوے کی طرح نیچے پھیلتا گیا اور میجر پرمود شاید اسی لمحے کا منتظر تھا۔ کیونکہ پلاسٹک کو پوری طرح زمین پر گرنے میں کچھ لمحات لگتے تھے۔ اور ان لمحات میں جس طرف سے عمران کی آواز سنائی دی اس کے اور میجر پرمود کے درمیان غبارے کا پلاسٹک آ گیا تھا۔

"یار!۔۔۔ مار بھی ڈالو۔۔۔ جان تو چھوٹے اس بارگنگ پروفیسر سے۔" عمران کی آواز سنائی دی۔ لیکن میجر پرمود نے پروفیسر بارکی کو اٹھائے یکدم ایک زوردار چھلانگ لگائی اور پھر وہ حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پروفیسر سمیت جیگوار کار کی چھت کے اوپر سے گزر کر دوسری طرف جا گرا۔

اسی لمحے کیپٹن طارق، لیڈی طاہرہ اور توفیق کو بھی جیسے ہوش آ گیا۔ انہوں نے جلدی سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی۔ مگر اسی لمحے چٹان کے پیچھے سے جیسے دو سیاہ رنگ کے دیو ان پر جھپٹ پڑے اور لیڈی طاہرہ کے حلق سے خوفناک چیخ نکل گئی۔

"فادر جوشوا۔۔۔ یہ تو عورت ہے۔۔۔" ایک سیاہ سائے نے یکلخت گھبرائے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ کسی چڑیل سے ٹکرا گیا ہو۔ مگر دوسرے لمحے وہ کراہتا ہوا اور پیچھے ہٹتا گیا۔ کیونکہ توفیق نے لیڈی طاہرہ کے نیچے گرتے ہی اس پر بھرپور انداز میں حملہ کر دیا تھا۔

ادھر کیپٹن طارق کو پہلے تو جوانا نے کسی گیند کی طرح فضا میں اچھال دیا تھا لیکن زمین پر واپس گرنے سے پہلے ہی کیپٹن طارق کا جسم یکلخت

فضا میں گھوما اور اس نے جوانا کے منہ پر پوری قوت سے دونوں پیر جوڑ کر ضرب لگائی اور خود ہاتھوں کے بل زمین پر گرا اور قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہوا ہی تھا کہ جوانا کی بھرپور لات اس کے پہلو پر پڑی اور وہ کسی مار کھائے ہوئے پلّے کی طرح چیختا ہوا پشت کے بل ایک چٹان پر گرا اور دوسرے لمحے اس کی زوردار چیخ گہرائیوں میں ڈوبتی چلی گئی۔

اسی لمحے جوزف کی بھی بالکل اسی طرح کی چیخ سنائی دی۔ وہ بھی شاید کسی چٹان سے پھسل کر گہرائی میں گر گیا تھا۔ اور جوانا تڑپ کر ادھر مڑا جدھر جوزف کو گرانے والا آدمی تیزی سے مڑ رہا تھا۔ مگر راستے میں پڑی ہوئی لیڈی طاہرہ اُسے نظر نہ آئی چنانچہ وہ اس سے اس بری طرح ٹکرایا کر سنبھل نہ سکا اور منہ کے بل زمین پر گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی کھوپڑی پر ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی پر پورا پہاڑ آگرا ہو۔ اس کا ذہن اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔

میجر پرمود جیسے ہی پروفیسر بارکی سمیت کار کی دوسری طرف گرا۔ اس نے زمین پر پیر لگتے ہی کار کا دروازہ کھولا اور پوری قوت سے پروفیسر بارکی کو دوسری سیٹ پر اچھال کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کار ایک زوردار جھٹکے سے آگے بڑھی۔ اسی لمحے اس پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی لیکن جیگوار کار مکمل طور پر بلٹ پروف تھی اس لئے گولیوں کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ٹوٹی پھوٹی سڑک پر دوڑتی چلی گئی۔

میجر پرمود کے جسم میں تو شاید خون پارے میں تبدیل ہو گیا تھا۔ کیونکہ وہ اس خطرناک اور ٹوٹی ہوئی سڑک پر جیگوار جیسی بھاری کار کو اس طرح

دوڑائے چلا جا رہا تھا جیسے ورلڈ ریس میں حصہ لے رہا ہو۔ کار دو دو فٹ ہوا میں اچھلتی۔ لیکن پھر سنبھل جاتی۔ اس کے ٹائروں کی چیخیں بار بار پہاڑیوں میں گونجتی۔ سٹیرنگ پرمود کے ہاتھوں میں کسی کھلونے کی طرح حرکت کر رہا تھا۔ اور وہ ہونٹ بھینچے جیگوار جیسی کار کو اس کی انتہائی سپیڈ پر دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ یہ یقیناً موت کا کھیل تھا۔ لیکن میجر پرمود کی تو زندگی ہی موت سے کھیلتے گذری تھی۔ اس کے چہرے پر خوف کا ذرا برابر بھی کوئی تاثر نہ تھا۔ بیک مرر پر اُسے اپنے پیچھے کوئی گاڑی آتی دکھائی نہ دی تھی۔ اس لئے اس نے سوچا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس یقیناً کوئی گاڑی نہ تھی اور اُسے اپنا یہ خیال اس لئے بھی حقیقت معلوم ہو رہا تھا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی کسی گاڑی پر وہاں پہنچتے تو یقیناً وہ گاڑی کی آواز ضرور سن لیتا۔

وہ انتہائی تیز رفتاری سے کار دوڑاتا ہوا مین روڈ کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ ساتھ والی سیٹ پر پروفیسر بارکی الٹا سیدھا پڑا ہوا تھا۔

جب کار پہاڑی سڑک سے ہوتی ہوئی مین روڈ پر پہنچی تو میجر پرمود نے ایک ہاتھ سے پروفیسر بارکی کو سیدھا کر کے سیٹ پر بٹھا دیا۔ اور پروفیسر بارکی کسی فرمانبردار بچے کی طرح سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ میجر پرمود کار آگے بڑھاتے لے گیا۔ وہ رالام موڑ سے تھوڑا پہلے مین روڈ پر پہنچا تھا اور پھر وہ —— کار رالام موڑ سے آگے سرحد کی طرف دوڑاتا چلا گیا۔ یہاں ٹریفک کا زور ٹوٹ گیا تھا اور اکا دکا کاریں اور ٹرک آجا رہے تھے۔ جیگوار کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ لیکن میجر پرمود کی نظریں سرچ لائٹس کی طرح چاروں طرف

دوڑ رہی تھیں۔ اسے معلوم تھا کہ اس کی ساری سکیم فیل ہو چکی ہے اور
یقیناً یہ سارا علاقہ سیکرٹ سروس نے گھیر رکھا ہوگا۔ اس لئے وہ کسی نئی
منصوبہ بندی کے لئے وقتی طور پر کوئی محفوظ جگہ ڈھونڈنا چاہتا تھا اور
پھر چند لمحوں بعد اسے ایسی جگہ نظر آ گئی۔ یہ سڑک سے ہٹ کر ایک پرانا
سا پہاڑی قلعہ تھا جو دور سے ہی ویران اور سنسان نظر آ رہا تھا۔ پرمود
نے جیگوار کا رخ اس کی طرف موڑ دیا اور چند ہی لمحوں بعد کار اس ویران اور
کھنڈر قلعے کے اندر داخل ہو گئی۔ کار رکتے ہی میجر پرمود اچھل کر نیچے اترا
اور پھر ریوالور سنبھالے وہ دوڑتا ہوا قلعے کے اندر چلا گیا تاکہ وہاں کوئی محفوظ
جگہ تلاش کر سکے۔ قلعہ واقعی پرانا اور قطعاً سنسان پڑا ہوا تھا۔ پچھلی طرف
ہزاروں فٹ گہری کھائی تھی۔ چند ہی لمحوں بعد پرمود نے ایک جگہ تلاش کر لی
یہ ایک کمرے کی چھت تھی جہاں سے وہ خود اندھیرے میں رہ کر چاروں
طرف آسانی سے نگرانی کر سکتا تھا۔ وہ واپس آیا اور اس نے کار کو قلعے کے
اندر ایک سائیڈ پر چھپا کر روک دیا اور پھر پروفیسر بارکی کو باہر نکال کر وہ
ساتھ گھسیٹتا ہوا اس چھت پر پہنچ گیا۔ یہاں اس نے پروفیسر بارکی کو زمین
پر لٹا دیا۔ کار سے وہ ایک دور مار رائفل، چند طاقتور بم بھی نکال لایا تھا
تاکہ ضرورت کے وقت ان سے کام لے سکے۔ اسلحہ نیچے رکھ کر اس نے
جلدی سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ زیرو زیرو نائن کالنگ۔ اوور" ۔۔۔ وہ تیز لہجے
میں بار بار یہی فقرہ دوہرا رہا تھا۔

" یس کرنل ڈی اٹنڈنگ ۔۔۔ تم کہاں پہنچ چکے ہو۔ اوور" ۔۔۔ ؟
دوسری طرف سے کرنل ڈی کی اشتیاق بھری آواز سنائی دی۔

" باس !۔۔۔ ساری سکیم فیل ہو گئی ہے ۔۔۔ عمران اور اس کے ساتھیوں
نے اچانک ہم پر حملہ کر دیا ۔۔۔ غبارہ ناکارہ کر دیا گیا ۔۔۔ میرے ساتھی
شاید مار ڈالے گئے ہیں ۔۔۔ میں پروفیسر بارکی سمیت ان کے گھیرے سے
نکل آنے میں کامیاب ہو چکا ہوں اور اب رالام موڑ سے چار پانچ کلو میٹر
آگے دائیں طرف ایک ویران پہاڑی قلعے کی چھت پر پروفیسر بارکی سمیت
موجود ہوں ۔۔۔ لیکن کسی بھی لمحے یہاں سیکرٹ سروس پہنچ سکتی ہے ۔
اس لئے اب ڈائرکٹ ایکشن کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ۔۔۔ آپ
کوئی جنگی ہیلی کاپٹر بھیجیں یہاں قلعے پر۔ اوور" ۔۔۔ میجر پرمود نے تیز
تیز لہجے میں کہا۔

" ہیلی کاپٹر اور وہاں ۔۔۔ ناممکن ۔۔۔ یہاں پہاڑیوں پر پاکیشیا کا
بہت بڑا ایئر بیس ہے اور اطلاعات کے مطابق وہ لوگ بے حد چوکنا
ہیں ۔۔۔ وہ ایک لمحے سے بھی کم عرصہ میں ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر دیں گے ۔
اوور" ۔۔۔ کرنل ڈی نے مایوس سے لہجے میں جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ۔۔۔ پھر میں خود ہی کوشش کرتا ہوں۔ جو ہوگا دیکھا
جائے گا۔ اوور" ۔۔۔ میجر پرمود نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تم ایسا کرو کہ پروفیسر بارکی کو لے کر واپس دارالحکومت چلے جاؤ۔
میں چند روز میں ہی وہاں ایجنٹوں کا جال بچھا کر پروفیسر بارکی کو وہاں سے
نکال لانے کا بندوبست کر دوں گا۔ اوور" ۔۔۔ کرنل ڈی نے کہا۔

" سوری باس !۔۔۔ میجر پرمود اب پیچھے نہیں ہٹ سکتا ۔۔۔ اب
میرا پیچھے ہٹنا عمران سے شکست کھانے کے مترادف ہے ۔ اور میں یہ
برداشت نہیں کر سکتا ۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ میجر پرمود نے انتہائی کرخت

لہجے میں کہا اور نہ صرف اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا بلکہ ناب گھما کر اس کی فریکوئنسی بھی پلٹ دی۔ تاکہ کرنل ڈی اب خود اس سے رابطہ نہ قائم کر سکے۔

ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال کر وہ سڑک کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے ذہن میں جیسے بھونچال سا آیا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آخر وہ یہاں سے کس طرح نکلے۔ اور پھر چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ — وہ پروفیسر بارکی کے ساتھ جیگوار کو دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا جائے۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ یہ سوچ کر وہ اٹھا اور اس نے زمین پر پڑے ہوئے پروفیسر بارکی کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا۔ اسلحہ اٹھایا اور پھر وہ سیڑھیاں اتارتا ہوا پروفیسر بارکی کو نیچے لے آنے لگا۔

غبارے کا پلاسٹک گرتے ہوئے واقعی راستے کی دیوار بن گیا تھا

عمران کو غبارے پر فائر کرتے ہوئے اس کا خیال بھی نہ آیا تھا اور جب غبارہ نیچے بیٹھا تو اسی لمحے اس کو جیگوار کار کے چلنے کی آواز سنائی دی اس نے تیزی سے اس پر فائر کھول دیا۔ لیکن جیگوار بجلی کی سی تیزی سے آگے دوڑتی چلی گئی۔ عمران پلٹ کر اس طرف دوڑا جدھر کچھ دور اس کی جیپ کھڑی تھی۔ لیکن اسی لمحے اس کے کانوں میں جوزف کی گہرائیوں میں ڈوبتی ہوئی چیخ سنائی دی۔ اس سے قبل ایک اور آدمی کی اسی طرح کی آواز سنائی دی تھی۔ لیکن جوزف کی چیخ نے اس کے قدم روک لئے وہ تیزی سے پلٹا اور اسی لمحے اس نے جوانا کو ٹھوکر کھا کر نیچے گرتے اور اس پر ایک آدمی کو کافی بڑا پتھر مارتے ہوئے دیکھا۔ عمران نے ٹریگر دبا دیا اور پتھر مارنے والا چیخ مار کر پشت کے بل نیچے گرا۔ لیکن دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے

ہاتھ میں جلتے انگارے بھر گئے ہوں۔ گولی اس کی ہتھیلی کی پشت سے رگڑ کھا کر نکلی تھی اور ساتھ ہی ریوالور بھی اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا۔

عمران غراتا ہوا اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے وہ زمین سے اٹھتے ہوئے ایک سائے سے پوری قوت سے جا ٹکرایا۔ گولی اسی سائے نے چلائی تھی۔ اس سائے کے حلق سے چیخ نکلی اور عمران سمجھ گیا کہ یہ آواز عورت کی ہے۔ اس نے اس سے ٹکراتے ہی اسے اچھال کر دور پھینکنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ عورت تو کسی جونک کی طرح اس سے لپٹ گئی۔

"ارے ارے ۔۔۔ ڈیڈی نے دیکھ لیا تو کھوپڑی پلپلی کر دیں گے۔" عمران نے بجلی کی سی تیزی سے گھومتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ مگر عورت جو یقیناً لیڈی طاہرہ تھی لڑائی بھڑائی کے فن میں خاصی ماہر تھی اس نے عمران کے گھومتے ہی پوری قوت سے اپنا گھٹنا اس کی پسلیوں میں جما دیا اور عمران اچھل کر پشت کے بل زمین پر گرا۔ مگر اسی لمحے لیڈی طاہرہ کے حلق سے ذبح ہونے والی بکری جیسی غرغراہٹ نکلی اور وہ ہوا میں اونچی اچھل کر سر کے بل زمین پر گرنے لگی۔ عمران نے نیچے گرتے ہی اسے پیروں کی مدد سے انتہائی ماہرانہ انداز میں فضا میں اچھال دیا تھا اور پھر اس کے نیچے گرنے سے پہلے عمران نہ صرف اچھل کر کھڑا ہو چکا تھا بلکہ اس کے دونوں ہاتھ بیک وقت فضا میں لہرائے اور لیڈی طاہرہ کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی۔ عمران نے بڑا خوفناک داؤ استعمال کیا تھا اس کا ایک ہاتھ نیچے گرتی ہوئی لیڈی طاہرہ کی گردن پر اور دوسرا اس

پہلو پر مخالف سمتوں میں پوری قوت سے پڑا تھا اور بیک وقت ان دونوں ضربات کے نتیجے میں لیڈی طاہرہ کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور پھر وہ ایک دھماکے سے چٹان پر گری اور اس بری طرح پھڑکنے لگی جیسے بکری ذبح ہونے کے بعد پھڑکتی ہے۔

عمران ضرب لگا کر تیزی سے گھوما اور اسی لمحے اس نے ایک اور چیخ سنی۔ یہ چیخ اس آدمی کے حلق سے نکلی تھی جس نے جوانا کے سر پر پتھر مارا تھا اور جسے عمران نے فائر کر کے ہٹ کر دیا تھا۔ جوانا اس سے بھڑا ہوا تھا اور جس وقت عمران، لیڈی طاہرہ کو ضرب لگا کر پلٹا تو اسی لمحے جوانا نے اسے سر کے بل اوپر اٹھا کر پوری قوت سے ایک چٹان پر دے مارا تھا۔ اس آدمی کی چیخ بتا رہی تھی کہ اس کی گردن ٹوٹ چکی ہے اور وہ مردہ چھپکلی کی طرح اب چٹان پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

اسی لمحے جوزف کی غراہٹ سنائی دی اور دوسرے لمحے جوزف کا جسم ایک چٹان کے پیچھے سے ابھرا۔ اس نے کاندھے پر کسی کو اٹھایا ہوا تھا۔

"جوزف کیا ہوا ۔۔۔؟" عمران نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"ماسٹر! ۔۔۔ میرا پیر پھسل گیا تھا اور میں نیچے گر گیا ۔۔۔ لیکن یہ آدمی مجھ سے پہلے نیچے گرا تھا اور اتفاق سے میں اس کے اوپر جا گرا۔ چوٹیں تو مجھے بھی آئی ہیں لیکن بہرحال ہاتھ پیر ٹوٹنے سے بچ گئے ۔۔۔ البتہ اس کا حشر ہو گیا ہے مگر یہ زندہ ہے ۔۔۔ میں اسے اٹھا لایا ہوں تاکہ پتہ تو چلے کہ یہ کون ہے۔" ۔۔۔ جوزف نے اوپر آ کر کاندھے پر لدے ہوئے آدمی کو نیچے پھینکتے ہوئے کہا۔

"تمہاری چیخ کی وجہ سے میجر پرمود نکل گیا ہے ـــ تم ایسا کرو کہ ان تینوں کو اٹھا کر ان کی کار میں لادو اور رانا ہاؤس چلے جاؤ ـــ میں میجر پرمود کے پیچھے جا رہا ہوں" ـــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوڑتا ہوا جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر ہے کافی دیر ہو چکی تھی اس لئے میجر پرمود کار سمیت نکل جانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ میجر پرمود جس فطرت کا آدمی ہے وہ واپس دارالحکومت جانے کی بجائے آگے کا ہی رُخ کرے گا اس لئے اس کا ارادہ تھا کہ وہ سڑک پر پہنچنے کے بعد جولیا اور صفدر کو الرٹ کر دے گا تاکہ اگر جیگوار وہاں تک پہنچ جائے تو وہ اُسے کور کر لیں۔

جیپ کو سٹارٹ کر کے وہ انتہائی تیز رفتاری سے اُسے چلاتا ہوا مین روڈ کی طرف بڑھنے لگا۔ اب جیپ کی ہیڈ لائیٹس روشن تھیں اس لئے اُسے جیپ چلانے میں زیادہ دشواری نہ ہو رہی تھی اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور ایک ہاتھ سے اس کی فریکوئنسی دوبارہ سیٹ کر کے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــ علی عمران کالنگ۔ اوور" ـــ عمران نے جیپ چلانے کے ساتھ ساتھ بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"ایکسٹو۔ اوور" ـــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"میجر پرمود پروفیسر بارکی کو ساتھ لے کر جیگوار میں پہاڑیوں سے واپس مین روڈ کی طرف فرار ہوا ہے ـــ جولیا اور صفدر کو کہا جائے کہ وہ ہوشیار رہیں ـــ میں اس کے پیچھے جا رہا ہوں۔ اوور" ـــ عمران نے کہا۔

"تفصیل بتاؤ۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے مختصر طور پر سارا قصہ بتا دیا۔

"لیکن ہو سکتا ہے کہ ایسے حالات میں وہ آگے آنے کی بجائے واپس دارالحکومت چلا جائے۔ اوور" ـــ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہو تو سکتا ہے جناب! ـــ لیکن جہاں تک مجھے میجر پرمود کی فطرت کا اندازہ ہے۔ ایسا مشکل ہے۔ وہ آگے ہی جائے گا۔ اوور" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوکے! ـــ میں جولیا کو کال کر دونگا ـــ اوور اینڈ آل" ـــ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈالا اور جیپ کی رفتار اور بڑھا دی۔

میجر ریمود نے ہرڈل راڈ اٹھتے ہی ایک طویل سانس لے کر جیگوار کار آگے بڑھا دی۔ یہ منشیات چیک کرنے والی اس راستے پر آخری چوکی تھی۔ اس کے بعد سرحد پر فائنل چیکنگ ہوتی تھی۔ راستے میں دونوں چوکیوں پر کار کی سرسری سی تلاشی لی گئی اور اُسے آگے جانے دیا گیا۔ حالانکہ میجر ریمود کو خطرہ تھا کہ شاید سیکرٹ سروس کے ارکان یہاں موجود ہوں اس لئے وہ کسی بھی ہنگامے کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ لیکن کچھ بھی نہ ہوا اور وہ آگے بڑھتا گیا۔ تعاقب میں بھی کوئی نہ تھا۔ اور دُور دُور تک سڑک خالی پڑی ہوئی تھی۔ اب میجر ریمود سرحد کے تقریباً قریب پہنچ چکا تھا اُسے ایسا احساس ہو رہا تھا جیسے خطرات اپنا گھیرا اس کے گرد تنگ کرتے جا رہے ہوں۔ اُسے لقین تھا کہ عمران اس کے ساتھیوں کے بس کا روگ نہیں ہے اور پھر سیکرٹ سروس لازماً حرکت میں آچکی ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے سرحد کے قریب پکٹنگ کر رکھی ہو۔ یہی

سوچتے ہوئے وہ کار آگے بڑھائے لئے گیا۔ اور جب وہ سرحد سے قریباً پانچ کلومیٹر دُور رہ گئی تو اس نے ایک نیا فیصلہ کیا۔ خطرے کے شدید احساس نے اُسے یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اب جو فائیٹ ہو گی وہ فیصلہ کُن ہو گی۔ اور نہ صرف فیصلہ کُن ثابت ہو گی بلکہ شاید یہ گریٹ فائیٹ بھی بن جائے۔ اکیلا میجر ریمود ہوتا تو اُسے ذرا برابر بھی پرواہ نہ ہوتی لیکن یہ پروفیسر بارکی اس کے گلے میں چھچھوندر کی طرح اٹک چکا تھا۔ اور سیکرٹ سروس کے منجھے ہوتے ایجنٹوں کے مقابلے میں اس کا پروفیسر بارکی کو صحیح سلامت نکال لے جانا اگر ناممکن نہیں تو کم از کم بے حد مشکل ضرور ہو گا۔ اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ وہ کار کو یہیں چھوڑ کر پروفیسر بارکی کو ساتھ لے کر پہاڑی راستوں پر پیدل چلتا ہوا سرحد کے قریب پہنچ جائے۔ اس طرح دو فائدے ہو سکتے تھے۔ ایک تو یہ کہ سیکرٹ سروس کے ارکان کار کے انتظار میں سڑک کو ہی گھیرے جائیں گے اور جب تک وہ کار تک پہنچیں گے اس وقت تک وہ سرحد تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور دوسری بات اس کے ذہن میں یہ آئی تھی کہ اگر وہ کار کو سڑک سے ہٹا کر کسی ایسی جگہ چھپانے میں کامیاب ہو جائے جہاں سے وہ آسانی سے دستیاب نہ ہو سکے۔ تو ہو سکتا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی اس نتیجے تک پہنچیں کہ وہ آگے جانے کی بجائے واپس دارالحکومت چلا گیا ہے۔ اس طرح ان کی توجہ دارالحکومت میں اس کی تلاش پر مبذول ہو جائے گی۔ دونوں صورتوں میں اس کا فائدہ تھا۔ چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے اس ارادے سے اِدھر اُدھر کا جائزہ لینا شروع کر دیا کہ کار کو کہاں چھپایا جائے اور تھوڑی ہی دیر بعد اُسے ایک

پہاڑی راستہ سڑک سے ہٹ کر اندر جاتا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے تیزی
سے کار موڑی اور اس پہاڑی راستے پر کار دوڑانے لگا۔ راستہ پہاڑی
ہونے کے باوجود خاصا فراخ تھا اور انسانی ہاتھوں کا بنایا ہوا لگ رہا
تھا۔ کار چلتے ہی ایک موڑ مڑی کار کی ہیڈ لائٹیں راستے کی سائیڈ پر
لگے ہوتے ایک بورڈ پر پڑیں اور پرمود نہ صرف حیرت سے اچھل پڑا
بلکہ اس نے انتہائی پھرتی سے ہیڈ لائیٹس بند کر کے کار کی رفتار
آہستہ کر دی۔ بورڈ سے ظاہر تھا کہ یہ راستہ ملٹری ایئر پورٹ کی طرف
جاتا ہے اور یہ راستہ عام کاروں کے لئے بند ہے۔

پرمود ذرا آگے بڑھا تو اسے دور سے مدھم سی روشنیاں جھلملاتی
ہوئی دکھائی دیں۔ ان روشنیوں کو اس انداز میں کیموفلاج کیا گیا تھا
کہ یہ اوپر سے کسی صورت نظر نہ آسکتی تھیں۔ لیکن اطراف سے
نظر آ رہی تھیں۔

میجر پرمود نے ایک طویل سانس لیا اور پھر راستے سے ہٹ کر اس
نے کار کو ایک چٹان کی اوٹ میں روک دیا۔

"پروفیسر بارکی! میری آنکھوں میں دیکھو" ——— میجر پرمود نے
کار روک کر پروفیسر بارکی سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا اور پروفیسر
بارکی کا چہرہ تیزی سے پرمود کی طرف گھوما اور میجر پرمود نے اس کی
زندگی سے خالی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔

"تمہارا دماغ میرے حکم کے تابع ہوگا ——— تم میرے زبانی احکامات
حتیٰ کہ اشاروں کی بھی پوری پوری تعمیل کرو گے" ——— میجر پرمود کا لہجہ
بے حد تحکمانہ تھا۔

"میرا دماغ تمہارے تابع ہوگا ——— اور میں تمہارے زبانی احکامات
اور اشاروں کی پوری پوری تعمیل کروں گا" ——— پروفیسر بارکی کی زبان
سے آہستہ آہستہ الفاظ نکلے۔

"ٹھیک ہے ——— اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھو" ——— میجر پرمود
نے کہا اور پروفیسر بارکی کا دایاں ہاتھ تیزی سے اٹھا اور اس کے سر
پر پہنچ گیا۔

"بائیں ہاتھ سے اپنی ناک پکڑو ——— اور دائیں ہاتھ سے اپنے دائیں
گال پر زور سے تھپڑ مارو" ——— پرمود نے کہا اور دوسرے لمحے چٹاخ
کی آواز سے کار گونج اٹھی۔

"ٹھیک ہے ——— اب باہر نکلو" ——— میجر پرمود نے مطمئن لہجے
میں کہا اور پروفیسر بارکی تیزی سے کار سے باہر نکلا اور پھر بے حس و
حرکت کھڑا ہو گیا۔ چونکہ اسے ایسے انجکشن لگائے گئے تھے جن سے
اس کی قوت مدافعت بالکل ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے وہ آسانی سے
ٹرانس میں آگیا تھا۔ اور فوجی ہوائی اڈہ دیکھنے کے بعد پرمود کے ذہن
نے فوراً ہی ایک اور فیصلہ کر لیا تھا اور اسی فیصلے کے تحت اسے
پروفیسر بارکی کو ٹرانس میں لانا ضروری تھا۔

پروفیسر بارکی کے باہر آنے کے بعد میجر پرمود نے جلدی سے
سیٹ کے نیچے رکھا ہوا ایک باکس کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹا
سا سرخ رنگ کا ریوالور نکال کر جیب میں ڈالا اور کار سے باہر آگیا۔
یہ اس کا مخصوص ہتھیار تھا لیزر پسٹل۔ جسے وہ خاص خاص موقعوں پر
ہی استعمال کرتا تھا۔ اس سے انتہائی طاقتور لیزر شعاع نکلتی تھی جو

سامنے آنے والے پہاڑ کو بھی ریزہ ریزہ کر سکتی تھی۔ لیکن اس میں یہ خامی تھی کہ یہ صرف تین بار استعمال ہونے کے بعد اس قدر گرم ہو جاتا تھا کہ اسے دوبارہ استعمال میں لانے کے لئے کم از کم دو گھنٹے چاہئے ہوتے تھے۔ اس لئے میجر پرمود اسے صرف مخصوص اور اہم مواقع پر ہی لے استعمال کرتا تھا۔

کار سے باہر آکر میجر پرمود نے روشنیوں کی طرف دیکھا وہ اندازہ کر رہا تھا کہ اصل رن وے کہاں ہو سکتا ہے۔ اور اڈے کی عمارتیں کہاں ہوں گی۔ اسے معلوم تھا کہ اس قسم کے خفیہ اڈوں کے گرد انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کئے جاتے ہیں۔ لیکن وہ ڈی ایجنٹ تھا اس لئے ان حفاظتی انتظامات کا توڑ جانتا تھا۔ وہ چند لمحے جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے ایک سائیڈ منتخب کی۔

"پروفیسر! ــــ تیزی سے میرے پیچھے آؤ ــــ اور جیسے میں کروں۔ تم نے بھی ویسے ہی کرنا ہے" ــــ میجر پرمود نے کرخت لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ پروفیسر بارکی بھی بالکل اسی کے انداز میں آگے بڑھنے لگا۔

چٹانوں کے درمیان سے ہوتا ہوا میجر پرمود تیزی سے روشنیوں کی شمالی سمت بڑھا جا رہا تھا۔ روشنیاں آہستہ آہستہ نزدیک آتی جا رہی تھیں اور پھر اسے واچ ٹاور نظر آگئے۔ یہ واچ ٹاورز کافی اونچے تھے۔ ان ٹاورز کو دیکھتے ہی میجر پرمود اور زیادہ محتاط ہو گیا۔ لیکن اس نے آگے بڑھنے کی رفتار کم نہ ہونے دی تھی۔ اب اسے اپنے پیچھے پروفیسر بارکی کے ہانپنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں تھیں۔ ظاہر ہے پروفیسر بارکی بوڑھا آدمی تھا۔

اس لئے اس کے پھیپھڑے جواب دینے لگے تھے۔ اسے ریسٹ دینے کی ضرورت تھی۔ اور پرمود کو مجبوراً رکنا پڑا۔ وہ ایک چٹان کی آڑ میں رک گیا ــــ پروفیسر بارکی بھی رک گیا۔

اس وقت وہ دونوں ایک بڑی چٹان کے پیچھے تھے اور اب اندھیرے میں بھی انہیں دور سے رن وے نظر آنے لگ گیا تھا۔ لیکن رن وے کی صرف ایک سائیڈ نظر آ رہی تھی۔ جب کہ باقی اطراف میں بڑے بڑے ہینگر نظر آ رہے تھے۔ ان کی عقبی دیواریں اس طرف تھیں جس طرف پرمود موجود تھا۔ ہینگروں کی اس طرف کچھ فاصلے پر خاردار تاروں کی باڑ نظر آ رہی تھی۔ اور خاردار تاروں سے کچھ فاصلے تک پہاڑی سلسلے کو کاٹ کر ہموار میدان بنا دیا گیا تھا تاکہ دور سے نظر رکھی جا سکے۔ اور کوئی شخص چٹانوں کی آڑ لے کر ان خاردار تاروں تک نہ پہنچ سکے۔ سائیڈ پر دو واچ ٹاوروں میں سرچ لائیٹیں موجود ہوں گی جو خطرے کی صورت میں اچانک آن کی جا سکتی تھیں۔ لیکن پرمود نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان خاردار تاروں کو پھلانگ کر ہینگروں کی پشت پر ضرور جائے گا۔ اب صرف مسئلہ پروفیسر بارکی کا تھا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں کندھے جھٹکے۔

"پروفیسر! ــــ تم یہیں رکو گے ــــ اور مجھے دیکھتے رہو گے۔ پھر جب میں اپنا ہاتھ سر پر رکھوں گا تو تم بالکل اسی انداز میں جس طرح میں آگے گیا ہوں میرے پیچھے آؤ گے" ــــ پرمود نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے رینگتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ جب کہ پروفیسر بارکی وہیں چٹان کے پیچھے ہی رہ گیا۔

میجر پرمود کسی پہاڑی سانپ کی طرح چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ خاردار تاروں کے قریب آخری چٹان کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر وہ زمین کے ساتھ کسی چھپکلی کی طرح چمٹ کر کراسنگ کرتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اس کی رفتار انتہائی آہستہ تھی۔ وہ ایک ایک انچ آگے بڑھ رہا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو بالکل زمین کا جزو بنا رکھا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ خاردار تاروں کے قریب پہنچ گیا۔

چند لمحے وہ تاروں کے ساتھ سانس روکے خاموش پڑا رہا وہ زمین اور خاردار تاروں کے درمیانی فاصلے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں ناپ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ان تاروں کے ساتھ الارم تار موجود ہوگا اور جیسے ہی اس نے تاروں کو ہاتھ لگایا الارم بج اٹھیں گے۔ اور پھر اس کا مارا جانا یقینی ہو جائے گا۔ لیکن خاردار تار بالکل زمین کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ وہ جائزہ لیتا رہا۔ اس کی نظریں تیزی سے سائیڈوں کا جائزہ لے رہی تھیں اور پھر اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی اسے راستہ نظر آ گیا تھا۔ نچلی تار ڈھیلی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ درمیان میں زمین سے لگی ہوئی تھی۔ لیکن سائیڈ میں کچھ دور موجود لکڑی کے کھمبے کے قریب وہ اتنی اونچی ہوگئی تھی کہ اگر پرمود سمٹ کر اسے کراس کرتا تو یقیناً زمین کے ساتھ رینگ کر دوسری طرف نکل جاتا۔ وہ ایک بار پھر آہستہ آہستہ سرکنے لگا۔ اب اس کا رخ اس کھمبے کی طرف تھا۔ اور چند ہی لمحوں میں وہ کھمبے کے قریب پہنچ گیا۔ وہ اس قدر مہارت سے رینگ رہا تھا کہ ابھی تک واچ ٹاور میں موجود فوجی اس کی طرف

متوجہ نہ ہوئے تھے۔ یا شاید یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ کسی فوری خطرے کے درپیش نہ ہونے کی وجہ سے پوری طرح چوکنے نہ ہوں۔ اور معمول کی ڈیوٹی کے تحت بیٹھے آپس میں گپیں لگا رہے ہوں۔

کھمبے کے پاس پہنچ کر پرمود صرف ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر کسی سانپ کی طرح رینگتا ہوا وہ خاردار تار کے نیچے سے صحیح سلامت دوسری طرف نکل گیا۔ اب اس نے ایک طویل سانس لیا اور پھر مڑ کر اپنا چہرہ اس طرف کر لیا جدھر پروفیسر بارکی موجود تھا۔ اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اٹھا کر سر پہ رکھا۔ لیکن دور چٹان کے پیچھے کوئی حرکت نہ ہوئی پرمود نے دو تین بار مخصوص اشارہ کیا۔ لیکن دوسری طرف سے خاموشی رہی۔ اب تو پرمود بری طرح جھلا گیا۔ وہ جس قدر خوفناک خطرے سے گذر کر یہاں تک پہنچا تھا۔ پروفیسر بارکی اس کی ساری کوششوں پر پانی پھیر رہا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ وہ پروفیسر بارکی کو چھوڑ کر آگے بڑھ جائے۔ لیکن پھر اس نے ذہن پر چھائی ہوئی جھلاہٹ کو جھٹک دیا۔ کیونکہ یہ ساری تگ و دو تو وہ پروفیسر کے لئے ہی کر رہا تھا۔ اکیلے واپس جانے کے لئے تو ظاہر ہے اتنی تگ و دو کی ضرورت نہ تھی۔

اب وہ دوہرے خطرے سے دوچار ہو چکا تھا۔ ایک تو اسے کسی بھی واچ ٹاور سے دیکھا جا سکتا تھا اور کھلی جگہ پر ہونے کی وجہ سے اندھیرے میں آتی ہوئی ایک گولی بھی اسے چاٹ سکتی تھی۔ اور دوسرے وہ پروفیسر بارکی اس کی طرف نہ آ رہا تھا۔

پرمود چند لمحے وہیں پڑا ہونٹ کاٹتا رہا۔ اور پھر ایک طویل سانس

لیتے ہوتے اس نے واپس پروفیسر بارکی کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا۔ تاکہ اُسے ساتھ لے آئے۔ ایک بار پھر رینگتا ہوا وہ کھمبے کے ساتھ لگی ہوئی تار کے نیچے سے نکلا اور دوبارہ واپسی کا سفر شروع کر دیا۔ ایک ایک گذرنے والا لمحہ اس کے لئے قیامت کا لمحہ تھا۔ لیکن وہ بڑی مہارت سے رینگتا ہوا آخر کار پہاڑی سلسلے تک پہنچ گیا۔ اور پھر چٹان کی اوٹ میں آتے ہی وہ تیزی سے اُٹھا اور جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا اس چٹان کی طرف بڑھتا گیا جدھر وہ پروفیسر کو چھوڑ آیا تھا۔

لیکن جیسے ہی وہ اس چٹان کے پیچھے پہنچا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ پروفیسر بارکی وہاں موجود نہ تھا۔ پرمود کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ پروفیسر بارکی کہاں غائب ہو سکتا ہے۔ وہ ٹرانس میں تھا۔ اور ٹرانس میں آیا ہوا آدمی تو بغیر حکم کے اپنے منہ پر بیٹھی ہوئی مکھی بھی نہیں اُڑا سکتا تھا۔ پھر وہ آخر کہاں جا سکتا ہے۔ وہ کچھ لمحے اِدھر اُدھر دیکھتا رہا مگر پروفیسر بارکی کہیں نظر نہ آیا۔ پھر اس نے آہستہ سے آواز دی۔

"پروفیسر بارکی! ——— تم کہاں ہو" ——— ؟ میجر پرمود کا لہجہ تو تحکمانہ تھا۔ لیکن اس نے آواز کو بلند نہ ہونے دیا تھا۔ مگر آہستہ ہونے کے باوجود بھی آواز پہاڑیوں میں گونجنے لگی تھی۔

"مم ——— مم ——— میں یہاں ہوں ——— پپ ——— پپ ——— پیشاب کر رہا ہوں ——— ختم ہی نہیں ہو رہا" ——— دوسرے لمحے دُور سے دو چٹانوں کے درمیان سے پروفیسر بارکی کی ڈری اور سہمی سہمی سی سرگوشی سنائی دی۔ اور میجر پرمود کے چہرے پر باوجود شدید جھنجھلاہٹ

کے مسکراہٹ دوڑ گئی۔

پیشاب کے متعلق میجر پرمود کو خیال تک نہ آیا تھا ظاہر ہے کہ پیشاب نہ کرنے کا حکم تو اس نے پروفیسر بارکی کو نہ دیا تھا۔ اور یہ ایسی ضرورت تھی جو بہرحال پوری ہونی تھی۔

"ختم کرو پیشاب ——— اور واپس آؤ ——— جلدی" ——— میجر پرمود نے چند لمحے ٹھہر کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مم ——— مم ——— میں تو ختم کر رہا ہوں ——— مگر یہ ختم ہی نہیں ہو رہا پتہ نہیں کہاں سے آرہا ہے" ——— پروفیسر بارکی نے دوبارہ اسی طرح سہمے سے لہجے میں جواب دیا۔

اس بار پروفیسر بارکی کا جواب سُن کر میجر پرمود کے ذہن پر ایک بار پھر جھنجھلاہٹ سوار ہو گئی۔ کیونکہ اس قدر خطرناک سچویشن میں پروفیسر بارکی کا پیشاب سب کچھ ڈبو سکتا تھا۔

چنانچہ میجر پرمود جھنجھلاہٹ اور تیزی سے اس چٹان کی طرف لپکا جدھر سے پروفیسر بارکی کی آواز سنائی دی تھی۔

"خخ ——— خخ ——— ختم ہو گیا ——— ختم ہو گیا پیشاب ——— اتنا پیشاب پہلے تو ساری زندگی میں کبھی نہیں آیا" ——— قریب پہنچتے ہی چٹان کی دوسری طرف سے پروفیسر کی آواز سنائی دی اور میجر پرمود نے ایک طویل سانس لی اور پھر خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔

چونکہ میجر پرمود واچ ٹاورز سے کافی دُور اونچی اونچی چٹانوں کی اڑ میں تھا اس لئے اُسے دیکھ لئے جانے کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ اور ہ اطمینان سے کھڑا تھا۔ اُسی لمحے اُسے اپنی پچھلی طرف کھٹکا سا

سنائی دی۔ اور وہ سانپ کی سی تیزی سے پلٹا۔

"کوئی خاص بات نہیں میجر! ——— کوئی پتھر اپنی جگہ سے کھسک گیا ہوگا" ——— اچانک میجر پرمود کو اپنی پشت پر علی عمران کی آواز سنائی دی اور وہ واقعی اس طرح اچھل کر پلٹا جیسے اس کے قدموں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

"دھیرج ——— دھیرج میجر پرمود! ——— ڈبل ایجنٹ کے اعصاب اتنے کمزور نہیں ہونے چاہئیں" ——— سامنے کھڑے ہوئے عمران کا لہجہ نہ صرف مضحکہ اڑانے والا تھا۔ بلکہ اندھیرے میں بھی اس کے لبوں پر رینگنے والی مسکراہٹ میجر پرمود کو صاف دکھائی دے رہی تھی۔

عمران جیپ فل سپیڈ میں دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا آیا اور پھر منشیات چیک کرنے والی دونوں چوکیوں سے اُسے جیگوار کے آگے جانے کی اطلاع مل گئی۔ چونکہ یہاں سے ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ اور جیگوار کے ٹائر مخصوص ساخت کے تھے۔ اس لئے سڑک پر جیگوار کے ٹائروں کے ہلکے سے نشانات اُسے شروع ہی سے صاف نظر آ رہے تھے۔ لیکن کچھ ہی دور جانے کے بعد اچانک ٹائروں کے نشانات سائیڈ روڈ پر مڑتے نظر آئے تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ ادھر پاکیشیا کا ایک فوجی ائیر پورٹ تھا۔ اور جیگوار کے ادھر مڑنے کے نشانات دیکھتے ہی میجر پرمود کا سارا منصوبہ اس کے سامنے آ گیا۔ اس نے دل ہی دل میں پرمود کی ذہانت کی داد دی۔ اب تک وہ یہی سوچتا چلا آ رہا تھا کہ میجر پرمود اپنی فطرت سے مجبور ہو کر اندھا دھند سرحد کی طرف جا رہا ہے۔ لیکن اب وہ سمجھ گیا تھا کہ میجر پرمود نے بڑی

ذہانت سے یہ منصوبہ بنایا تھا۔ غبارے والی سکیم فیل ہونے کے بعد اس نے لازماً یہ متبادل منصوبہ بنا رکھا ہو گا۔ وہ ڈی ایجنٹ تھا اس لئے ایسے ایئرپورٹ میں داخل ہو کر کوئی جہاز یا ہیلی کاپٹر اڑا کر لے جانا اس کے لئے کوئی مشکل کام نہ تھا۔ اور چونکہ سرحد بالکل قریب تھی اس لئے جب تک پاکیشیا والے حرکت میں آتے وہ سرحد پار کر جاتا اور اس کے بعد سارا کھیل ہی ختم ہو کر رہ جاتا۔ انتہائی کامیاب اور ذہانت سے بھرپور منصوبہ تھا اور عمران بے اختیار اپنی کنپٹی پر ہاتھ پھیرنے لگا کہ اب اس کے دماغ کی بیٹری واقعی کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ اس اڈے کی طرف اس کا خیال تک نہ گیا تھا۔ ورنہ وہ لازماً یہاں خصوصی حفاظتی انتظامات کرتا۔ بہرحال موڑ مڑتے ہی اس نے ہیڈ لائٹیں بند کر دیں اور جیپ آگے بڑھانے لگا۔

ایک موڑ مڑتے ہی اس نے انتہائی برق رفتاری سے جیپ کا انجن بند کر دیا۔ کیونکہ سامنے ہی ایک چٹان کے ساتھ اسے جیگوار کھڑی نظر آگئی۔ اس کے اندر اور باہر کی بتیاں بند تھیں جس سے یہ پتہ نہ چل رہا تھا کہ میجر پرمود ابھی کار کے اندر ہے یا نہیں۔ انجن اس نے اس لئے بند کر دیا تھا تاکہ میجر پرمود اگر کار کے اندر ہے تو وہ جیپ کے انجن کی آہستہ آواز سے بھی چونک پڑے گا۔ اس لئے جیپ کو روکا اور پھر اچھل کر باہر آگیا۔

اسی لمحے دور ایک چٹان کے پاس دو سائے حرکت کرتے نظر آئے ان سایوں کا رخ ایئرپورٹ کے ہینگروں کے عقبی طرف ہی تھا اور سایوں کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ لازماً میجر پرمود اور پروفیسر بارکی ہے چنانچہ

وہ چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا تیزی سے ان کے پیچھے جانے لگا۔ اسے مسرت ہو رہی تھی کہ وہ بروقت پہنچ گیا۔ ورنہ اگر میجر پرمود کسی جہاز یا ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر چکا ہوتا تو پھر اس کا ہاتھ آنا ناممکن ہو جاتا۔ جس انداز میں میجر پرمود اور پروفیسر بارکی آگے پیچھے چل رہے تھے اس انداز کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ پروفیسر بارکی ٹرانس میں ہے۔ کیونکہ وہ بالکل کسی معمول کی طرح آگے جاتے ہوئے میجر پرمود کی نقل کر رہا تھا جہاں کسی انداز میں میجر پرمود جھکتا پروفیسر بھی جھک جاتا۔ حالانکہ اس کے جھکنے کی وہاں ضرورت بھی نہ ہوتی تھی۔

عمران چاہتا تو یہیں سے گولی چلا کر میجر پرمود کو ختم کر سکتا تھا لیکن یہ اس کی فطرت کے خلاف تھا کہ کسی کی پشت پر اس کی بے خبری میں وار کرے۔ اس لئے وہ بھی تیزی سے آگے بڑھتا گیا۔ اب اس نے میجر پرمود کو زمین پر رینگ کر ایئرپورٹ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ پروفیسر بارکی ایک چٹان کے پیچھے رکا ہوا تھا۔ میجر پرمود بڑے ماہرانہ انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔

عمران چند ہی لمحوں میں پروفیسر بارکی کی پشت پر پہنچ گیا۔ لیکن پروفیسر بارکی بالکل کسی مجسمے کی طرح بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کی نظریں سامنے زمین پر رینگ کر جاتے ہوئے میجر پرمود پر جمی ہوئی تھیں۔ عمران کی آہٹ سننے کے باوجود وہ نارمل آدمیوں کی طرح چونکا اور پلٹا نہ تھا۔ اس سے عمران کا شبہ یقین میں بدل گیا کہ میجر پرمود نے اسے ٹرانس میں رکھا ہوا ہے۔ میجر پرمود اس وقت خاردار تار کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اور عمران جانتا تھا کہ اگر اس نے میجر پرمود کو للکارا یا اس کے پیچھے جا کر اس پر

حملہ کیا تو پھر واچ ٹاورز پر بیٹھے ہوئے فوجی نہ صرف چوکنا ہو جائیں گے۔ بلکہ ملٹری ایئر پورٹ کے خصوصی احکامات کے مطابق وہ لازماً ان دونوں پر فائرنگ کھول دیں گے۔ اور پھر میجر پرمود کے ساتھ ساتھ اس کے اپنے زندہ بچ نکلنے کے امکانات بھی ختم ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی میجر پرمود کو واپس بلانے کا منصوبہ بنا لیا۔

"پروفیسر بارکی! پیچھے مڑ کر دیکھو"۔۔۔ اچانک عمران نے میجر پرمود کے لہجے میں کہا اور پروفیسر بارکی اس بار تیزی سے واپس مڑا۔ دوسرے لمحے عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں پہلے پہل تو میجر پرمود کا ٹرانس توڑنے میں عمران کو خاصی دقت ہوئی۔ لیکن اس نے اپنی بھرپور ذہنی قوت کا مظاہرہ کر کے آخر کار میجر پرمود کے ٹرانس کو توڑ ہی ڈالا۔

"اب تم میرے ٹرانس میں ہو پروفیسر!۔۔۔ تمہارا ذہن میرے تابع ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اس بار وہ اپنی اصل آواز میں بولا تھا۔ لہجہ سرگوشیانہ ہی تھا۔

"ہاں!۔۔۔ میں تمہارے تابع ہوں"۔۔۔ پروفیسر بارکی نے جواب دیا اور عمران سمجھ گیا کہ پروفیسر بارکی جیسے ذہین سائنسدان کو ٹرانس میں لانے کے لئے آرگنم انجکشن نائیڈ کی بھرپور ڈوز دی گئی ہے۔ تبھی اس کا یہ حال ہو گیا ہے۔

"میجر پرمود نے ایئر پورٹ کی طرف جانے سے پہلے تمہیں کیا حکم دیا تھا"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"اس نے کہا تھا کہ وہ خاردار تار کراس کرنے کے بعد سر پر ہاتھ رکھے

گا تو میں اسی طرح رینگتا ہوا اس کے پاس پہنچ جاؤں"۔۔۔ پروفیسر بارکی اس طرح بول رہا تھا جیسے آواز انسانی حلق کی بجائے کسی روبوٹ کے ٹیپ ریکارڈر سے نکل رہی ہو۔

"اب تم واپس اسی طرح چھپتے چھپاتے جاؤ گے جس طرح آئے تھے اور جیگوار کار کے پیچھے ایک جیپ کھڑی ہے اس کی پچھلی سیٹ پر جا کر لیٹ جاؤ گے۔۔۔ اور جب تک میں تمہیں حکم نہ دوں۔۔۔ تم نیچے نہ اترو گے۔۔۔ اور نہ ہی کوئی اور کام کرو گے"۔۔۔ عمران نے کہا اور پروفیسر بارکی نے اس کا فقرہ معمول کی طرح دوہرا دیا۔

"جاؤ"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پروفیسر بارکی واپس مڑا اور اسی طرح چھپتا چھپاتا واپس جانے لگا۔

اب عمران سامنے دیکھ رہا تھا۔ میجر پرمود اس وقت خاردار تار کراس کر رہا تھا۔ اس نے جس انداز، مہارت اور ذہانت سے اس تار کو کراس کیا تھا اس پر عمران باوجود اس کا دشمن ہونے کے دل ہی دل میں شاباش دینے پر مجبور ہو گیا۔

اور پھر میجر پرمود نے تار کراس کر کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ پروفیسر بارکی کو آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ لیکن ظاہر ہے کہ پروفیسر وہاں موجود ہوتا تو آتا۔ اور عمران کا منصوبہ بھی یہی تھا کہ پرمود اکیلا کبھی بھی آگے نہیں جائے گا۔ جب وہ پروفیسر کی طرف سے کوئی جواب نہ پائے گا۔ تو پھر چاہے کتنا بھی خطرہ ہو۔ وہ واپس ضرور آئے گا۔ اور پھر وہی ہوا۔ پرمود نے دو تین بار سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر عمران کی توقع کے عین مطابق اس کی واپسی۔۔۔ شروع ہو گئی۔ عمران اسے واپس آتا دیکھ کر احتیاط سے رینگتے

ہوا کچھ پیچھے ایک چٹان کی اوٹ میں ہوگیا۔

تھوڑی دیر بعد میجر پرمود اس چٹان کے پیچھے پہنچ گیا جہاں وہ پروفیسر بارکی کو چھوڑ گیا تھا۔ اور عمران میجر پرمود کے چہرے پر حیرت کے آثار صاف دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ پروفیسر وہاں سے غائب تھا۔

"پروفیسر بارکی! ــــ تم کہاں ہو ــــــ؟" چند لمحوں بعد میجر پرمود نے تحکمانہ لیکن سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

"مم ــ مم ــ میں یہاں ہوں ــــ پپ ــ پپ ــ پیشاب کر رہا ہوں ــــ خخ ــــ ختم ہی نہیں ہو رہا" ــــــ عمران نے پروفیسر کے لہجے میں جواب دیا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ پیشاب ختم نہ ہونے کی وجہ سے بے حد جھنجھلایا اور سہما ہوا ہو۔ اور عمران نے میجر پرمود کے چہرے پر مسکراہٹ رینگتی دیکھی تو اس کا دل چاہا کہ وہ بھرپور قہقہہ مارے۔

"ختم کرو پیشاب ــ اور واپس آؤ ــ جلدی" ــــــ میجر پرمود نے چند لمحوں بعد تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مم ــ مم ــــ میں تو ختم کر رہا ہوں ــــ مگر یہ ختم ہی نہیں ہو رہا۔ پتہ نہیں کہاں سے آ رہا ہے" ــــــــ عمران نے دوبارہ اسی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ دراصل میجر پرمود کا اس وقفے کے دوران اچھی طرح جائزہ لے رہا تھا تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ پرمود کے پاس کیسے ہتھیار ہیں۔ اس نے اپنے چھپنے کے لئے چٹان ایسی منتخب کی تھی جہاں وہ اگر کھڑا بھی ہو جاتا تب بھی ایئرپورٹ سے انہیں چیک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور عمران کا دوسرا فقرہ سنتے ہی میجر پرمود کے چہرے پر ایک بار پھر شدید جھنجھلاہٹ کے آثار نمایاں ہوئے اور وہ تیزی سے اس چٹان

کی طرف لپکا جس کے پیچھے عمران موجود تھا۔

"خخ ــ خخ ــ ختم ہوگیا ــــ ختم ہوگیا پیشاب ــــ اتنا پیشاب پہلے تو ساری زندگی میں کبھی نہیں آیا" ــــــ میجر پرمود کے قریب پہنچتے ہی عمران نے پروفیسر بارکی کی آواز میں کہا اور میجر پرمود ایک طویل سانس لے کر کھڑا ہوگیا۔ جیسے اُسے پروفیسر بارکی کے پیشاب ختم ہو جانے پر دلی خوشی ہوئی ہو۔

اسی لمحے عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پتھر ذرا سا ہاتھ گھما کر پرمود کی پچھلی جانب اچھال دیا۔ پتھر جیسے ہی چٹان سے ٹکرایا۔ پرمود بجلی کی سی تیزی سے واپس مڑا۔

"کوئی خاص بات نہیں میجر! ــــ کوئی پتھر اپنی جگہ سے کھسک گیا ہوگا" ــــــ عمران نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا اور چٹان کی اوٹ سے باہر آگیا۔

میجر پرمود، عمران کی آواز سن کر یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔

"دھیرج ــــ دھیرج میجر ــــ ڈی ایجنٹ کے اعصاب اتنے کمزور نہیں ہونے چاہئیں" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے میجر پرمود کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

میجر پرمود کا ہاتھ تیزی سے اپنی جیب کی طرف بڑھا۔

"میجر! ــ یہ حماقت نہ کرنا ــــ ورنہ دھماکے ہوتے ہی ایئرپورٹ ے گولیوں کی آبشار بہہ نکلے گی ــــ ابھی ہم ان کی رینج میں ہیں" ــــ مران نے زہریلے انداز میں کہا اور جیب کی طرف تیزی سے بڑھتا ہوا

میجر پرمود کا ہاتھ رک گیا۔ بات شاید اس کی سمجھ میں آگئی تھی۔

"پروفیسر کہاں ہے"۔۔۔ میجر پرمود نے کینہ توز نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ میری جیب میں اطمینان سے پڑا سو رہا ہے۔۔۔ بوڑھا آدمی ہے۔۔۔ میں نے سوچا کہ کچھ دیر آرام کر لے"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے"۔۔۔ میجر پرمود اب پوری طرح مطمئن نظر آ رہا تھا۔ شاید اچانک حیرت پر اس نے مکمل طور پر قابو پا لیا تھا۔

"جنگوار کار کے ٹائر مخصوص ہوتے ہیں میجر!۔۔۔ ویسے مجھے تمہارے اس ذہانت سے بھرپور منصوبے پر بڑی خوشی ہوئی ہے۔۔۔ اور شاید اسی ذہانت کی وجہ سے میں نے تمہاری جان بخش دی ہے۔ ورنہ جب تم خاردار تار کراس کر چکے تھے۔۔۔ میں اگر صرف ہوائی فائر بھی کر دیتا تو تمہاری لاش گولیوں سے چھلنی ہو جاتی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تم اب کیا چاہتے ہو"۔۔۔ میجر پرمود نے ہونٹ کاٹتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔

"میرے چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔۔۔ اگر میرا چاہنا پورا ہو جاتا تو اب تک میں کم از کم دس محبوباؤں سے شادی کر چکا ہوتا۔۔۔ بہرحال مشن وشن تو ساری عمر چلتے ہی رہتے ہیں۔۔۔ تم میرے مہمان ہو۔ میرے ساتھ چلو۔۔۔ کسی اچھے سے ہوٹل میں ڈنر کھائیں گے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سنو عمران!۔۔۔ میں تمہیں آخری بار وارننگ دے رہا ہوں۔ پروفیسر بارکی میرے ملک کا سائنسدان ہے اس لئے یہ میرے قومی فرائض میں شامل ہے کہ میں اسے اپنے ساتھ واپس لے جاؤں۔ تم درمیان سے ہٹ جاؤ"۔۔۔ پرمود کا لہجہ کرخت ہو گیا۔

"تو میں کب درمیان میں ہوں۔۔۔ اگر پروفیسر بارکی تمہارے ساتھ جانے پر تیار ہے تو بے شک لے جاؤ۔۔۔ میں خود جا کر تمہیں ایئرپورٹ پر سی آف کر آؤں گا۔۔۔ جاتے ہوئے تحائف بھی دوں گا۔۔۔ میرے پاس بڑی شاندار بکری ہے۔ دودھ کم اور مینگنیاں زیادہ دیتی ہے۔ میں کب سے ایسا آدمی تلاش کر رہا ہوں جسے میں اسے تحفے میں دے کر اپنی جان چھڑا سکوں"۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ تم خودکشی پر تیار ہو چکے ہو"۔۔۔ پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"خودکشی۔۔۔ ارے باپ رے۔۔۔ یہ تو گناہ کبیرہ ہے۔ اور ابھی تو میں نے گناہ صغیرہ یعنی شادی بھی نہیں کی۔۔۔ اوہ شاید میں غلط کہہ گیا ہوں"۔۔۔ عمران نے سہمے ہوئے [illegible] کہا۔

"اب مجھے پرواہ نہیں کہ [illegible] عمران کیا کرتے ہیں۔ بہرحال تم تیاری کر لو۔۔۔ میں اب تمہیں زیادہ برداشت نہیں کر سکتا"۔۔۔ پرمود نے انتہائی حیرت انگیز پھرتی سے جیب سے ریوالور نکال لیا تھا۔

"توبہ توبہ۔۔۔ یہ ایک ریوالور ہے۔۔۔ ارے یہ تو میرا قیمہ بنا دے گا۔۔۔ اور میرا خیال ہے کہ تمہیں [illegible] ہیں۔۔۔ [illegible] کوفتوں کی ضرورت ہے۔۔۔ نرگسی کوفتوں [illegible]"۔۔۔ عمران نے انتہائی خوفزدہ [illegible]

لہجے میں کہا اور اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی میجر پرمود جس کی انگلی ٹریگر کی طرف بڑھ رہی تھی یکلخت جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹا۔ لیزر پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر دور چٹانوں میں جا گرا تھا۔

عمران کے کوٹ کی جیب میں سوراخ نظر آ رہا تھا جس میں سے ہلکا سا دھواں اب بھی نکل رہا تھا۔ اس نے جیب کے اندر سے ہی سائلنسر لگے ریوالور سے گولی چلا دی تھی اور نشانہ بالکل صحیح بیٹھا تھا۔ پرمود سوچ بھی نہ سکا تھا کہ عمران جس کا ہاتھ کولہے پر رکھا ہوا تھا اس قدر پھرتی سے جیب میں ہاتھ بھی ڈال لے گا اور پھر اس قدر بے خطا نشانہ بھی لگا لے گا۔ عمران کا ریوالور اب باہر آ چکا تھا۔ یہ ایک جدید ساخت اور چھوٹے سائلنسر کا ریوالور تھا۔

لیزر پسٹل ہاتھ سے نکلتے ہی پرمود تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا حشر بھی لیزر پسٹل جیسا ہی ہوا۔ پرمود قلابازی کھا کر دوبارہ سیدھا ہو گیا تھا اور اب دوسرا پستول اس کے ہاتھ میں تھا۔ بغیر سائلنسر لگا ہوا عام پستول۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا بازو جھنجھنا اٹھا کیونکہ جیسے ہی وہ قلابازی کھا کر سیدھا ہوا، عمران کی بھرپور لات اس کے ہاتھ پر پڑی تھی اور دوسرا پستول بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

"ہم دونوں فی الحال ایک دوسرے کو غیر مسلح کر رہے ہیں۔ ریوالوروں اور پستولوں سے تو ہمارے ملک کے بچے مکھیاں مارتے ہیں ——— یقین نہ آئے تو شب برات کو آ جانا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پرمود کینہ توز نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔ وہ واقعی اب غیر مسلح ہو چکا تھا۔ اس کے پاس واقعی ایک پستول اور ایک لیزر پسٹل تھا۔ اس کا خیال تھا کہ لیزر پسٹل ائیرپورٹ والوں کے لئے کافی رہے گا کیونکہ اس کا ارادہ جہاز پر قبضہ کرتے ہی ٹرمینل کو لیزر پسٹل کے ایک فائر سے مکمل طور پر اڑا دینے کا تھا تاکہ فوری طور پر اس کا تعاقب نہ کیا جا سکے۔

"تمہاری موت واقعی آ گئی ہے ——— میرے ہاتھوں میں ابھی اتنا دم ہے کہ میں تمہاری ہڈیاں توڑ سکوں" ——— میجر پرمود نے زخمی بھیڑیے جیسے انداز میں کہا۔

"اچھا! ——— میں تو یہی کہوں گا کہ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔ ہاں! ——— اگر نسوانی بازو ہوں تو البتہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا" ——— عمران کا لہجہ بدستور مضحکہ اڑانے والا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کا فقرہ مکمل ہوتا میجر پرمود اس پر چھلانگ لگا چکا تھا۔ عمران شاید پہلے سے اس حملے کا متوقع تھا اس نے وہ بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹا۔ لیکن پرمود کوئی عام ایجنٹ نہ تھا زیرو زیرو نائن کا عہدہ اس کے پاس تھا۔ اور یہ ایسا عہدہ ہوتا ہے جو ہر لحاظ سے ماسٹر آدمی کو ہی ملتا ہے۔

چنانچہ وہی ہوا۔ میجر پرمود کا جسم حیرت انگیز انداز میں ہوا میں مڑا اور دوسرے لمحے اس نے ایک طرف ہٹتے ہوئے عمران کو چھاپ لیا۔ وہ عمران کو لئے ہوئے پتھروں پر گرا ہی تھا کہ اس کا جسم ایک بار پھر فضا میں اچھلا۔ وہ شاید دونوں گھٹنے جوڑ کر عمران کے پیٹ پر فیصلہ کن ضرب لگانا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے اوپر اچھلتے ہی عمران کی دونوں ٹانگیں تیزی سے سمٹیں اور اس کا نچلا جسم میجر پرمود کی ضرب کی زد سے

نکل گیا۔ وہ ایک سائیڈ پر کھسک گیا۔

میجر پرمود نے اپنے گھٹنے پوری قوت سے چٹان سے ٹکرانے سے بچانے کے لئے اضطراری طور پر جسم کو پھیلا دیا اور اسی لمحے عمران کی دونوں ٹانگیں پرمود کی گردن میں کسی آہنی شکنجے کی طرح فٹ ہو گئیں۔ پرمود کی گردن کے گرد ٹانگیں ڈالتے ہی عمران ایک زوردار جھٹکے سے اچھلا۔ وہ میجر پرمود کے جسم کو پوری طرح داؤ میں لے آنے کے لئے گھما دینا چاہتا تھا۔ لیکن پرمود نے یکلخت الٹی قلابازی کھائی اور نہ صرف اپنی گردن چھڑا لی۔ بلکہ وہ عمران کو انتہائی خوفناک داؤ میں پھنسانے میں بھی کامیاب ہو گیا۔ اس کے دونوں پیر عمران کے سر کے پیچھے زمین پر جم گئے تھے۔ اور اس کا پورا جسم عمران کے اپنے سر کی طرف دوہری ہوئی ٹانگوں کے اوپر پھیلا ہوا تھا۔ یہ اس قدر خوفناک داؤ تھا کہ ایک ہی جھٹکے سے عمران کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ سکتی تھی۔ اس داؤ کو مارشل آرٹ میں ٹائٹ لاک کہا جاتا تھا اور اس کا بظاہر کوئی توڑ نہ تھا۔ بس اتفاق تھا کہ عمران اس داؤ میں پھنس گیا تھا۔

میجر پرمود نے جیسے ہی محسوس کیا کہ عمران ٹائٹ لاک میں پھنس چکا ہے تو اس نے پوری قوت سے اپنے جسم کو پیچھے کی طرف جھٹکا دینا چاہا۔ اگر اس کا مقابل عمران کی بجائے کوئی اور ہوتا تو یقیناً اب تک اس کی کمر ٹوٹ چکی ہوتی۔

لیکن جیسے ہی میجر پرمود نے ٹائٹ لاک کا فیصلہ کن جھٹکا دیا عمران نے پوری قوت سے اپنے نچلے دوہرے ہوئے جسم کو پوری قوت سے پیچھے کی طرف جھٹکا دیا۔ یہ جھٹکا اس قدر شدید اور قوت سے بھرپور تھا کہ

میجر پرمود کسی گیند کی طرح اچھل کر پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس انداز میں جیسے کھڑا ہوا آدمی لڑکھڑا کر پیچھے ہٹتا ہے۔ کیونکہ اچانک زوردار جھٹکے سے اس کا جسم بالکل سیدھا ہو کر پیچھے کی طرف لڑکھڑا کر ہٹتا گیا تھا۔

اسی لمحے عمران بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ دونوں ایک بار پھر آمنے سامنے کھڑے تھے۔ دو ناقابل تسخیر انسان۔ پاکیشیا کا علی عمران ___ جسے پورا پاکیشیا ناقابل تسخیر سمجھتا تھا ___ اور بلگارنیہ کا میجر پرمود ___ جسے بلگارنیہ کی ناک کہا جاتا تھا۔

"داؤ تو اچھا لگ گیا تھا میجر! ___ لیکن تم نے فائنل جھٹکا دینے میں ذرا سی دیر کر دی ___ ایسے موقعوں پر دیر نہیں کرنی چاہیئے"۔ عمران نے یوں مطمئن انداز میں کہا جیسے کوچ کھلاڑی کو سکھا رہا ہو۔

لیکن پرمود نے جواب دینے کی بجائے دانت پیستے ہوئے عمران پر ایک بار پھر حملہ کر دیا۔ اس کی آنکھیں جنگلی بھیڑیئے کی طرح سرخ ہو گئی تھیں۔ اس نے عمران کو ڈاج دینے کی پوری کوشش کی اور حملہ کرتے ہی جیسے اس کا جسم عمران کے قریب پہنچا۔ اس نے نہ صرف اپنے جسم کو یکلخت روک لیا۔ بلکہ وہ کسی لٹو کی طرح گھوما اور گھومتے ہوئے اس کی کہنی انتہائی خوفناک انداز میں عمران کی پسلیوں کی طرف بڑھی۔ اور اگر یہ کہنی ٹھیک اسی انداز میں عمران کی پسلیوں پر پڑ جاتی تو پھر عمران کا دوسرا سانس مشکل سے ہی باہر نکلتا۔ یہ کراٹے کا انتہائی خوفناک داؤ تھا۔ لیکن عمران بھلا ایسے داؤ میں کیسے آ جاتا۔ چنانچہ میجر پرمود کے گھومتے ہی عمران کا جسم اس سے بھی زیادہ تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ہاتھ پرمود کی دوسری کلائی پر پڑا۔ اور

دوسرے لمحے میجر پرمود کے حلق سے کراہ نکلی اور وہ اچھل کر دو قدم
سائیڈ میں ہٹتا چلا گیا۔
عمران نے گھومتے ہوئے اس کی کلائی پکڑلی تھی اس لئے میجر
پرمود کے بازو کو خوفناک انداز میں جھٹکا لگا۔ لیکن میجر پرمود فوراً ہی
واپس پرُخ پر گھوما۔ اس طرح نہ صرف اس کی کلائی عمران کے ہاتھ سے
نکل گئی بلکہ اس کے کندھے کا جوڑ بھی اکھڑنے سے بچ گیا۔ اور وہ صرف
کراہ کر دو قدم سائیڈ میں ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔
"گڈ میجر! ___ تم میں واقعی میرا شاگرد بننے کی صلاحیتیں موجود ہیں"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
مگر دوسرا لمحہ عمران پر بہت بھاری ثابت ہوا۔ میجر پرمود کی
لات تیزی سے اوپر کو اٹھی اور ایک بڑا سا پتھر اچھل کر عمران کے
چہرے پر پوری قوت سے پڑا۔ یہ ضرب اتنی اچانک اور بھرپور تھی کہ
عمران اس سے نہ بچ سکا۔ اور لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم نہ صرف پیچھے ہٹ
گیا بلکہ اس کی ناک سے خون کی دھار بھی بہہ نکلی تھی۔
"تم نے پہلی بار میری ناک سے خون ___ نکالنے کی ہمت کی ہے
میجر پرمود! ___ اب اس خون کے ہر قطرے کا تمہیں حساب دینا
ہوگا" ___ اچانک عمران بھیڑیے کی طرح غرایا۔ مگر پرمود نے پتھر
مارتے ہی اس پر چھلانگ لگا دی تھی۔ لیکن اس بار عمران اپنی جگہ جما
رہا اور جیسے ہی پرمود کا جسم اس پر چھلانگ لگانے کے لئے ہوا
میں اچھلا، عمران نے یکلخت قلابازی کھائی اور میجر پرمود کا جسم کسی
گیند کی طرح فضا میں اوپر کو اچھل گیا۔ عمران کی دونوں لاتیں بجلی کی

سی تیزی سے اس کے اڑتے ہوئے جسم پر پڑی تھیں۔ اور ساتھ ہی
عمران قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔
میجر پرمود نے اپنے آپ کو بری طرح نیچے گرنے سے بچانے
کے لئے جسم کو تیزی سے دائیں طرف موڑا تاکہ اس کا جسم پیراٹروپنگ
کے انداز میں نیچے گرے اور یقینی چوٹ سے بچ جائے۔ لیکن عمران
سیدھا ہوتے ہی ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس کی
گھومتی ہوئی لات پوری قوت سے نیچے گرتے ہوئے میجر پرمود کی
پسلیوں پر پڑی اور پرمود کے حلق سے نہایت اونچی سسکاری نکلی۔
وہ ایک دھماکے سے پتھروں پر پشت کے بل گرا۔ دوسرے لمحے عمران
اس پر چھا گیا۔ اور اس پر چھاتے ہی عمران نے پوری قوت سے اس کی
ناک پر ٹکر ماری۔ یہ ٹکر انتہائی زوردار تھی اور پرمود کے ناک سے
خون کا فوارہ سا ابل پڑا۔
لیکن دوسرے لمحے عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ پرمود کا جسم
نیچے گرتے ہی بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔ اس نے ٹکر کھانے کے بعد
کوئی جوابی ردعمل ظاہر نہ کیا تھا۔ اس لئے عمران اچھل کر کھڑا ہوا اور میجر پرمود
اسی طرح پڑا رہا۔ اس کی ناک سے بے تحاشا خون نکل نکل کر اس کے
چہرے اور گردن کے ارد گرد بہہ رہا تھا۔ لیکن پرمود کی آنکھیں بند
تھیں اور جسم بے حس و حرکت تھا۔
"ارے کیا ہوا ___ کیا چابی ختم ہو گئی ___ مگر اتنی جلدی" ___؟
عمران حیرت بھرے انداز میں بڑبڑایا اور اس نے جھک کر میجر پرمود کو
تیزی سے پلٹا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس

نکل گیا۔ ایک نوکیلا پتھر میجر پرمود کی کھوپڑی کی پشت میں گہرا سوراخ
بنا چکا تھا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ اس نوکیلے پتھر کی وجہ سے میجر پرمود
مار کھا گیا ہے۔ ورنہ وہ جس سطح کا لڑاکا تھا عمران کو اس کا بھرپور
احساس ہو گیا تھا کہ وہ آسانی سے شکست کھانے والوں میں سے نہیں
ہے۔ ایسے آدمی کو بے بس کرنے کے لئے نہ جانے کب تک عمران
کو جان لڑانی پڑتی۔

"بہرحال تم اچھے لڑاکے ہو ۔۔۔ مجھے پسند آئے ہو" ۔۔۔ عمران
نے تعریف بھرے انداز میں کہا اور پھر اس نے جھک کر میجر پرمود کو
اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور تیزی سے اپنی جیپ کی طرف بھاگنے
لگا۔ لیکن اس دوڑنے میں بھی اس کی کوشش یہی تھی کہ وہ ایئرپورٹ
کے نگرانوں کی نظر میں نہ آسکے۔ ورنہ ظاہر ہے جب تک وہ انہیں اپنی
شناخت کرانے میں کامیاب ہوتا۔ اس کے اپنے جسم میں نہ جانے کتنے
سوراخ ہو چکے ہوتے۔

جیپ کے قریب پہنچتے ہی عمران نے پرمود کو نیچے لٹایا اور پھر
جیپ کی اگلی سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے موجود باکس میں سے ایک اور
چھوٹا سا باکس نکال کر اس نے سامنے رکھا اور جلدی سے اسے کھول
کر اس میں سے مرہم پٹی کا سامان نکالنے لگا۔ یہ اس کا خصوصی فرسٹ
ایڈ باکس تھا۔ چنانچہ چند ہی لمحوں میں پرمود کے سر پر پٹی بندھ چکی تھی۔

عمران نے باکس میں سے دو شیشیاں نکال کر ان میں سے دو
انجکشن بھی میجر پرمود کے بازو میں انجکٹ کر دیئے۔ ان میں سے ایک
انجکشن تو طاقت بحال کرنے کا تھا اور دوسرا طویل بیہوشی کا تھا۔ اس

بیہوشی والے انجکشن کے بعد میجر پرمود کسی صورت میں بھی چھ گھنٹوں سے
پہلے ہوش میں نہ آسکتا تھا اور طاقت کے انجکشن سے وہ بہرحال خطرے
سے باہر آچکا تھا۔

پروفیسر بارکی جیپ کی پچھلی سیٹ پر اکڑوں بیٹھا ہوا دور خلاؤں
میں گھور رہا تھا۔

"پروفیسر! ۔۔۔ تم اگلی سیٹ پر آجاؤ ۔۔۔ پچھلی سیٹ پر میرا مہمان
آرام کرے گا" ۔۔۔ عمران نے پروفیسر سے کہا اور پروفیسر کسی معمول
کی طرح حرکت میں آیا اور اگلی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔

عمران نے میجر پرمود کو اٹھایا اور جیپ کی پچھلی سیٹ پر لٹا دیا۔ اس
کے انداز سے ذرا برابر بھی احساس نہ ہو رہا تھا کہ وہ ابھی چند لمحے پہلے
انتہائی خوفناک اور جان لیوا لڑائی سے گذرا ہے۔

میجر پرمود کو سیٹ پر لٹانے کے بعد عمران نے اندرونی جیب
سے ٹرانسمیٹر نکالا اور فریکوئنسی سیٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ۔۔ ہیلو علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن)
کالنگ۔ اوور" ۔۔۔ عمران کے لہجے میں شرارت اور شوخی کی جھلکیاں
نمایاں تھیں۔

"یس ایکسٹو اٹنڈنگ ۔۔۔ مگر یہ ڈگریاں دوہرانے کا کیا مطلب۔
اوور" ۔۔۔ ایکسٹو کے لہجے میں بے پناہ سرد مہری تھی۔

"میں نے سوچا باس! ۔۔۔ کہ شاید آپ میری ڈگریاں بھول گئے ہوں۔
اس لئے یاد دہانی کرا رہا تھا۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے شوخ لہجے میں جواب دیا۔

"تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم کوئی کامیابی حاصل کر چکے ہو۔ اوور" ۔۔۔

بلیک زیرو کا لہجہ اسی طرح سرد تھا کیونکہ عمران کی طرح وہ بھی جانتا تھا کہ بی الیون ٹرانسمیٹر کی اس فریکوینسی پر صفدر اور جولیا کی ٹیم بھی یہ گفتگو سُن رہی ہوگی۔

"سر! ـــ آپ نے علم نجوم تو نہیں سیکھ لیا ـــ واقعی کمال ہے۔ مجھے تو اب اپنی ڈی۔ ایس۔ سی کی ڈگری پر شرم آ رہی ہے۔ اس ڈاکٹر آف سائنس کی بجائے اگر میں ڈاکٹر آف نجوم ہوتا تو یقیناً فائدے میں رہتا ـــ ستاروں کو ذرا سا آگے پیچھے کیا اور میجر پرمود دھڑام سے پیروں پہ آ گرتا۔ اوور" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو مطلب ہے کہ تم میجر پرمود پر قابو پا چکے ہو ـــ سنو! ـــ میرے ساتھ سیدھی طرح بات کیا کرو ـــ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہوتا۔ سمجھے ـــ آئندہ خیال رکھنا ـــ میجر پرمود اور پروفیسر بارکی کو دانش منزل پہنچا دو۔ اوور اینڈ آل" ـــ بلیک زیرو کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ہاں! ـــ ضائع کرنے کے لئے سارا وقت تو علی عمران کے پاس جمع ہے۔ دوسروں کے پاس کہاں سے آیا وقت ـــ اچھا چلو میجر صاحب! اب تم جانو اور شوگران والے ـــ کم از کم مجھے تمہیں مار کر افسوس ہی رہتا۔ حالانکہ تم نے سائنسدانوں کو مارنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی" ـــ عمران نے روٹھی ہوئی بیوی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اچھل کر جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں منفرد۔ انوکھا اور دلچسپ ناول

جناتی دنیا

سپیشل نمبر

مصنف —— مظہر کلیم ایم اے

جناتی دنیا —— کرۂ ارض پر موجود جنات کی دنیا —— جو انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتی ہے۔

جناتی دنیا —— ایک ایسی دنیا —— جو انسانوں کی دنیا سے یکسر مختلف ہوتی ہے —— پُراسرار —— لیکن حقیقی دنیا ——

جناتی دنیا —— ایک ایسی دنیا۔ جس میں عمران کو داخل ہونا پڑا اور جب وہ اس انوکھی دنیا میں داخل ہوا تو —— انتہائی حیرت انگیز اور انتہائی انوکھے واقعات۔

جناتی دنیا —— جس میں جنات کے ہزاروں قبیلے رہتے تھے اور ان قبیلوں میں مسلمان بھی تھے اور غیر مسلم بھی۔

سردار اختاش —— پاکیشیا میں رہنے والے مسلمان جناتی قبیلے کا سربراہ جس نے اپنے قبیلے کو بچانے کے لئے عمران کی خدمات حاصل کیں —— کیوں اور کیسے —— ؟

سردار کنٹیلا —— ایسے جناتی قبیلے کا سربراہ —— جو شیطان کا پیروکار تھا) اور وہ مسلمان جناتی قبیلے کو فنا کرنا۔ یا۔ غیر مسلم بنانا چاہتا تھا۔

عمران —— زندگی میں پہلی بار جس کا جناتی مخلوق سے واسطہ پڑا۔ انتہائی حیرت انگیز۔ انوکھے اور دلچسپ واقعات سے پُر۔

• —— شیطان کے پیروکار جنات اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی ایک انتہائی حیرت انگیز۔ خوفناک اور انوکھے انداز کی جدوجہد —— ایک ایسی جدوجہد —— جس کا ہر لمحہ پُراسرار —— خوفناک اور انوکھا ثابت ہوا —— قطعی مختلف انداز کی نئی اور پُراسرار کہانی۔

• انوکھا۔ دلچسپ اور تحیر خیز ناول۔ ایک ایسا ناول جس میں قارئین پہلی بار ایک پوشیدہ اور حیرت انگیز حقیقی دنیا سے روشناس ہونگے

ایک ایسی حقیقی دنیا کی کہانی جو اسرار کے دھندلکوں میں پوشیدہ رہتی ہے اور جسے صرف مظہر کلیم کا قلم ہی صفحہ قرطاس پر اُبھار سکتا ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ سنسنی خیز اور یادگار ناول

دشمن جولیا

مکمل ناول

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

• جولیا نے سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وزارت دفاع کے ریکارڈ روم سے انتہائی قیمتی فائل حاصل کر کے غائب کر دی۔ کیا جولیا واقعی پاکیشیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی دشمن ہو گئی تھی یا۔؟

• ایکسٹو کے جواب طلب کرنے پر جولیا نے فائل کے حصول کا سارا الزام براہ راست ایکسٹو پر لگا دیا۔ کیا جولیا ایکسٹو کے خلاف کام کر رہی تھی۔؟

• وہ لمحہ — جب تنویر جولیا کو دشمن قرار دے کر اسے گولی مار دینے کے درپے ہو گیا اور اگر عمران درمیان میں نہ پڑ جاتا تو تنویر جولیا کو گولی مار چکا ہوتا — انتہائی حیرت انگیز سچویشن — کیا تنویر حق پر تھا —؟

• وہ لمحہ — جب جولیا نے کھلے عام وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ جا کر بے دریغ قتل عام شروع کر دیا۔ اس طرح وہ کھلے عام دشمنی پر اتر آئی۔

• وہ لمحہ — جب جولیا نے وزارت دفاع کے ایڈیشنل سیکرٹری اور ریکارڈ روم کے عملے کو انتہائی سفاکی سے موت کے گھاٹ اتار دیا — کیا جولیا واقعی دشمن کا روپ دھار چکی تھی — یا —؟

• وہ لمحہ — جب جولیا نے برملا اس قتل عام کا اعتراف کر لیا لیکن ایکسٹو نے اُسے قاتل قرار دینے سے انکار کر دیا — کیوں —؟ انتہائی حیرت انگیز سچویشن۔

• فلاور — ایک ایسی غیر ملکی ایجنٹ — جس نے اپنی ذہانت سے نہ صرف عمران بلکہ پوری سیکرٹ سروس کو حقیقتاً بے بسی کی انتہا پر پہنچا دیا۔

• وہ لمحہ — جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس باوجود انتہائی کوشش کے فلاور کے مقابلے پر مکمل طور پر شکست کھا گئے۔

• کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ناکامی کی اصل وجہ جولیا ہی تھی — یا —؟

انتہائی دلچسپ، سنسنی خیز
اور یادگار ناول

ایک ایسی کہانی جو ہر لحاظ سے منفرد انداز میں تحریر کی گئی ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان